سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلیات جذب

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ کراچی ۴۷ پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰ فون: ۳۹۹۲۱۷۶

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلیاتِ جذب

حصہ اول

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۹۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست

قرآن پاک صحیح پڑھنے کا اہتمام ___ ۴
اذان واقامت کا مسنون طریقہ ___ ۴
رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا ___ ۴
عشا کی صرف ۹ رکعات ضروری ہیں ۔ ۵
اوابین پڑھنا بہت آسان ہے ۔ ۵
دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا ___ ۷
ایک غریب مقروض شخص کی حکایت ۔ ۷
مجاہدہ کے بعد عطائے نعمت کا راز ۔ ۸
نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے ___ ۹
گناہ کی خاصیت ___ ۱۰
سب سے بڑا دشمن ___ ۱۰
نافرمان کے دو دوزخ ___ ۱۲
نیک بندوں کی دو جنت ___ ۱۲
قرآن پاک میں صفتِ جذب کا اعلان ۔ ۱۶
چاند کے عکس کی مثال ___ ۱۸
بندہ کے لیے اللہ کافی ہے ___ ۱۹
طریقِ سلوک بھی جذب ہی سے طے ہوتا ہے ___ ۲۱
طریقِ جذب کی ایک مثال ___ ۲۲
طریقِ سلوک کی مثال ___ ۲۳
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جذب کا واقعہ ___ ۲۴
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذب کا واقعہ ___ ۲۹
ایک تابعی کے جذب کا واقعہ ___ ۳۱
مثنوی میں ایک مجذوب چرواہے کا واقعہ ۳۳
اہل اللہ کے تذکروں سے رحمت برستی ہے ۳۷
دعا ___ ۳۸

تجلیاتِ جذب

(مرشدی و مولائی حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا بیان متعلق بہ جذب الٰہیہ مورخہ ۱۸، محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۹۳ء بروز جمعہ بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح بمقام مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی - جامع)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ ۔
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ۔
اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ○

(پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ)

حضرات سامعین! اصل مضمون سے پہلے بعض ضروری گذارشات کرنی ہیں جن کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

قرآن پاک صحیح پڑھنے کا اہتمام

بار بار یہ عرض کر چکا ہوں کہ قرآن شریف کے حروف کی صحت کا اہتمام کیجئے۔ اپنے اپنے حلقوں میں کسی قاری صاحب سے قرآن شریف کے حروف درست کر لیجئے۔ بعض غلطیاں ایسی ہیں جو گناہِ کبیرہ ہیں لحن جلی میں حروف بدل جاتے ہیں۔ اس لیے قرآن شریف صحیح پڑھنا بہت ضروری ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے علما۔ کو تھانہ بھون میں نورانی قاعدہ پڑھوا کر پھر بیعت فرمایا۔ اتنا اہم معاملہ ہے۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ اس کو معمولی بات مت سمجھئے۔ اگر کسی شاعر کا کلام کوئی غلط پڑھ دے تو اسے کتنی ناراضی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو جیسے چاہو پڑھ دو؟ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ ان کے کلام کی عظمت کا کیا حق ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ روزانہ آپ آدھا گھنٹہ دے دیں ان شاء اللہ تعالیٰ دو مہینہ میں قرآن شریف کے الفاظ درست ادا کرنے لگیں گے۔

اذان واقامت کا مسنون طریقہ

دوسرے اذان اور اقامت سُنت کے مطابق سیکھنے کی کوشش کیجئے کوئی سکھانے والا نہ ہو تو ہمارے موذن صاحب سے آکر سیکھ لیجئے یا میر صاحب سے سیکھ لیجئے۔

رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا

اور نماز میں رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے۔ بعض لوگ رکوع کے بعد سیدھا ہوئے بغیر سجدہ میں چلے

جاتے ہیں ایسی نماز نہیں ہوتی ۔ بروایت بخاری شریف فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ (صفحہ ۱۰۵ جلد ۱) ایسی نمازوں کا دُہرانا واجب ہے ۔ لہٰذا رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہو جائیں پھر سجدہ میں جائیں ۔

عشاء کی صرف ۹ رکعات ضروری ہیں

اور اگر عشاء میں سترہ رکعات پڑھنا مشکل ہے تو آپ ۹ رکعات پڑھ لیں گے مگر نہایت عمدہ پڑھیے ۔ چار فرض دو سُنّت موکدہ اور تین وتر پڑھ لیں لیکن عمدہ پڑھیے ۔ اطمینان سے خشوع و خضوع کے ساتھ ۔ بجائے اس کے کہ سترہ رکعات کے خوف سے نیند کے غلبہ میں جلدی جلدی پڑھ رہے ہیں ۔ نفلوں کے لیے نماز ہی غارت ہو رہی ہے خصوصاً کالج کے لڑکے جو بے چارے ابھی دین سے دور ہیں ان کو تو سترہ رکعات بتانا ہی نہیں چاہیے ۔ سترہ کے ڈر سے وہ فرض واجب و سُنّتِ موکدہ بھی نہیں پڑھتے ۔ ان کو تو یہی بتا دیں کہ بھائی چار فرض پڑھ لو ، دو سُنّت پڑھ لو اور تین وتر پڑھ لو ۔ پاس ہونے کے نمبر تو مل جائیں ان کالج کے لڑکوں کو صرف ۹ رکعات بتائی جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ عشاء پڑھ لیں گے ۔

اوّابین پڑھنا بہت آسان ہے

اسی طرح مغرب کے بعد چھ رکعات کی جو فضیلت آئی ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھ لے تو اس کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما

دیں گے (جمع الفوائد صفحہ ۳۰۱، جلد ۱) اور مراد اس سے صغائر چھوٹے گناہ ہیں کیوں کہ کبائر یعنی بڑے گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ مغرب کی پوری نماز کے بعد چھ رکعات کے خیال سے لوگ پریشان ہوتے ہیں اور یہ چھ رکعات ان کو مشکل معلوم ہوتی ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ مغرب کے تین فرض دو سُنت، دو نفل تو ساری دُنیا پڑھتی ہے صرف دو رکعات اور پڑھ لیجئے اوابین کی فضیلت آپ کو حاصل ہوجائے گی۔ اوابین میں دو رکعات سُنّتِ موکدہ بھی شامل ہیں۔ حدیث کے الفاظ ہیں، مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکَعَاتٍ الخ (ترمذی صفحہ ۹۸ جلد ۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ دو رکعات سُنّت موکدہ بھی اسی چھ رکعات اوابین میں داخل ہیں۔ (صفحہ ۱۱۴ جلد ۳) اور احسن الفتاویٰ میں بھی یہی مسئلہ لکھا ہُوا ہے (صفحہ ۴۶۶ جلد ۳) لہٰذا دو رکعت سُنّتِ موکدہ دو نفل کے بعد دو نفل اور پڑھنے سے آپ اوابین پڑھنے والوں میں شامل ہوجائیں گے۔ عام لوگ سُنّت موکدہ اوابین میں شامل نہیں سمجھتے اس لیے چھ رکعات سے گھبراتے ہیں لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوجائے کہ مغرب کے تین فرض دو سُنّت دو نفل تو ہم پڑھتے ہی ہیں صرف دو نفل اور پڑھ لو بس یہ اوابین کی چھ رکعات ہوگئیں۔ اب کوئی بہت ہی کاہل اور محروم ہوگا جو دو نفل مزید پڑھ کر اتنی بڑی فضیلت حاصل نہ کرے کہ سمندر کے جھاگ کے برابر گناہ صغیرہ معاف ہوجائیں۔ لیکن جو لوگ زیادہ رکعات پڑھتے ہیں ان کو پڑھنے دیجئے۔ وہ زیادہ کمائی کر رہے ہیں۔ زیادہ والوں

کو منع نہ کیجئے اور کم والوں کو یہ نسخہ بتا کر آسانی کر دیجئے۔

دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا

اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا بھی واجب ہے ایک سجدہ کر کے اگر سیدھا نہ بیٹھے اور جلدی سے دوسرا سجدہ کر لے تو نماز نہ ہوگی۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔ خوب سمجھ لیجئے جلد بازی میں ایسا نہ ہو کہ نماز ہی غائب ہو جائے اور سجدہ میں زمین سے ناک لگانا بھی واجب ہے۔ بعض لوگوں کی ناک سجدہ میں زمین سے اُٹھی رہتی ہے۔ دیکھتا ہوں کہ پیشانی لگی ہے اور ناک اُٹھی ہوئی ہے۔ اگر ایک چاول کے برابر بھی اُٹھی ہوئی ہے تو کہاں ملی ہوئی ہے۔ ناک کا زمین سے ملنا ضروری ہے۔

ے
کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

اگر خاک کو خالق آسمان سے کام ہے تو ناک رگڑو۔ رگڑا کر نعمت دیتے ہیں

ایک غریب مقروض شخص کی حکایت

ایک شخص کو بہت غریبی تھی۔ وہ اللہ سے رویا کہ یا اللہ میرا قرضہ کیسے ادا ہوگا۔ کسی نے بتایا کہ ایک ہزار میل پر کوئی سخی رہتا ہے وہاں چلے جاؤ۔ وہ سب کا قرضہ ادا کر دیتا ہے۔ ایک ہزار میل چل کر گیا اور وہاں عصر کی نماز پڑھی تو اس سخی کا جنازہ دفن ہو رہا تھا اسے تو

بستی ڈوبتی نظر آئی کہ جس کے سہارے پر آئے تھے وہ تو مر گیا اور دفن ہو رہا ہے۔ ایک ہزار میل کا پسینہ محنت بے کار گیا۔ مغرب پڑھ کر وہ بہت رویا اتنا رویا کہ تھک گیا اور نیند آگئی۔ زیادہ رونے سے نیند بھی آجاتی ہے جیسے بچے بعض وقت نہیں سوتے تو بعض مائیں صرف اُن کو سلانے کے لیے اُن کی پٹائی کرتی ہیں اور ان کا اجتہاد یہ ہوتا ہے کہ اس طرح جلدی سو جائے گا جتنی تکلیف میں دوں گی اس کے بدلہ میں اس کو آرام بھی تو ملے گا لیکن ایسا پیٹنا جائز نہیں ہے۔ کوئی اور ترکیب پوچھئے۔ سات مرتبہ یا لطیف پڑھ کر اس پر دَم کرو۔

اس شخص کو جب نیند آگئی تو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور حکم ہوا کہ اے شخص! تیرے گھر میں جو تین چار کوٹھڑیاں ہیں ایک کوٹھڑی میں تیرے دادا کی امانت دبی ہوئی ہے اور اتنی زیادہ ہے کہ اس سے تو قرضہ بھی ادا کر دے اور ایک شاندار مکان بھی بنالے۔

مجاہدہ کے بعد عطائے نعمت کا راز

اس نے خواب ہی میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یا اللہ جب میرے گھر کی کوٹھڑی ہی میں دولت تھی تو ایک ہزار میل آپ نے کیوں دوڑایا۔ ایک ہزار میل دوڑا کر آپ نے بتایا اس میں کیا راز ہے یا رب العالمین۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ راز یہ ہے کہ ہم مصیبت کے بعد نعمت دیتے ہیں تاکہ نعمت کی قدر معلوم ہو۔ لہٰذا واپس گیا۔ کھدائی کی اور ساری دولت مل گئی لیکن مشقت کے بعد ملی۔ جب دُنیا مشقت کے بعد

ملتی ہے تو اللہ تعالیٰ کیسے بلا مشقت مل جائیں گے۔ دُنیا کے لیے تو بڑے خوش خوش ایک ہزار میل دوڑے گئے لیکن افسوس یہ ہے کہ آج اللہ کو حاصل کرنے کی آرزو رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں زندگی وقف کرنے والے، خانقاہوں میں رات دن رہنے والے، اللہ تعالیٰ کی تلاش اور جستجو میں بے حد بے چین اور مضطرب لیکن نظر بچانے کی مشقت نہیں کریں گے کیوں کہ اس میں تکلیف ہوتی ہے۔ تکلیف اُٹھانے کے لیے تیار نہیں۔ سوچ لیجئے اس کو۔ ذرا اپنی محبت کے دعوے کی حقیقت سوچ لیجئے

نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے

اللہ تعالیٰ نے بد نظری کو حرام فرمایا کیوں کہ اس نظر بازی سے ملنا ملانا کچھ نہیں۔ نہ لینا نہ دینا مفت میں جان کو جلانا۔ نامحرموں کو شہوت سے دیکھنا نظر حرام ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے، فَزِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ (صفحہ ۹۲۳ جلد ۲) جو شخص کسی کی بہو بیٹی کو کسی لڑکی کو دیکھتا ہے سڑکوں پر اسکولوں میں ایئر پورٹوں پر، ریلوے اسٹیشنوں پر کہیں بھی دیکھتا ہے یہ نظر حرام ہے آنکھوں کا زنا ہے۔ اسی طرح جو لڑکوں کو دیکھتا ہے یہ بھی حرام کا مرتکب ہے۔ حسینوں کے جس نمک کو اللہ نے حرام فرمایا، ایسے نمکینوں کے حُسن کے نمک کو چکھنے والا بتائیے کیسا ہوگا؟ نمک حلال ہے یا نمک حرام آپ خود ہی فتویٰ دیجئے۔ میں کچھ نہیں کہوں گا۔ بس اللہ تعالیٰ نے جس فعل کو حرام فرمایا ہے اس کے قریب بھی نہ جائیے۔

گناہ کی خاصیت

اختر واللہ کہتا ہے کہ جتنے نظر بازی، عشق بازی اور جتنی بازیاں ہیں کرنے والوں کو آج تک میں نے کسی کو چین سے نہیں پایا۔ شاعر کہتا ہے۔

اُٹھا کر سر تمہارے آستاں سے
زمیں پر گر پڑا میں آسماں سے

جو اللہ سے کٹ گئے اُن کی زندگی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہے گناہوں کی حرام لذت میں مبتلا شخص کو دیکھنے ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ ظالم اللہ سے کٹا ہوا ہے جیسے کٹی ہوئی پتنگ کی رفتار دیکھ لینے سے کیا پتہ نہیں چلتا کہ یہ کٹ چکی ہے اور پھر بچے اسے لوٹ کھسوٹ لیتے ہیں۔ ایسے شخص پر جو بھی عذاب آجائے کم ہے۔ گردے بے کار کر دیئے جائیں، بلڈ کینسر ہو جائے ایکسیڈنٹ میں اس کی کھوپڑی پھٹ جائے جتنا بھی عذاب نازل ہو کم ہے کہ اتنی بڑی طاقت سے ٹکرے رہا ہے، نافرمانی کی جرأت کر کے اتنی بڑی طاقت والے مالک کو ناراض کر رہا ہے اور خوش کس کو کر رہا ہے؟ ادنیٰ مخلوق نفس کو اور نفس بھی کیسا؟

سب سے بڑا دشمن

آہ جو دشمن ہے ہمارا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں، کروڑوں بے شمار رحمتیں نازل ہوں۔ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! سب سے بڑا دشمن تمہارے اندر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا نام نفس ہے۔ یہ ساری بدمعاشیوں رشوت خوریوں، حرام لذتوں کا توشہ کس کو پہنچتا ہے؟ نفس دشمن کو پہنچتا

ہے۔ انسان جتنے گناہ کرتا ہے نفس موٹا ہوتا چلا جاتا ہے۔ نفس کی غذا نافرمانی ہے اور روح کی غذا فرماں برداری ہے۔

ذکر حق آمد غذا ایں روح را

اللہ کا ذکر روح کی غذا ہے۔

مرہم آمد ایں دل مجروح را

زخمی دلوں کا مرہم اللہ کا نام ہے۔ اسی لیے میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبھی آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے تھے اے قرارِ جانِ بے قراراں! یعنی بے قرار جانوں کے لیے آپ قرار اور سکون ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ جو رومانٹک دُنیا میں غرق تھے، بالکل مشر اور رات دن حسینوں کے چکر میں تھے یہاں اس مجلس میں موجود ہیں لیکن نام نہیں بتاؤں گا کیوں کہ کسی کا پول کھولنا جائز نہیں ہے لیکن ان لوگوں نے غلط راستہ چھوڑ کر داڑھی رکھ لی، اللہ اللہ کرنے لگے، گناہوں سے توبہ کر لی، مَیں نے اُن سے کہا کہ قرآن سَر پر رکھ کر قسم کھا کر بتاؤ کہ تم کو وہ زندگی پیاری تھی یا اب یہ موجودہ زندگی۔ کہنے لگے کہ دوزخ کی زندگی سے جنت کی زندگی میں آ گئے۔ حسینوں کے عشق میں تو جیسے آگ میں جل رہے تھے اسی لیے ہمارے خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

دیکھ ان آتشیں رُخوں کو نہ دیکھ
اُن کی جانب نہ آنکھ اُٹھا زنہار

ان آگ جیسے لال چہروں کو مت دیکھو۔ اگر اچانک نظر پڑ جائے

فوراً ہٹا لو اور مُنہ دوسری طرف کرکے وہاں سے تیزی سے بھاگو اور پڑھو۔

؂ دُور ہی سے یہ کہو الغی خیر

وقنا ربنا عذاب النار

اے ہمارے رب ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا کیوں کہ یہی اعمال دوزخ میں لے جانے والے ہیں۔

نافرمان کے دو دوزخ

جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض رکھتا ہے اس کے لیے دو دوزخ ہیں۔

ایک دوزخ تو اس کی دُنیا ہی میں بن جاتی ہے کہ ہر وقت تڑپتا رہتا ہے چین نہیں پاتا اور دوسرا دوزخ آخرت میں ہے جو اصل اور ہیڈ آفس ہے نفس کی حرام خواہشات دُنیا میں اس کی شاخ اور برانچ ہیں۔ جو ہیڈ آفس کا مزاج ہوتا ہے وہی شاخ کا ہوتا ہے۔ لہٰذا نفس کی خواہشات پر چلنے والوں کی زندگی دوزخیوں کی سی زندگی ہوتی ہے۔ ایک پل کو سکون نہیں ملتا ہر وقت تڑپتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کے نافرمانوں کی ایک دوزخ تو ان کی دُنیا ہی بن جاتی ہے اور دوسری اصل دوزخ آخرت میں ہے جو ہیڈ آفس ہے خواہشات نفس کا اور جو مال شاخ اور برانچ میں جمع کرایا جاتا ہے وہ خود بخود ہیڈ آفس میں پہنچ جاتا ہے بس اسی طرح خواہشات نفس آدمی کو دوزخ تک لے جاتی ہیں۔

نیک بندوں کی دو جنت

ایسے ہی جو لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھتے ہیں اور اپنی خوشیوں

کو اللہ پر قربان کرتے ہیں یعنی اپنی خوشیوں کو اپنے مالک کی مرضی پر فدا کرتے ہیں جس خوشی سے وہ خوش اس خوشی کو لے لیتے ہیں اور جس خوشی سے مالک ناراض اس خوشی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ غرض ہر وقت اللہ تعالیٰ کو خوش رکھتے ہیں اور ہر گناہ کی لذت پر میرا یہ شعر زبان قال سے یا زبان حال سے پڑھتے رہتے ہیں

ہم ایسی لذتوں کو قابل لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دو جنت دیتے ہیں۔ جَنَّةٌ فِی الدُّنْیَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰی ایک جنت تو دُنیا ہی میں دیتے ہیں کہ اس کے قلب کو ہر وقت اپنی حضوری اور قرب کی لذت سے مست رکھتے ہیں۔ وہ خالق لیلائے کائنات ہیں۔ یہ لیلیٰ کیا ہے جس سے مجنوں پاگل ہو گیا جو ساری دُنیا کی لیلاؤں کا پیدا کرنے والا ہے خود اس کا کیا عالم ہو گا جو مرکز اور سرچشمہ حُسن و جمال ہے، جس کی ایک ذرہ بھیک سے کائنات کے چاند سورج میں نور ہے۔ پس جس کے دل میں اللہ آتا ہے ساری دُنیا کی لیلاؤں کا مزہ جنت کی حوروں کا مزہ، دُنیا اور جنت کی ساری لذتوں کا ڈائجسٹ دل پا جاتا ہے اور اللہ والے پاگل بھی نہیں ہوتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر وقت دل کو سہارا دیتی ہے اور مجنوں بے چارہ پاگل ہو گیا کیوں کہ جس پر وہ عاشق تھا وہ خود بے سہارا تھی، اپنی ذات کو نہیں سنبھال سکتی تھی مجنوں کو کیا سہارا دیتی

قیس بے چارہ رموزِ عشق سے تھا بے خبر
ورنہ ان کی راہ میں ناقہ نہیں محمل نہیں

مجنوں رموزِ عشق سے ناواقف تھا۔ اونٹنی پر جا رہا تھا لیلیٰ سے ملنے کے لیے اور اللہ والے اونٹنی کے محتاج نہیں، اپنے پاؤں کے بھی محتاج نہیں وہ تو ہر وقت دل کے پروں سے اللہ کی طرف اڑتے رہتے ہیں۔

؎ لطفِ جنت کا تڑپنے میں جسے ملتا نہ ہو
وہ کسی کا ہو تو ہو لیکن ترا بسمل نہیں

دلِ مضطرب کا یہ پیغام ہے
ترے بن سکوں ہے نہ آرام ہے
تڑپنے سے ہم کو فقط کام ہے
یہی بس محبت کا انعام ہے

اللہ کے تڑپنے والے چین سے رہتے ہیں اور دنیاوی معشوقوں کے تڑپنے والے دوزخ کی طرح جلتے ہیں۔ ان کے لیے دو دوزخ ہیں۔ ایک جہنم ان کو دُنیا ہی میں ملتی ہے، یہاں کی بے چینی اور اضطراب کی صُورت میں کیوں کہ ان کے دل پر اللہ کے غضب اور قہر کی بارش ہوتی ہے۔ اور دوسری دوزخ جو اصلی مرکز ہے وہ آخرت میں ہے اور اللہ کو راضی کرنے والوں کو دو جنت ملتی ہے جَنَّۃٌ فِی الدُّنْیَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰی مولیٰ کے ساتھ ہر وقت ان کا رابطہ قائم رہتا ہے۔

؎ ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

تم سا کوئی ہمدم کوئی دم ساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

اور دوسری جنت ہے جَنَّةٌ فِي الْعُقْبٰى بِلِقَاءِ الْمَوْلٰى اور دوسری جنت ان کو آخرت میں ملے گی جہاں اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرائیں گے۔ اس کے سامنے جنت کی بھی کوئی حقیقت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت کے سامنے جنت یاد بھی نہیں آئے گی کہ کہاں جنت ہے کہاں ہم ہیں۔

اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں
محو کھڑا ہوا ہوں میں حُسن کی جلوہ گاہ میں

اللہ تعالیٰ کا دیدار جب نصیب ہو گا تب پتہ چلے گا کہ وہ کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو نصیب فرماویں۔ ابھی تو ہم کو فرصت ہی نہیں ہے امپورٹ ایکسپورٹ سے اِدھر سے کھایا اُدھر لیٹرین میں جمع کر دیا۔ اس کو ہم نے زندگی سمجھ رکھا ہے۔ ارے اللہ والوں سے سیکھو کہ زندگی کس چیز کا نام ہے۔

؎ زندگی پُر بہار ہوتی ہے
رب سے جب ہمکنار ہوتی ہے

میرا دوسرا شعر سُنئے۔

؎ آپ کے نام پر جان دے کر
زندگی زندگی پا گئی ہے

اُن کے نام پر جان دینا کیا ہے۔ دوستو خدا جان نہیں لیتا۔ نظر

بچانے سے زیادہ سے زیادہ نفس کو تکلیف ہوگی، موت نہیں آئے گی، آدمی تھوڑی سی ہمت کرلے۔ زندگی میں زندگی آجائے گی بلکہ بدنگاہی سے عشقِ مجازی سے گناہوں سے زندگی خطرہ میں، بدحواسی میں، پریشانی اور لعنت میں پڑی رہتی ہے۔ ایسے شخص کے چہرہ پر بھی پھٹکار برستی ہے اور دل کی بے چینی کا اثر چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

قرآنِ پاک میں صفتِ جذب کا اعلان

میں نے جس آیت کی تلاوت کی تھی

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک ایسی صفت ارشاد فرمائی ہے جو گنہگاروں کے لیے جو گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں نکلنا چاہتے ہیں اور نکل نہیں پا رہے زبردست بشارت ہے۔ اگر وہ گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے یہ صفت اور یہ خوبی اور یہ خزانہ جس کا اعلان قرآن پاک میں فرمایا ہے مانگ لیں تو بہت جلد اُن کا کام بن جائے کیوں کہ اگر یہ خزانہ خدائے تعالیٰ کو دینا نہ ہوتا تو اعلان نہ فرماتے۔ دیکھئے جب ابا چاہتا ہے کہ لڑکوں کو پتہ نہ چلے تو بتاتا بھی نہیں ہے لیکن جب بتاتا ہے کہ دیکھو میرے بکس میں آج اتنا روپیہ ہے تو اس کے معنی ہیں کہ بچے مجھ سے مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی اس صفت کا قرآن پاک میں اعلان کیا کہ میری ایک خوبی ہے کہ جو شخص گناہوں کی دلدل سے نہ نکل سکتا ہو رات دن گنہگار زندگی میں پھنسا ہوا ہے، جانتا ہے کہ میں دیدہ و دانستہ بہت ہی نالائقی میں پھنسا ہوا ہوں کہ نکلنے نہیں پاتا اس کو اللہ تعالیٰ سے یہ کہنا چاہیے کہ اے اللہ آپ نے قرآن پاک میں اپنی ایک

صفت بیان فرمائی ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ مجھے بھی اپنی طرف کھینچ لیجئے۔ صاحبِ رُوح المعانی لکھتے ہیں کہ اِجْتِبَا جَبْیٌ سے ہے اور جَبْیٌ کے معنی جذب کے ہیں یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف جذب کرتا ہے، اپنا بناتا ہے، نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑاتا ہے، ساری کائنات سے چھڑا کر اپنا بناتا ہے۔ اس کو بھی محسوس ہو جاتا ہے کہ کوئی مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے، مجھے اللہ اپنا بنا رہا ہے، اس کے دل و جان میں اللہ کی محبت بیدار ہو جاتی ہے اور وہ خود بخود اُن کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جذب کی تعریف مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی پیاری فرمائی ہے۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اس کی سوئی ہوئی زندگی بیدار ہو جاتی ہے۔

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بُنِ مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

مرے بال بال سے مرا اللہ مجھ کو پکار رہا ہے۔ اللہ جس کو پکارتا ہے کہ ظالم کب تک غفلت میں پڑا رہے گا تو اس کے بال بال کان بن جاتے ہیں ہر بُنِ مو سے وہ اللہ تعالیٰ کی آواز سُنتا ہے اور جس کو خدا ملنے والا ہوتا ہے اس کو ہمت و توفیق دیتا ہے کہ مرنے والی لاشوں سے اپنی نگاہوں کو پھیر لیتا ہے اور اپنے دل پر غم اُٹھاتا ہے۔

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گُلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

اور

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رُخِ زیبا تو نے

فرماتے ہیں کہ ہم نے ہزاروں چاند سورج جیسی شکلوں سے نظر کو بچایا ہے تب اللہ ملا ہے۔

چاند کے عکس کی مثال

یہ حُسن مجازی اللہ ہی کے حُسن کا عکس ہے لیکن جو چاند کا عکس تلاش کرے گا تو چاند کو بھی نہیں پائے گا اور عکس بھی نہیں ملے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ایک شخص چاند کا عاشق تھا۔ اس نے ایک رات دریا میں چاند کا عکس دیکھا چاند تو آسمان پر تھا بقول سائنس دانوں کے زمین سے ڈھائی لاکھ میل پر ہے لیکن یہ سمجھا کہ چاند آج زمین پر آگیا آج تو اس کو پکڑ لوں گا۔ بس دریا میں گھس گیا جیسے ہی دریا کے ریت میں حرکت ہوئی تو عکس بھی غائب ہوگیا۔

نہ خُدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

کچھ بھی نہ پایا، نہ چاند نہ عکس۔ لہٰذا اگر اللہ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عکس کے پیچھے نہ پڑیئے۔ ان حسینوں سے نظر بچایئے تب اللہ ملے گا ورنہ ساری زندگی انگور کے پتہ پر ضائع ہو جائے گی جیسے انگور کا کیڑا ساری زندگی انگور کے ہرے پتہ کو انگور سمجھ کر چوستا رہا اور اسی پتہ پر ایک دن اس کا

قبرستان بن گیا۔ اگر ظالم اس ہرے پتہ کو چھوڑ کر ذرا اور آگے بڑھ جاتا تو انگور کو پا جاتا لیکن ظالم اپنی نا لائقی اور حماقت سے انگور سے محروم رہا۔ ایسے ہی دُنیا میں بعض لوگ انگور کے پتے چوس رہے ہیں اور اللہ کے قرب کے انگور سے محروم ہیں۔ یعنی حسینوں کو دیکھنا ان سے دل لگانے کی حرام لذت ہی کو انہوں نے سب کچھ سمجھ رکھا ہے اگر ظالم ان سے صرف نظر کریں تو اللہ کے قرب کا انگور پا جائیں۔ لہٰذا حرام سے نظر بچائیے اور اپنی حلال بیوی پر راضی رہیے اور اگر کسی کے پاس حلال بھی نہ ہو تو اللہ کے نام پرست ہو جاؤ خالقِ لیلیٰ پر اپنے مولیٰ پرست ہو جاؤ۔ مولیٰ کے اندر سب کچھ ہے۔

بندہ کے لیے اللہ کافی ہے

وہ خالقِ نمک ہے، خالقِ حسن ہے
سارے جہان کا نمک سارے جہان کا حسن

سارے جہان کی لذتیں، سارے جہان کا سکون و چین و اطمینان اللہ کے نام میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس کچھ بھی نہ ہو، کوئی اسباب راحت کوئی ذریعہ سکون نہ ہو تو اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (پ ۲۴ زمر) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اگر کسی کی بیوی مر جائے، اولاد نہ ہو، ماں باپ نہ ہوں، دولت و سلطنت نہ ہو لیکن اگر وہ تسبیح لے کر محبت سے اللہ کا نام لینا سیکھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہیں۔ چوں کہ دُنیا کی تمام نعمتوں کا تمام لذتوں کا اور تمام اسباب راحت و سکون کا خالق اللہ ہے پس جس دل میں اللہ تعالیٰ کا قربِ خاص عطا ہوتا ہے اس

دل پر حق تعالیٰ کی اس صفت خاص کی بھی تجلی ہوتی ہے جس سے تمام کائنات کی نعمتوں، لذتوں اور راحت وسکون کا وجود ہے پس جس دل میں اللہ ہوتا ہے وہ دل سارے جہان کے راحت وسکون اور عیش ولذت کا حامل ہوتا ہے اور تمام کائنات کی لذتوں اور نعمتوں کی بہاریں محسوس کرتا ہے۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب کثرت سے اللہ کا نام لینے کی توفیق ہو اور کثرتِ ذکر کی توفیق اور اس میں اخلاص موقوف ہے کسی اللہ والے سے تعلق پر۔ غرض اللہ کا نام بندہ کی ذات کے لیے کافی ہے۔ دیکھئے میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ رہا ہوں قرآن کی آیت پڑھ رہا ہوں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے لیکن یہ اسی کے لیے ہے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے اور عقل دے۔ صرف علم کافی نہیں ہے، یہ باتیں سُن لینا کافی نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق بھی شامل نہ ہو۔ بہت سے باورچی یخنی پکا پکا کر پلا رہے ہیں، دوکان کھولے ہوئے ہیں، سب کو یخنی پلا پلا کر تگڑا کر رہے ہیں لیکن ظالم خود نہیں پیتا۔ بس یہ حال ہے اس واعظ اور جامع الملفوظات کا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے دوسرے لوگ اس کے ملفوظات پڑھ کر اور عمل کر کے صاحبِ نسبت ہوتے ہیں اور یہ خود اللہ سے محروم ہے گناہوں کے بادلوں میں اس کی نسبت مع اللہ کا چاند پوشیدہ ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے اس پر عمل کر کے دیکھئے بدنگاہی گناہ ہے یہ معلوم ہے لیکن یہ معلوم ہونا کافی نہیں۔ بدنگاہی سے بچئے تب یہ معلوم معمول بنے گا۔ علم پر عمل اور عمل میں اخلاص ڈال دیجئے پھر دیکھئے

کیا ملتا ہے کیوں کہ اگر دکھاوا ہے تو بھی عمل قبول نہیں ہے اور توفیق عمل اور عمل میں اخلاص اہل اللہ کی صحبت سے ملتا ہے لہٰذا اللہ والوں کی صحبت کے بغیر تو کام بنتا ہی نہیں۔

آگے ارشاد ہے

طریق سلوک بھی جذب ہی سے طے ہوتا ہے

وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں جس کو پہلے جذب نہیں دیتا تو وہ خود کوشش کرے، مجاہدہ کرے، میری طرف انابت و توجہ اختیار کرے کہ اللہ مجھ سے خوش ہو جائے، مجھ کو اللہ مل جائے تو ایسے لوگوں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتے ہیں کہ میں ان کو ہدایت دے دیتا ہوں اور آخر میں ان کو بھی اپنی طرف جذب کر لیتا ہوں بشرطیکہ مخلص بھی ہوں۔ ابلیس مخلص نہ تھا اس لیے اس کو جذب نصیب نہیں ہوا۔ جس کو اللہ تعالیٰ جذب کرتا ہے وہ مردود نہیں ہو سکتا۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس نے کتنی عبادت کی لیکن جذب سے محروم تھا۔ اس لیے مردود ہوا۔ لہٰذا ہم لوگوں پر فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو کچھ روزہ نماز ہم کر رہے ہیں آپ اپنی رحمت سے قبول فرمالیجئے اور آپ نے قرآن پاک میں جس خزانہ کا اعلان فرمایا ہے کہ میں جس کو چاہتا ہوں اپنی طرف کھینچ لیتا ہوں تو اے میرے رب اگر آپ کو یہ خزانہ ہمیں دینا نہ ہوتا تو اس کی آپ ہمیں خبر بھی نہ کرتے۔ اس خزانہ کی خبر دے کر آپ نے ہمیں بتا دیا کہ ہمارے دست و بازو گناہوں کے چھوڑنے میں ناکام ہو جائے

ہیں اس لیے اپنے جذب سے ہم کو اپنا بنا لیجئے۔ دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جانوں کو ہمارے بچوں کو ہمارے گھر والوں کو، خواتین کو جو یہاں آئی ہیں ان کو بھی، اُن کے گھر والوں کو بھی، آپ کو آپ کے گھر والوں کو اور جو ہم سے ادنیٰ تعلق بھی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذب فرما کر نسبت اولیاء صدیقین عطا فرما دیں۔ اے اللہ نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر سو فیصد اپنی فرماں برداری کی نعمت سے مشرف فرما دیجئے۔

طریق جذب کی ایک مثال

اب جذب کی ایک مثال سُناتا ہوں۔ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ الٰہ آباد میں حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مریض کی عیادت کے لیے جانا تھا۔ راستہ میں حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے حضرت والا شاہ ابرار الحق سے فرمایا کہ ہمارے ایک دوست ہیں حکیم سلیمان صاحب ان کو بھی بلا لیتے ہیں اور حضرت ان کے گھر پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ سوئے ہیں۔ فرمایا ان کو جگا دو کیوں کہ بعد میں جب وہ سُنیں گے کہ مجھے ساتھ نہیں لیا تو انہیں رنج ہوگا۔ ایسے وقت میں جگا دینا جائز ہے۔ کیوں کہ تکلیف کی وجہ سے نہیں جگاتے لیکن جب نہ جگانے سے کسی کو تکلیف ہو تو اس کو اُٹھا دینا چاہیے۔ جب حکیم صاحب گھر سے نکل کر آئے تو حضرت والا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ حکیم سلیمان صاحب تو سو رہے تھے سوتے ہوئے کو جگا کر آپ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور اپنے ساتھ لے جا رہے

ہیں۔ یہی جذب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا بنا لیتا ہے۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے گئے تھے پیغمبری مل گئی۔ ایسے ہی کسی اللہ والے کے پاس تعویذ لینے گئے تھے یا کسی ضرورت سے گئے تھے۔ لیکن اللہ والے بن گئے۔ اپنا بنا لے کے ان کے پاس ہزاروں بہانے ہیں۔ جس کو چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں۔

طریقِ سلوک کی مثال

اس کے بعد حکیم صاحب کو لیکر جب حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب کار کے پاس تشریف لائے تو مالکِ کار ڈاکٹر ابرار صاحب نے فوراً کُنجی سے کار کا دروازہ کھول دیا اور سب لوگ کار میں بیٹھ گئے تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ حضرت! کار کے دروازے بند تھے۔ ہم لوگ تھوڑی سی کوشش کر کے کار تک آئے تو انہوں نے اپنی کار کا دروازہ کھول دیا۔ یہ طریق سلوک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَیَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتے ہیں، اُن کی راہ میں تھوڑی سی کوشش کرتے ہیں ان کے لیے اللہ ہدایت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ حضرت والا کی ان مثالوں سے جذب و سلوک کے دونوں طریق خوب سمجھ میں آ گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جذب کا واقعہ

اب اس سلسلہ میں کچھ واقعات پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے شروع کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسے جذب فرمایا۔

صدیقِ اکبر سولہ سال کے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ سال کے ہیں۔ ایک نبی کی جوانی ایک صدیق کی جوانی، دونوں بزرگوں کی دوستی شروع ہوتی ہے۔ مکہ شریف میں دونوں کی روزانہ ملاقات ہوتی ہے' ایک بار بہ ضرورت تجارت حضرت ابوبکر صدیق شام تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر ایک خواب دیکھا اور وہاں کے ایک راہب سے اپنا وہ خواب بیان کیا۔ راہب نے پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو۔ فرمایا مکہ شریف سے۔ پوچھا کیا کام ہے؟ فرمایا تاجر ہوں تجارت کے لیے آیا ہوں پوچھا کس قبیلہ سے ہو؟ فرمایا قریش مکہ ہوں۔ راہب نے کہا کہ اس خواب کی تعبیر سنو۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ عنقریب تمہارے شہر میں ایک پیغمبر آنے والا ہے یُبْعَثُ نَبِیٌّ مِنْ قَوْمِكَ تمہاری قوم سے ایک پیغمبر مبعوث ہوگا۔ تَكُوْنُ وَزِيْرَهٗ فِيْ حَيَاتِهٖ وَخَلِيْفَتَهٗ بَعْدَ وَفَاتِهٖ تم اس کے زمانہ حیات میں اس کے وزیر رہوگے اور اس کی وفات کے بعد اس کے پہلے خلیفہ بنوگے۔ فَاَسَرَّهَا اَبُوْبَكْرٍ مِنَ الْكَائِنَاتِ كُلِّهَا حضرت ابوبکر صدیق نے یہ خواب کسی کو نہیں بتایا نہ اپنی بیوی سے نہ بچوں سے نہ اپنے دوستوں سے یہاں تک

کہ حضرت ابو بکر صدیق ۳۸ سال کے ہو گئے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں نبوت سے مشرف ہُوئے۔ اقرأ نازل ہُوئی اور سارے مذاہب کی کتابیں اسی وقت منسوخ کر دی گئیں۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ ہفت ملت بشست

جس یتیم بچے نے ابھی قرآن کو مکمل نہیں کیا، جس یتیم پر ابھی قرآن پُورا نازل نہیں ہُوا، صرف اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ کی آیت نازل ہُوئی کہ سارے مذاہب کے کتب خانے اور ساری آسمانی کتابیں منسوخ ہو گئیں۔ توریت منسوخ ہو گئی، زبور منسوخ ہو گئی، انجیل منسوخ ہو گئی۔

آپ نے اعلان کیا کہ اے ابو بکر! میں نبی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے۔ عرض کیا یا محمد! ابھی ایمان نہیں لائے تھے اس لیے خالی نام لیا جو نام دوستی کے زمانہ میں لیا کرتے تھے۔ لیکن ہم سب لوگ درود شریف پڑھیں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی مَا تَدَّعِیْ جس چیز کا آپ دعویٰ کرتے ہیں اس کی آپ کے پاس کوئی دلیل ہے۔ پُرانا دوستانہ تھا اور دوستی میں آدمی بے تکلفی سے پوچھ لیتا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابو بکر جو دعویٰ نبوت کا میں کر رہا ہوں اس کی دلیل اَلرُّؤْیَا الَّتِیْ رَأَیْتَ بِالشَّامِ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۲۹) تیرا وہ خواب ہے جو تو نے شام میں دیکھا تھا حالاں کہ انہوں نے اس خواب

کو سارے عالم سے چھپایا تھا۔ حضرت صدیق اکبر سمجھ گئے کہ آپ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دے دی ہے کہ ابوبکر نے کیا خواب دیکھا تھا اور درصل اس طرح جانِ صدیق کو اپنی طرف اللہ تعالیٰ نے جذب کیا کہ پہلے ہی ان کو خواب میں دکھا دیا تھا۔ اسی کو کہتے ہیں۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عُریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اس امتِ مسلمہ میں یہ سب سے پہلا جذب حضرت صدیق اکبر کو نصیب ہُوا۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ جذب، تجلیاتِ اجتبائیہ کی شعاعیں سب سے پہلے جانِ صدیق پر پڑیں اور اس نعمت سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ان کو مشرف فرمایا۔ اس وقت اپنے خواب کی تکمیل سے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھ کر مارے خوشی کے بے اختیار سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے۔ فَعَانَقَہٗ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کرلیا۔ اس وقت مقامِ اُنس میں تھے۔ دونوں روحیں ایک دوسرے کی عارف تھیں۔ یہ وہ مبارک روحیں ہیں کہ دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی ان کی قبریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہیں اور جہاں سے مٹی اُٹھائی جاتی ہے وہیں دفن ہوتی ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ مبارک جس مٹی سے تعمیر ہُوا وہیں قریب کی مٹی سے ان حضرات یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تعمیر ہُوئی ہے۔ پس حضرت صدیق اکبر نے معانقہ کرکے قَبَّلَ

مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے درمیان پیشانی مُبارک کا بوسہ لیا اور کلمۂ شہادت پڑھا۔ یہ وہ شخصیت ہے کہ جس نے بوقت اسلام پیشانی نبوت کا بوسہ لیا اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے اس وقت بھی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جذب کا واقعہ

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ سُنئے۔ ان کو بھی جذب نصیب ہُوا۔ کہاں تو اتنے دشمن تھے کہ قتل کی سازش کے ایک ممبر یہ بھی تھے کہ نبوت کا چراغ بجھا دیا جائے لیکن اللہ تعالےٰ نے جب ان کو جذب فرمایا تو وہی تلوار لٹکائے ہُوئے اسلام لانے جا رہے ہیں۔ جس کو اللہ جذب کرتا ہے تو دُنیا کی کوئی طاقت اس کو اپنا نہیں بنا سکتی۔ ایک وزیر اعظم کی بلی کی گردن میں اگر پٹہ پڑا ہو کہ یہ وزیر اعظم کی بلی ہے یا کمانڈر انچیف کی بلی ہے یا جنرل صاحب کی بلی ہے تو کسی قصائی کی مجال نہیں کہ اس کو چھپڑا دے کر چُرا لے۔ جانتا ہے کہ ایسا مقدمہ چلے گا کہ پھانسی سے کم سزا نہیں ہو گی۔ اللہ تعالےٰ جس کو اپنا بناتا ہے واللہ اس کو حُسن کی دُنیا، مال و دولت کی دُنیا، تخت و تاج اور سلطنت کی دُنیا پوری کائنات اس کو اپنا نہیں کر سکتی۔ جس کو اللہ اپنا بناتا ہے اس کے چہرہ پر ایک ہیبت و رعب ڈال دیتا ہے، اس کے حوصلہ کو بلند کر دیتا ہے، وہ بکاؤ مال نہیں ہوتا، اگر کبھی خود بھی بکنا چاہے

تو خدا اس کو بکنے نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے انتالیس آدمی ایمان لا چکے تھے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں پوشیدہ طور پر دعوت الی اللہ دیتے تھے۔ آج سے تقریباً بیس سال پہلے جب میں نے حج کیا تھا تو صفا کے پاس اس صحابی کا گھر تھا اور حکومت نے اس پر لکھوا دیا تھا ھذا دارارقم یعنی یہ دارارقم ہے۔ اسی گھر میں صحابہ بیٹھے ہوئے تھے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے کمرے میں تھے۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت عمر تلوار لٹکاتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ صحابہ ڈر گئے کیوں کہ ان کی بہادری مشہور تھی۔ سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابھی میں زندہ ہوں۔ اگر نگاہ بدلی ہوئی دیکھوں گا تو یہیں ڈھیر کر دوں گا۔ وہ بھی اسد اللہ تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ دروازہ پر عمر آتے ہوئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً خود ان کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ نہیں کہ صحابہ سے کہتے کہ تم لوگ ان سے نپٹو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت دی گئی تھی یعنی دُنیا کے چار ہزار قوی مردوں کی طاقت دی گئی تھی اس لیے کوئی مشہور سے مشہور پہلوان کبھی آپ سے جیت نہیں سکا۔ حضرت عمر ابھی ایمان نہیں لائے تھے، ننگی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے کھڑے ہیں مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ تو دیکھئے کہ آپ نے اُن کا دامن پکڑ کر کھینچا، چوں کہ رات میں دروازۂ کعبہ کے سامنے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ

چکے تھے کہ یا اللہ دو عمر میں سے ایک کو اسلام عطا فرمایا عمر ابن خطاب کو یا عمر ابن ہشام کو۔ اس وقت دائیں طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے ۔ حضرت عمر کو دیکھ کر آپ سمجھ گئے کہ دُعا قبول ہوگئی۔ نبی کو اپنی دُعاؤں کی قبولیت پر کتنا اعتماد ہوتا ہے۔ آپ نے ان کا دامن پکڑ کر ایسا جھٹکا مارا کہ گھٹنوں کے بل گر گئے ساری بہادری اور طاقت ناک کے راستہ سے نکل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے عمر کب تک جاہلیت میں رہو گے، کب تک اسلام قبول نہیں کرو گے، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی غلامی ہی میں تو داخل ہونے کے لیے آیا ہوں اور کلمہ پڑھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ نے خوشی میں اتنی زور سے اللہ اکبر کہا کہ کعبہ تک آواز پہنچ گئی اور اسی وقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱) آج عمر فاروق کے اسلام لانے سے فرشتوں میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں اور یہ وحی نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (پارہ نمبر ۱۰، سورہ انفال) اے نبی آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور یہ آپ کے تابعدار ایمان والے آپ کے لیے کافی ہیں یعنی کفایت حقیقیہ کے اعتبار سے آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور یہ ایمان والے جن میں حضرت عمر جیسا بہادر آپ کو دیا جا رہا ہے یہ کفایت ظاہرہ ہے کہ آج دشمن پر رعب پڑ گیا کیوں کہ

اُن کی بہادری اور طاقت پُورے عرب میں مشہور تھی۔ لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ سے عرض کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو اپنے اسلام کو پوشیدہ کیوں رکھیں اور بیس بیس صحابہ کی دو قطاریں بنائیں۔ ایک قطار میں سب سے آگے خود ہُوتے اور دوسری میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو رکھا اور درمیان میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر کعبۃ اللہ آئے اور نماز ادا کی۔ اس کے بعد جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی تھی اور ان کو مشورہ دیا تھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دو ان میں سے ایک ایک کے پاس گئے اور کہا کہ کم بختو! ایسی پاکیزہ شخصیت کے بارے تم قتل کی سازش کر رہے تھے اور مجھ کو اس میں شریک کرنا چاہتے تھے۔ اب تمہاری خیریت نہیں ہے اور ہر ایک کو اُٹھا کر پٹکا اور مُکا گھونسہ مار مار کر بھُوسہ بنا دیا اور جب ہجرت کی تو کفار کے مجمع کے سامنے تلوار دکھا کر کہا کہ آج عمر ہجرت کر رہا ہے اور تنہا جا رہا ہے جس کو اپنی بیوی کو بیوہ کرنا ہو اور اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ آئے اور میرا مقابلہ کرے۔ کیا شان تھی اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے۔ کہاں سے کہاں پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیفۂ دوم بنایا۔ ساڑھے دس سال حکومت کی۔ یہ اُن کے جذب کا واقعہ تھا۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا بناتا ہے اللہ تعالیٰ ہی نے جذب فرمایا ورنہ جو قتل کی سازش میں شامل ہو وہ کیسے اسلام لا سکتا تھا مگر بس وہی بات ہے۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

ایک تابعی کے جذب کا واقعہ

اب تیسرا جذب ایک تابعی کا سُن لیجئے جذب تو بہت لوگوں کو ہُوا ہے کہاں تک بیان کروں گا۔ ایک تابعی جن کا نام زاذان ہے۔ یہ پہلے لکڑی بجا بجا کر گانا گاتے تھے مگر آواز غضب کی تھی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرف سے گذرے تو یہ لکڑی بجا بجا کر گا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا، مَا اَحْسَنَ هٰذَا الصَّوْتَ کیا ہی اچھی آواز ہے کاش کہ اس آواز سے یہ قرآن پڑھتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آواز اس کے کانوں تک پہنچا دی جب کہ تماشائیوں کا مجمع لگا ہُوا تھا اور واہ واہ مرحبا مرحبا کے نعرے بلند ہو رہے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے تو خود راستے کھول دیتا ہے۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

بس آواز کا پہنچنا تھا کہ انہوں نے گانا چھوڑ کر پوچھا کہ مَنْ هٰذَا یہ کون ہے۔ تماشائیوں نے کہا هٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ یہ اللہ کے رسول کے ساتھی ہیں۔ یہ ہے صحبت کا مقام۔ ساتھ رہنے سے یہ انعام ملتا ہے صحابہؓ کا لفظ قرآن و حدیث میں ہمیشہ باقی رہے گا اور صحبت کی اہمیت کو ظاہر کرتا رہے گا۔

جو بنا ہے صحبت سے بنا ہے نبی کا صحبت یافتہ صحابی ہوتا ہے، صحابی کی صحبت اٹھانے والا تابعی اور تابعی کی صحبت اٹھانے والا تبع تابعی اتنی اہمیت تھی صحبت کی کہ لوگ صحابہ کو دیکھ کر کہتے تھے هٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ جو اللہ والوں کے ساتھ رہتا ہے سُنّت صحابہ ادا کر رہا ہے۔

پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے۔ بتایا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ پوچھا ایش قال انہوں نے کیا کہا۔ تماشائیوں نے بتایا کہ انہوں نے فرمایا کہ کاش اس پیاری آواز سے یہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا بس یہ سننا تھا کہ۔

؎ جی اُٹھے مردے تری آواز سے

اسی وقت لکڑی توڑ دی اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ کے قدموں میں آگئے اور قدموں سے لپٹ کر رونے لگے اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ بھی رونے لگے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ جس گنہگار نے توبہ کر لی وہ اللہ تعالے کا محبوب ہو جاتا ہے اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰهِ اللہ کا محبوب اور دوست روتے اور مَیں نہ روؤں اور جس سے اللہ محبت کرے اس سے مَیں محبت نہ کروں ؟ پھر یہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی خدمت میں رہ پڑے اور بہت بڑے عالم اور اللہ والے ہوئے۔ ذرا سی دیر میں دل کا رُخ بدل جاتا ہے۔

؎ جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

جب اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش آتا ہے تو سو برس کا کافر صرف ولی اللہ نہیں ہوتا سیکنڈوں میں فخر اولیاء بن جاتا ہے ہندوستان کا ایک کافر ہندو اپنے بُت کے سامنے نوے سال سے صنم صنم کہہ رہا تھا ایک دن اچانک غلطی سے منہ سے صمد نکل گیا۔ صمد اللہ کا نام ہے جس کی تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمائی ہے کہ صمد کے معنی ہیں اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ اَلْمُحْتَاجُ اِلَیْہِ کُلُّ اَحَدٍ صمد وہ ذات ہے جو سارے عالم سے بے نیاز ہو، کسی کی محتاج نہ ہو اور سارا عالم اس کا محتاج ہو۔ بس منہ سے صمد کا نکلنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'لبیک' میں تو حاضر ہوں اے بندے' اس کافر نے اسی وقت ڈنڈے مار مار کر بُت کو توڑ دیا اور کلمہ پڑھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اور ہندوؤں سے کہا کہ ظالمو نوے سال کا کافر ہوں نوے سال تک اس بُت کو پکارا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ آج غلطی سے مسلمانوں کے خُدا کا نام منہ سے نکل گیا تو آسمان سے فوراً آواز آگئی 'لبیک' اے میرے بندے میں تو حاضر ہوں تو ہی مجھ کو چھوڑ کر پتھروں کو پکار رہا ہے جو اندھے گونگے بہرے ہیں۔

مثنوی میں ایک مجذوب چرواہے کا واقعہ

اب جذب کا چوتھا قصہ سُنیئے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بکریوں کے ایک چرواہے کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا۔ وہ بکریاں چراتے چراتے اللہ سے باتیں کر رہا ہے کہ اے خدا تو اگر مجھے مل جاتا تو میں تیری خوب خدمت کرتا۔ اس پہاڑ

پر جہاں میں بکریاں چرا رہا ہوں اگر آپ تشریف لاتے تو جہاں آپ بیٹھتے میں وہاں جھاڑو لگاتا اور خوب آپ کے ہاتھ پیر دباتا اور آپ کو اپنی بکریوں کا دودھ پلاتا اور دودھ آٹے میں ملا کر روغنی روٹی کھلاتا اور آپ کے بالوں میں چونکہ بہت دنوں سے کنگھی نہ کی ہوگی نظام کائنات چلانے کی مصروفیت کی وجہ سے تو میں آپ کے بالوں میں جوئیں بھی ڈھونڈتا اور آپ کی گدڑی بھی سی دیتا (چرواہے کی ان بھولی بھولی باتوں کو حضرت والا نے اردو مثنوی میں نظم کیا ہے۔ حضرت والا نے یہ اشعار دورانِ وعظ نہیں پڑھے لیکن افادۂ قارئین کے لیے یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ جامع)

ؔ
تجھ کو گر پاتا خدا وندا مرے
دابتا ہر روز دست و پا ترے
جس جگہ تو بیٹھتا اے شاہِ جاں
روز دیتا شوق سے جھاڑو وہاں
تیری گدڑی بھی سیتا اے خدا
ہر طرح خدمت کو میں لاتا بجا
روغنی روٹی کھلاتا میں تجھے
آبِ شیریں بھی پلاتا میں تجھے
اور پلاتا دودھ تجھ کو صبح و شام
بکریوں کا اپنی اے ربِّ انام

اور کہہ رہا تھا کہ اے خدا اگر آپ مجھے مل جاتے تو میں یہ اپنی ساری

بکریاں آپ پر قربان کر دیتا۔

ے اے فدایت ایں ہمہ بزہائے من
اے بیادت ہیو ہیو ہائے من

اے اللہ میری ساری بکریاں آپ پر قربان ہو جائیں اور بکریوں کو چراتے ہوئے جو میں ہیو ہیو کر رہا ہوں یہ بکریوں کے لیے نہیں ہے۔ حقیقت میں آپ کی محبت میں اور آپ کی جُدائی کے غم میں میری ہائے ہائے ہے۔

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس طرف گذر ہُوا اور چرواہے کی یہ گفتگو سُنی تو اس کو ایک ڈانٹ لگائی کہ اے ظالم تو یہ کیا کہہ رہا ہے ایسی باتوں سے تو کافر ہو گیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ اس کے سَر میں جُوئیں کہاں پڑتی ہیں۔ جب سر ہی نہیں ہے تو جُوئیں کہاں سے آئیں گی اور ان کے ہاتھ پَیر کہاں ہیں جو تُو دبائے گا اور ان کے پیٹ نہیں ہے جو تو روغنی روٹی کھلائے گا۔ کیا خدا خدمت کا محتاج ہے جو تو خدمت کرے گا اللہ تعالیٰ کو کھانے پینے کی بھی احتیاج نہیں ہے۔ ان باتوں سے توبہ کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارشادات کو سُن کر وہ چرواہا ڈر کے مارے گریبان پھاڑ کر روتا ہُوا جنگل کی طرف بھاگ گیا کہ آہ میں تو محبت کر رہا تھا لیکن میری نادانی سے محبت کے خلاف معاملہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ تم نے میرے بندے کو مجھ سے کیوں جُدا کر دیا۔ اے موسیٰ میرے اس دیوانہ کو تلاش کر کے لاؤ۔ میری بارگاہ اس کے دیوانہ پن کو اور اس کی بھولی بھالی باتوں کو

دوبارہ سُننا چاہتی ہے اس مضمون پر میرا شعر سُنئے۔

ؔ اپنے دیوانے کی باتیں موسیا
ڈھونڈتی ہے بارگاہِ کبریا

اے موسیٰ اپنے اس پاگل اور دیوانہ کی باتوں کو بارگاہِ کبریا دوبارہ سُننا چاہتی ہے۔

ؔ موسیا آداب دانا دیگر اند

اے موسیٰ عقلمندوں کے لیے آداب دوسرے ہیں لیکن

ؔ سوختہ جانے روانا دیگر اند

جو میرے عشق میں پاگل ہیں ان کے لیے دوسرے آداب ہیں۔

ؔ جامہ چاکاں را چہ فرمائی رفو

جن کے لباس میرے عشق سے چاک چاک ہیں آپ ان کو رفو کا حکم نہ دیجئے۔

ؔ تو زسرمستان قلاوزی مجو

سرمست اور پاگلوں کو آپ رہنمائی اور رہبری کی تعلیم نہ دیجئے۔ وہ رہبر نہیں ہوسکتے۔

لیکن کوئی اس کا یہ مطلب نہ سمجھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو دین کا حکم سکھایا وہ نعوذ باللہ غلط تھا ہرگز غلط نہیں تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحبِ شریعت تھے، بالکل حق پر تھے، جو کچھ آپ نے فرمایا بالکل حق تھا اور پیغمبر ہونے کی وجہ سے ایسی باتوں پر نکیر کرنا آپ کے ذمہ فرض تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ادب سکھایا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے پیغمبروں کی تربیت فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف یہ سکھایا کہ ابتدائی مرحلہ میں تھوڑی پیار و محبت و شفقت سے سکھائیے۔ پہلے اس کو محبت سکھا کر بعد میں آہستہ آہستہ آپ اس کو تعلیم دیتے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم سے منع نہیں فرمایا صرف اس عنوان تعلیم اور طریقہ تعلیم میں اصلاح فرمائی کہ کسی کی تربیت میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن سوچئے کہ اس چرواہے کی محبوبیت کا بھی کیا مقام تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو تلاش کیا۔ پھر وہ آپ کی صحبت و تربیت کی برکت سے بہت بڑا ولی اللہ ہوگیا۔

اہل اللہ کے تذکروں سے رحمت برستی ہے

اب بیان کا وقت ختم ہوگیا۔ بارہ بجکر ۳۵ منٹ ہوگئے۔ لہٰذا آئندہ ہفتہ ان شاء اللہ جذب کے کچھ مزید واقعات اس امید میں پیش کروں گا کہ جن بزرگوں کو اے اللہ آپ نے جذب فرمایا ان کے صدقے میں ہماری جانوں کو بھی جذب فرمالیجئے کیونکہ جب کسی پر رحمت دیکھئے تو اپنے لیے بھی مانگ لے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب محراب میں دیکھا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے لیے جنت سے پھل آرہے ہیں هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ (پارہ ۳ سورۃ آلِ عمران) وہیں دُعا کی کہ اس بڑھاپے میں مجھے اولاد عطا کیجئے۔ تو معلوم ہُوا کہ جب اللہ والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تذکرے ہو رہے ہوں وہاں بھی دُعا مانگ لیں۔ محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّ الرَّحْمَةَ تَنْزِلُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ اللہ والوں کے تذکرہ سے رحمت برستی ہے

فَضْلاً عِنْدَ وُجُوْدِهِمْ چہ جائیکہ جہاں وہ خود موجود ہوں وہاں کتنی رحمت برسے گی۔ اسی لیے میں کہتا ہوں یہاں اتنے نیک بندے دُور دُور سے آتے ہیں ہر شخص ان کے صدقہ میں دُعا کرے کہ یا اللہ جتنے بندے آپ کی محبت میں آئے ہیں ان کی برکتوں سے ہماری دعا کو قبول فرمالیجئے

دُعا

دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو جو مشکل پیش ہو جس کے گھر میں کوئی بیماری ہو، مصیبت ہو، جسمانی مصیبت ہو یا روحانی اسی طرح بعض لوگ گناہ سے توبہ کر کے ولی اللہ بننا چاہتے ہیں مگر نفس و شیطان کی غلامی سے اپنی جان کو چھڑا نہیں پا رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ یا رب العالمین ہم میں سے جس کو جو جسمانی تکلیفیں ہیں، اپنی بیماری یا اپنے بچوں کی بیماری یا اپنے گھر والوں میں کوئی بھی بیمار ہو سب کو شفاء عطا فرما اور جس کو کسی گناہ کی عادت ہو ہم میں سے ہر ایک کو خدا گناہوں سے پاک فرما دے۔ جسمانی شفاء بھی دے رُوحانی شفاء بھی دے اور جس کو جو جائز حاجت ہو ہم سب کی تمام جائز حاجتوں کو یا رب العالمین جلد سے جلد پُورا فرما دے اور جو مقروض ہوں اللہ تعالیٰ ہمارے قرضوں کو جلد سے جلد ادا فرما دے۔ زمین و آسمان کے خزانوں کے آپ مالک ہیں اور اپنے خزانوں سے بے نیاز ہیں، آپ کو اپنے خزانوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے خزانے ہم فقیروں کیلیے وقف ہیں۔ بِحَقِّ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے اللہ اس

آیت کے صدقہ میں اختر پر، اس کی اولاد پر اور اس کے دوستوں پر اپنا خزانہ برسا دے اور اپنی مرضی کے مطابق خرچ کی توفیق عطا فرما اور سارا قرضہ بھی ہم سب کا ادا فرما دے اے اللہ آپ کی شان وہ ہے کہ مٹی کو آپ سونا بنا دیتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ اے مبدل کردہ خاکے را بہ زر

اے اللہ بعض مٹی کو آپ سونا بناتے ہیں اور

؎ خاک دیگر را نمودہ بو البشر

اور کسی مٹی کو آپ انسان بنا دیتے ہیں۔ کسی مٹی کو سونا اور کسی مٹی کو انسان اتنی بڑی قدرت والے ہیں۔ اپنی اس قدرت قاہرہ کے صدقہ میں ہم سب کو تمام قرضوں سے نجات اور ہماری روزیوں میں برکت کے ساتھ ساتھ وسعت بھی عطا فرما خاص کر جو بوڑھے ہیں بڑھاپے میں ان کی روزی بڑھا دے کیونکہ آپ کے پیغمبر سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اے اللہ بڑھاپے میں ہماری روزی کو بڑھا دے۔ معلوم ہوا کہ بڑھاپے میں روزی زیادہ مانگنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو عافیت نصیب فرمائے چوروں سے ڈاکوؤں سے ہر قسم کی بلاؤں سے پورے پاکستان کو بلکہ پورے عالم کو عافیت نصیب فرمائے مجھ کو عافیت دارین نصیب فرمائے اور آپ سب کو اور سارے عالم کے ہر مومن کو ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ عافیت دارین نصیب فرمائے۔ اہلِ کفر کو اے خدا اہلِ ایمان بنا دے، اہلِ ایمان کو اہلِ تقویٰ بنا

دے ، اہلِ بلا کو اہلِ عافیت بنا دے ، اہلِ مصیبت کو اہلِ راحت بنا دے اہلِ مرض کو اہلِ شفا بنا دے ۔ چیونٹیوں پر رحم کر دے بلوں میں ، مچھلیوں پر رحم دے دریاؤں میں اور سمندروں میں اے خدا اپنی رحمت کی بارش کی بارش فرما دے ۔ اے اللہ رحمت والی بارش فرما دے اور گمراہوں کو ہدایت دے کر اولیاء صدیقین میں شامل فرما دے ۔ اے اللہ اس وعظ کے ایک ایک لفظ میں اپنی شان اجتبائیہ کی تجلی ڈال دیجئے کہ جو اس کو پڑھے وہ آپ کا بن جائے ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ رَبِّ لَا تَجْعَلْنِىْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔

نقل ارشاداتِ مرشد میکنم
آنچہ مردم میکند بوزینہ ہم
اصل کی برکت سے لیکن کیا عجب
نقل میں بھی ہو وہی فیضِ اتم

(مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلیاتِ جذب

حصہ دوم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ——— تجلیاتِ جذب حصہ دوم

واعظ ——— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع، مرتب ——— سید عشرت جمیل میر

کتابت ——— محمد علی اہا

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست

طریقِ جذب کی ایک اور مثال ــــــــــــ ٦
تفسیر فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ ــــــــــــ ٧
علاماتِ جذب ــــــــــــ ٩
رزق کا مدار عقل پر نہیں ہے ــــــــــــ ١١
وضعِ صالحین کا اثر ــــــــــــ ١٣
عقل مندی کا تقاضا ــــــــــــ ١٤
جذب کی ایک اور علامت ــــــــــــ ١٥
گناہ کرنا شرافتِ بندگی کے خلاف ہے ــــــــــــ ١٨
راہِ سلوک کا سب سے بڑا رہزن ــــــــــــ ١٩
آسان تہجد ــــــــــــ ٢٠
کسی پر انعاماتِ الٰہیہ دیکھ کر دُعا مانگنا ــــــــــــ ٢١
حضرت وحشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جذب کا واقعہ ــــــــــــ ٢٢
نادم گنہگار کی رُسوائیوں کی تلافی ــــــــــــ ٢٨
پیر چنگی کے جذب کا واقعہ ــــــــــــ ٢٩
دُعا ــــــــــــ ٣٢

تجلیاتِ جذب

حصہ دوم

مرشدی و مولائی حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا دوسرا بیان متعلق بہ جذبِ الٰہیہ مؤرخہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۹۳ء بروز جمعہ بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح بمقام مسجد اشرف خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی۔ جامع

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ○

پچھلے جمعہ کو اسی آیت کی تلاوت کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ تک بندہ کے پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ اللہ سُبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ اللہ جس بندہ کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ اور جو اللہ کی طرف چلتا ہے، انابت اور توجہ کرتا ہے، اللہ کی تلاش میں محنت و مشقت اُٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہدایت دے دیتا ہے

تو دو راستے ہو گئے۔ پہلے کا نام جذب ہے اور دوسرے کا نام سلوک۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صفتِ جذب کو مقدم فرمایا کیونکہ اس میں بندہ مراد ہوتا ہے مراد کے معنی ہیں جس کا ارادہ کیا جائے اور دوسرے راستہ یعنی سلوک میں بندہ مُرید رہتا ہے بس جس کو حق تعالیٰ صفتِ جذب عطا فرماتے ہیں یعنی اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا مراد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا بنانے کا ارادہ فرما لیا اور جو من ینیب ہے اللہ کی طرف توجہ کرتا ہے، اللہ کو تلاش کرتا ہے، اللہ کے راستہ میں محنت و مشقت اٹھاتا ہے، بزرگوں کی خدمت میں جاتا ہے، اللہ اللہ کرتا ہے، گناہ سے بچتا ہے، یہ مرید ہے، اللہ کا ارادہ کرنے والا ہے اس کو بھی بعد میں جذب نصیب ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ بغیر جذب کے کوئی اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جس پر ابتداء میں جذب غالب ہو یعنی جس کو پہلے اللہ تعالیٰ جذب کرے، بعد میں وہ خدا کا راستہ محنت مشقت سے طے کرے اس کا نام مجذوب سالک ہے یعنی اس کو جذب پہلے نصیب ہُوا سلوک بعد میں نصیب ہُوا اور جو پہلے سلوک شروع کرے، عبادت کی محنت مشقت شروع کرے بعد میں اللہ اس کو جذب کرے، اپنی طرف کھینچ لے اس کا نام سالک مجذوب ہے یعنی پہلے یہ اللہ کے راستہ میں چلا، محنت مشقت کی، پھر خدائے تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ بہرحال جذب ہو یا سلوک دونوں راستے اللہ تک پہنچتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ بعضوں کو پہلے ہی اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور بعضوں کو سلوک کی توفیق پہلے ہوتی ہے بعد میں اللہ تعالیٰ ان کو جذب کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بغیر حق تعالیٰ کے جذب کے کوئی

حق تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔

طریقِ جذب کی ایک اور مثال

اب اس کی ایک مثال حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمائی کہ ایک فقیر کسی بادشاہ کے محل شاہی کے سامنے سے جا رہا تھا۔ بادشاہ نے بالاخانے سے ایک کمند پھینکی اور کہا کہ اے فقیر اس میں بیٹھ جائیں تجھ سے ملنا چاہتا ہوں اور سپاہیوں سے کہا کہ اس کو اُوپر کھینچ لو۔ وہ فقیر جب بادشاہ سے ملا تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم اللہ تعالیٰ تک کیسے پہنچے اس نے کہا کہ جناب جیسے مَیں آپ تک پہنچا۔ آپ نے کمند پھینکی میں اس پر بیٹھ گیا۔ آپ نے سپاہیوں سے کھنچوا لیا۔ تو جس طرح مَیں آپ تک پہنچا ایسے ہی جس بندہ کو اللہ تعالیٰ جذب فرماتے ہیں اس کو زمین پر توفیقات کی کمند بھیجتے ہیں، اپنی طرف کشش اس کے دل میں پیدا کر دیتے ہیں اور وہ اللہ کا ہوتا چلا جاتا ہے۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

نہ مَیں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اللہ تعالیٰ جس کو جذب کرتا ہے تو آپ سوال کر سکتے ہیں کہ کیا اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ یاد فرما رہے ہیں۔ ایک بزرگ ہیں حضرت

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ کون ہیں ؟ تابعی ہیں ۔ اپنے خادم سے کہتے ہیں کہ اس وقت مجھ کو اللہ تعالیٰ یاد فرما رہے ہیں ۔ خادم نے پوچھا کہ آپ کو کیسے اطلاع ہوئی کہ اللہ آپ کو یاد فرما رہا ہے ۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم ہم کو یاد کرو ہم تم کو یاد کریں گے اور مجھ کو اس وقت اپنی یاد کی توفیق دے دی ہے تو میں فَاذْكُرُونِي میں شامل ہو گیا اب أَذْكُرْكُمْ کا وعدہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا لہٰذا یقیناً وہ مجھے یاد فرما رہے ہیں ۔ جو بندہ زمین پر اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان پر اس کو یاد فرماتے ہیں ۔ حدیثِ قدسی میں ہے کہ اگر تم ہم کو دل میں یاد کرو گے تو ہم تم کو اپنے دل میں یاد کریں گے ۔ اگر تم مجمع میں یاد کرو گے تو ہم تم کو فرشتوں کے مجمع میں یاد کریں گے ۔ (مشکوٰۃ ۱۹۶) یادِ تنہائی میں یادِ تنہائی ملے گی ۔ یادِ اجتماعی میں یادِ اجتماعی ملے گی ۔ اس وقت یہاں بھی یادِ اجتماعی ہو رہی ہے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فرشتوں کے درمیان ہماری آپ کی یاد ہو رہی ہو گی ۔ وعدہ ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ۔

تفسیر فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

یہاں ایک ضروری بات عرض کرنا ہے کہ ایسے وقت جب کہ دین کی اجتماعی عبادت ہو رہی ہو اس وقت صلوٰۃ التسبیح پڑھنا یا نفل پڑھنا جائز نہیں ہے کیوں کہ دین کا اگر ایک مضمون سیکھ لیا تو ایک ہزار رکعات نفل سے افضل ہے ۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حیاۃ المسلمین میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ بتائیے کیا آپ ایک ہزار رکعات پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں گیارہ بجے بیان کا وقت ہے۔ افسوس ہے کہ بعض لوگ اس وقت یہاں نفل پڑھتے رہتے ہیں۔ ایسے وقت نفل پڑھنا مناسب نہیں گویا آپ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو روک رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت میں خلل ڈال رہے ہیں۔ ایسی نماز پر بجائے قبولیت کے ناراضی کا خطرہ ہے۔

تو ذکر کے کیا معنی ہیں۔ حکیم الامتؒ تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ فاذکرونی یعنی تم مجھ کو یاد کرو اور یاد کیسے کرو گے بالاطاعۃ میری اطاعت کرو۔ اگر ماں باپ بیمار ہیں تو اپنی نفلیں، تلاوت اور وظیفے چھوڑ کر جاؤ اور ان کے لیے دوا لاؤ۔ اس وقت یہی اللہ کا ذکر ہے۔ بیوی بیمار ہے اور دوا اس لیے نہیں لاتے کہ آپ مراقبہ میں آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اگر آسمان پر بیٹھنا تھا تو زمین پر کیوں پیدا کرتے اس وقت فوراً جا کر اس کے لیے دوا لاؤ ورنہ اگر مراقبہ میں رہے تو دس جگہ ڈھنڈورا پیٹے گی کہ خبردار صوفیوں سے نکاح مت کرنا یہ آنکھ بند کر کے عرش پر رہتے ہیں فرش والوں کا حق جانتے ہی نہیں۔ ہم بیمار تھے تو وہ مراقبہ میں آنکھ بند کر کے مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ پھر صوفیوں کے لیے آپ مشکل کر دیں گے ان کا نکاح مشکل ہو جائے گا۔ ایسے وقت میں بندوں کا حق ادا کرو، ماں باپ کی دوا لاؤ، بیوی بچوں کے لیے دوا لاؤ۔ ایسے وقت میں یہی ذکر ہے، یہی عبادت ہے۔ ذکر دراصل اطاعت کا نام ہے۔ اس لیے حضرت حکیم الامتؒ نے، علامہ آلوسیؒ نے اور جملہ مفسرین متقدمین و متاخرین نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے جس کو حکیم الامت نے بیان القرآن میں نقل

فرمایا کہ فَاذْکُرُوْنِیْ تم ہم کو یاد کرو۔ کس طرح ؟ بالاطاعۃ میری اطاعت و فرماں برداری سے اذکرکم میں تم کو یاد کروں گا۔ کس بات سے ؟ بالعنایۃ اپنی عنایت سے۔ حضرت نے تفسیری جملہ ایک جگہ بالاطاعۃ بڑھا دیا اور ایک جگہ بالعنایہ جس سے آسانی سے بات سمجھ میں آگئی کیوں کہ یاد تو اللہ تعالیٰ سب کو رکھتا ہے، خدا بھولتا نہیں ہے۔ صرف یہ ہے کہ کافر نافرمان بدمعاش قاتل اور ڈاکوؤں کو بھی یاد کرتا ہے لیکن غضب اور قہر کے ساتھ یاد کرتا ہے اور جو فرماں بردار ہیں ان کو اپنی رحمت اور عنایت کے ساتھ یاد کرتا ہے، اُن پر اپنی رحمت کی بارش کرتا ہے۔

علاماتِ جذب

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس کو حق تعالیٰ جذب فرماتے ہیں، اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ رہے ہیں، اپنا بنا رہے ہیں ارے میاں اگر چھوٹا سا بچہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ رہا ہو تو کیا آپ کو پتہ نہیں چل جاتا ؟ تین من کا تگڑا ابا اور چھوٹا سا دس کلو کا بچہ اگر اس کا دامن پکڑ کر کھینچ رہا ہے تو اس تگڑے باپ کو محسوس ہوتا ہے یا نہیں کہ میرا بچہ مجھ کو کھینچ رہا ہے ؟ اتنی بڑی طاقت والا اللہ تعالیٰ جس کو جذب فرماتے گا کیا اسے پتہ نہ چلے گا کہ مجھے اللہ تعالیٰ یاد فرما رہا ہے، کھینچ رہا ہے، اپنا بنانا چاہتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ جذب فرماتا ہے تو اس کا دل خود فیصلہ کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ چاہ رہے ہیں۔ اگر وہ چاہے بھی کہ نماز کو نہ جاؤں تو بے چینی پیدا ہو جاتی ہے، اگر وہ چاہتا بھی

ہے کہ اللہ والوں کے پاس نہ جاؤں تو دل میں گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہوجاتی ہے اس لیے حضرت فرماتے تھے کہ دل کو بالکل پتہ چل جاتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے جون پور میں حضرت حکیم الامت سے پوچھا تھا کہ حضرت جب کوئی اللہ والا بنتا ہے۔ صاحبِ نسبت بنتا ہے اس کو جذب نصیب ہوجاتا ہے تو کیا اس کو پتہ چل جاتا ہے۔ اب سُنیئے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب۔ فرمایا کہ خواجہ صاحب جب آپ بالغ ہُوئے تھے تو آپ کو پتہ چلا تھا یا نہیں کہ مَیں بالغ ہوگیا یا دوستوں سے پوچھنا پڑا تھا جسم جب بالغ ہوتا ہے تو رگ رگ میں ایک جان آجاتی ہے یا نہیں، ایک طاقت جدید محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی کو جذب کرتا ہے اس کے دل کو اپنی نسبت نصیب فرماتا ہے تو اس کی روحانیت میں ایک جدید طاقت عطا ہوتی ہے۔ پھر وہ سارے عالم کو چیلنج کرتا ہے، سارے عالم کو اعلان کرتا ہے کہ اے دُنیا والو! تم میرے پاؤں کو دنیاوی زنجیروں سے نہیں جکڑ سکتے ہو جس کو مولانا جلال الدین رومیؒ نے اس شعر میں تعبیر فرمایا کہ

سر نگوں ہم ایں رہا کن پائے من

اے دُنیا والو! جلال الدین رومیؒ سر جھکا چکا ہے، میرے پاؤں کو مت جکڑو، میرے قدموں کو تم دُنیاوی زنجیروں میں مت گرفتار کرو۔ جو لوگ جانور پالنے والے ہیں ان سے پوچھو کہ جب جانور رسی تُڑانا چاہتا ہے تو سر جھکا لیتا ہے۔ اس طرح اپنی طاقت کو مجتمع کرکے زیادہ کرتا ہے۔ جانور پالنے والوں

سے پوچھو کہ مولانا نے کیا نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اب اپنا سر جھکا لیا ہے اب میں دنیاوی زنجیروں سے اپنا دامن اور اپنے پَیر چُھڑانا چاہتا ہوں۔

سرنگونم ہیں رہا کن پائے من
فہم کو درجملۂ اجزائے من

اب میرے پَیروں کو چھوڑ دو اے دُنیا والو۔ اب تمہاری باتیں سمجھنے کی میرے اندر سمجھ نہیں ہے۔ اب مجھے نصیحت مت کرو کہ اگر بالکل مُلا بن جاؤ گے تو کھاؤ گے کہاں سے۔ اگر اللہ کو زیادہ یاد کرو گے، داڑھی رکھ لو گے تو سب تم کو بے وقوف سمجھیں گے۔ اے دُنیا والو! اسی بے وقوف کو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ روزی ملے گی کہ بزعم خود بڑے بڑے عقل مند ایسی روزی نہ پاسکیں گے۔ جس کو تم بے وقوفی سمجھتے ہو وہ تو عین عقل ہے۔ بیوقوف تو وہ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر رکھا ہے اور پھر بھی اپنے آپ کو عقل مند سمجھتے ہیں۔ یہ عقل مند نہیں ہیں، چالاک ہیں اور روزی عقل اور چالاکی سے نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے بعضے بھولے بھالوں کو اتنی زیادہ روزی دیتے ہیں کہ بڑے بڑے عقل مند اور اہل دانش حیران رہ جاتے ہیں۔

رزق کا مدار عقل پر نہیں ہے

ایک دیہاتی جا رہا تھا۔ اس کے اونٹ پر ایک طرف دومن گندم تھا اور ایک طرف دومن مٹی، ایک عقل مند منطقی پیٹ سے بیزار بھوک سے پریشان، روزی سے پریشان نے دیکھا اور پوچھا کہ بھائی صاحب

یہ آپ کے اونٹ پر کیا ہے۔ اس دیہاتی نے کہا کہ ایک طرف دو من گندم ہے اور دوسری طرف دو من مٹی ہے۔ پوچھا کہ یہ دو من مٹی کیوں رکھی ہے کہا تاکہ توازن یعنی بیلنس قائم رہے۔ اس نے کہا کہ بھائی عقل کی بات یہ ہے کہ ایک من گندم ادھر رکھو اور ایک من ادھر اور دو من مٹی کا جو بوجھ لادے ہوئے ہو اس کو پھینک دو اور اس کی جگہ تم بیٹھ جاؤ۔ آرام سے جاؤ۔ بیکار پیدل چل رہے ہو۔ دیہاتی نے کہا کہ اچھا۔ بڑی عقل کی بات ہے اور پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔ کہا میں تو روزی سے سخت پریشان ہوں، رزق کی تلاش میں جا رہا ہوں گھر میں کھانے کو نہیں ہے۔ دیہاتی نے کہا کہ میں تیری یہ بات نہیں مانوں گا۔ تو منحوس معلوم ہوتا ہے۔ تیری عقل پر اگر میں عمل کروں گا تو تیری طرح پریشان ہو جاؤں گا۔

بہ ناداں آں چنیں روزی رساند ؎
کہ دانا اندریں حیراں بماند

سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نادانوں کو خدا ایسی روزی دیتا ہے کہ بڑے بڑے عقل مند حیران رہ جاتے ہیں کہ ارے ہم نے تو ایم ایس سی کیا، میں تو امریکہ سے ڈگری لایا اور میری چپل پھٹی ہوئی ہے اور یہ تو دستخط بھی نہیں کر سکتا، انگوٹھا لگاتا ہے اور اس کی فیکٹری چل رہی ہے ایسے فیکٹری مالک کو میں نے دیکھا ہے کہ میٹرک بھی پاس نہیں اور بی اے، ایم اے نوکر رکھے ہوئے ہے۔ رزق خدا کے ہاتھ میں ہے۔

وضعِ صالحین کا اثر

یہ مت سوچو کہ داڑھی رکھنے کے بعد سب ہم کو مُلّا اور بے وقوف سمجھیں گے، ہم سے بات کرنے کو جرمن اور جاپان کا وفد نہیں آئے گا، ہم کو حقیر سمجھیں گے ارے جاپان جرمن والے آپ کی داڑھی دیکھ کر اور زیادہ آپ سے مال خریدیں گے آپ پر زیادہ اعتماد کریں گے، اوروں سے زیادہ عزت کریں گے۔ میں جب فرانس (ری یونین) جارہا تھا تو فرانس ایئر لائن پر ہم چار آدمی تھے اور چاروں داڑھی والے۔ ممتاز بیگ صاحب، قاضی خدابخش صاحب، اختر اور میر صاحب، میر صاحب کی داڑھی تو سب سے نمایاں تھی۔ جہاز کے عملہ کا عیسائی افسر آیا اور پوچھا کہ کیا آپ لوگ اپنے مذہب کے پادری ہیں۔ میر صاحب نے انگریزی میں اس کو جواب دیا بس پھر ہم لوگوں کی جتنی خدمت کی ہے کہ ہر وقت پوچھتا تھا کہ کوکا کولا لاؤں، سیون اپ لاؤں کیا چاہیے جہاز پر بڑے بڑے اپ ٹوڈیٹ، کوٹ پتلون والے داڑھی منڈاتے ہوئے ٹائی لگائے ہوئے تھے کسی کی وہ خدمت نہیں کی جیسی ہم لوگوں کی خدمت کی یہاں تک کہ نماز کا وقت بتانے کے لیے تین چار مرتبہ آیا کہ اب سورج نکلنے میں اتنی دیر رہ گئی ہے، اب اتنی دیر رہ گئی ہے آپ لوگ نماز پڑھ لیجئے اور چلئے ہم آپ کو نماز کے لیے اُوپر فرسٹ کلاس میں لے چلتے ہیں اور نماز کے لیے کپڑا بھی اس نے دیا۔ آہ! یہی کہتا ہوں دوستو کہ نیک بندوں کی نقل میں یہ اثر ہے اگر صحیح معنوں میں اللہ کے بن جاؤ سارا جہاں آپ کا ہوگا۔

؎ جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے بس سمجھ لیجئے کہ وہ گر گیا۔

؎ اُٹھا کر سر تمہارے آستاں سے
زمیں پر گر پڑا میں آسماں سے

جس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا بس سمجھ لو کہ اس کی قیمت ایسی گرتی ہے کہ پھر بھی اس سے زیادہ ہے اور ذلت ایسی ہوتی ہے کہ کہیں عزت نہیں ملتی۔

؎ نگاہ اقربا بدلی مزاج دوستاں بدلا
نظر اِک اُن کی کیا بدلی کہ کُل سارا جہاں بدلا

جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، اس کی بیوی بھی دشمن ہو جاتی ہے بچے بھی دشمن ہو جاتے ہیں، اس کے گدھے اور گھوڑے بھی دشمن ہو جاتے ہیں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو میرا گدھا بھی میرا کہنا نہیں مانتا انسان کہاں سے مانے گا یہ معمولی بات نہیں ہے۔

عقل مندی تقاضا

لہٰذا عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ گناہ چھوڑ دو۔ بین الاقوامی عقل کا تقاضا ہے کہ بڑی طاقت والے سے ٹکر مت لو۔ کتنے واقعات سُن رہے ہیں کہ گردے بیکار ہو گئے، ہڈی کے گودے میں کینسر ہو گیا، دل کا مرض پیدا ہو گیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ ہم سب کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کریں گڑگڑاتے رہیں، دُعا کرتے رہیں۔ حدیثِ پاک میں وعدہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو سکھ میں یاد رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دکھ میں یاد رکھیں گے۔

جذب کی ایک اور علامت

خیر تو یہ بات میں عرض کر رہا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو جذب کرتے ہیں تو اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنا بنا رہے ہیں اسکے دل میں خود بخود ایک کشش اللہ تعالیٰ کی طرف پیدا ہو جاتی ہے۔

؎ ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بُن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

اور ایک علامت اور پیدا ہوتی ہے۔ سُن لیجئے۔ جس کو اللہ تعالیٰ جذب کرتا ہے وہ سارے عالم کی دولت، سارے عالم کے حُسن کو نگاہ سے گرا کر ہر وقت اس فکر میں رہتا ہے کہ میں اپنے اللہ کو راضی رکھوں یہ علامت ہے جذب کی۔ جس کو اللہ تعالیٰ کھینچے وہ بھلا کھنچ جائے کسی اور طرف! اور جو کسی اور طرف کھنچ جائے تو معلوم ہوا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے نہیں کھینچا آپ بتائیے کہ محمد علی کلے یا کوئی اور تگڑا پہلوان کسی کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچے ہوئے ہو اور اسی کو ایک کمزور اپنی طرف کھینچ رہا ہو تو بتائیے وہ کھینچے گا کمزور کی طرف؟ آدمی اسی طرف کھنچتا ہے جس طرف طاقت زیادہ ہوتی ہے بتائیے اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقت ور کون ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ لے وہ کسی اور طرف نہیں کھنچ سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص گناہوں میں مُبتلا ہو رہا ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ابھی یہ ظالم جذب سے محروم ہے اپنی نافرمانی کے تسلسل اور ظلمات اور لعنت و نحوست کی زندگی کے سبب اس کو اللہ تعالیٰ نے جذب نہیں فرمایا۔

لہٰذا رو کر اللہ تعالیٰ سے اس صفت کی بھیک مانگیے۔ اگر خدائے تعالیٰ کو نہ دینا ہوتا تو قرآن میں اس آیت کو نازل نہ فرماتے۔ ابا جب کوئی چیز دینا نہیں چاہتا تو بچوں کو بتاتا بھی نہیں کہ کہیں مانگ نہ بیٹھیں۔ ان کا قرآن شریف میں یہ اعلان کر دینا کہ میں جس کو چاہتا ہوں اپنی طرف کھینچ لیتا ہوں گویا سارے عالم کو اللہ تعالیٰ نے خبر کر دی کہ میری یہ صفت، میرا یہ خزانہ، میرا یہ موتی تم بھی مانگ سکتے ہو۔ بچہ ابا سے مانگتا ہے بندہ رب سے مانگے۔ بس جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچ لیا بتائیے پھر وہ کسی اور طرف کھنچ سکے گا؟ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی ہے دونوں جہان میں؟ یہ دُنیا کے مرنے والے حسینوں کی کیا حقیقت ہے جنت کی حوریں بھی نہ کھینچ سکیں گی جنت میں جس دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو بوقت دیدار الٰہی کوئی حور بھی یاد نہیں آئے گی۔ ارے کہاں خالق اور کہاں مخلوق۔

؎ چراغ مُردہ کجا شمع آفتاب کجا

کہاں آفتاب اور کہاں مُردہ چراغ۔ مخلوق کی کیا حقیقت ہے۔

مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ اُستاد جگر نے جذب کی ایک اور علامت بیان کی ہے۔

؎ اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں

غور سے سنو دوستو! اختر درد بھرے دل سے پیش کر رہا ہے، پندرہ سال شاہ عبدالغنی صاحب کی غلامی کا نچوڑ پیش کر رہا ہوں۔ یوں ہی مفت میں نہیں پائی ہے اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ فرماتے ہیں۔

؎ اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں
محو کھڑا ہوا ہوں میں حُسن کی بارگاہ میں

ایک علامت یہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی یاد میں مست رہتا ہے۔ مخلوق کی بھیک نہیں دیکھتا، بھیک دینے والے کو دیکھتا ہے۔ لیلیٰ کو نہیں دیکھتا لیلیٰ کو نمک دینے والے کو دیکھتا ہے۔ دولت کو نہیں دیکھتا جس نے مالداروں کو مال دیا ہے اس مالک کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ غرض ساری کائنات سے وہ مستغنی ہو جاتا ہے۔ وہ حُسن کا عالم ہو کہ مال کا عالم کسی کو اپنے دل میں نہیں آنے دیتا۔ جس دل میں اللہ آتا ہے اور اس کو جذب نصیب ہوتا ہے تو کیا علامت ظاہر ہوتی ہے۔ سُنئے۔ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ فرماتے ہیں۔

؎ یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

ساری کائنات اس کی نگاہوں سے گر جاتی ہے۔ چاند سُورج جیسی شکلوں کو نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ حسینوں سے نظر بچانے کی اس کو توفیق ہو جاتی ہے یہ خاص علامت ہے جذب کی اور کیا ہوتا ہے خواجہ صاحب فرماتے ہیں

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اسکے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

یہ دونوں اشعار وہ ہیں جو میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوریؒ اکثر نہایت محبت سے پڑھا کرتے تھے۔

بس اللہ سے رو رو کر مانگئے کہ اے خدا میں اپنے نفس اور شیطان کی

لڑائی میں بار بار شکست کھا رہا ہوں۔ یہ علامت ہے کہ میں کمزور پڑ رہا ہوں جب بچہ اپنے دشمنوں سے کمزور پڑتا ہے تو ابا کو رحم آتا ہے۔ آپ ہمارے ربا ہیں۔ اب ہم پر رحم کر دیجئے کب تک ہم گناہوں کی زندگی گذاریں گے۔ ایسا نہ ہو کہ اسی حالت میں موت آجائے اور میری آخرت بھی خراب ہو جائے لہٰذا اے ماں باپ کی رحمتوں سے بے شمار زیادہ رحمتیں رکھنے والے اللہ آپ نے اپنی رحمت کا ۱/۱۰۰ حصہ یعنی سواں دُنیا میں نازل کیا ہے اور اس کو سارے عالم میں تقسیم کر دیا ہے جس سے ساری دُنیا کے ماں باپ اپنے بچوں پر رحم کر رہے ہیں، جانور اپنے بچوں کو پیار کر رہے ہیں، انسان ایک دوسرے محبت کر رہے ہیں مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی ہیں بابا محنت سے کما کر بچوں کو پال رہے ہیں، اسکول کی فیس ادا کر رہے ہیں جب آپ کے ذرۂ رحمت کا یہ اثر ہے تو اے بے شمار رحمت رکھنے والے اللہ مجھ پر بھی رحم فرما دیجئے اور نفس وشیطان کی غلامی سے چھڑا کر اپنا بنا لیجئے۔

گناہ کرنا شرافت بندگی کے خلاف ہے

اللہ تعالےٰ کی رحمت کا سوواں حصہ پوری دُنیا میں تقسیم ہُوا ہے اور ننانوے حصہ رحمت میدانِ محشر میں ظاہر ہوگی تب دیکھنا کہ ان شاء اللہ تعالےٰ کیسے کیسوں کی مغفرت ہو گی جن کو ہم آپ پکا جہنمی سمجھتے ہیں وہ بھی ان شاء اللہ تعالےٰ پھُر سے اُڑیں گے اور جنّت میں پہنچیں گے۔ کوئی ایمان والا ان کی رحمت سے محروم نہ رہے گا۔ لیکن رحمت کے بھروسہ پر گناہ کرنا بڑی بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے

اور شرافت کے خلاف ہے۔ اب خود فیصلہ کرلیں کہ ہم شریف انسان بننا چاہتے ہیں یا بے غیرت انسان بننا چاہتے ہیں جو نفس سے مغلوب ہو کر بار بار گناہ کرلیتا ہے وہ شریف انسان نہیں ہے کیوں کہ انسان کا نفس خود غنڈہ ہے اگر غنڈہ نہ ہوتا تو شریف انسان اور تمام فضیلتیں رکھنے والا انسان کیوں گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کا نفس غنڈہ اس کو دبوچ لیتا ہے

راہِ سلوک کا سب سے بڑا رہزن

بعض لوگ سلوک طے کرنے کے لیے، اللہ تک پہنچنے کے لیے چلے لیکن ان کا کیا حشر ہوا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ آج ہرن کا شکار کرنا ہے اور وہ ہرن کے شکار کے لیے نکلا لیکن اللہ تعالیٰ سے دُعا نہیں کی اور وہ اکڑتا اور جھومتا ہوا جارہا ہے کہ آج ضرور ہرن ماروں گا۔ اتنے میں جھاڑی سے ایک جنگلی سُور نکلا اور اس نے ہرن کے شکاری کو منہ میں دبالیا اور اپنے بڑے بڑے دانتوں سے اس کو چبا رہا ہے وہ دل میں کہہ رہا ہے کہ یا اللہ میں تو ہرن کے شکار کے لیے نکلا تھا۔ کیا خبر تھی کہ یہ جنگلی سُور مجھے دبالے گا۔ یہی نفس کا حال ہے۔ بہت سے لوگ اللہ والے ہو جاتے، صدیقین کی نسبت کو پہنچ جاتے لیکن نفس کے جنگلی سُور نے ان کو ایسا دبوچا کہ گناہوں کے ارتکاب سے آج ان کی ذلت و خواری کی کوئی انتہا نہیں ہے یہ جنگلی نفس ان کا راستہ روکے ہوتے ہے۔ نکلے تھے اللہ کی تلاش میں لیکن نفس سے مغلوب ہو کر گناہ میں مبتلا ہو گئے۔ اس لیے اصلی پہلوان وہی ہے جو نفس کو گرادے۔ یوں تو اپنی طاقت سے سب پر ہیبت طاری کیے ہوئے

ہیں کہ آپ لوگ سمجھتے نہیں میں کون ہوں، ایک جھانپڑ ماردوں تو ابھی بیہوش ہو جاؤ گے لیکن خود نفس کے جنگلی سور کے منہ میں چبائے جا رہے ہیں اور اس کا احساس بھی نہیں کہ مجھ جیسا بودا اور کمزور کائنات میں کوئی نہیں ہے۔

آسان تہجد

لٰہذا نفس دشمن کو مغلوب کرنے کی فکر ہونی چاہیے۔ روزانہ دو رکعات صلوٰۃ حاجت پڑھ کر اللہ تعالٰے سے خوب گڑگڑا کر مانگیں کہ اے خُدا گناہوں سے توبہ کرتا ہوں لیکن بار بار میری توبہ ٹوٹ جاتی ہے آپ اپنی مدد بھیج دیجئے۔ بار بار عرض کر چکا ہوں کہ وتر سے پہلے دو رکعت صلوٰۃ توبہ، صلوٰۃ حاجت، صلوٰۃ تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کریں اس کا کیا فائدہ ہے؟ یہ مستند بات پیش کر رہا ہوں کہ بروایت حدیث شریف، بروئے فقہ شامی، بروے امداد الفتاوٰی حکیم الامت تھانویؒ قیامت کے دن آپ تہجد گذاروں میں اٹھائے جائیں گے لیکن جو لوگ آدھی رات کے بعد اُٹھ کر پڑھتے ہیں وہ قابل مبارک باد ہیں وہ اسی وقت پڑھیں۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ سستا سَودا پا کر مہنگا والا چھوڑ دو۔ دو قسم کی مٹھائی ہے ایک دس روپے کلو ہے اور دوسری پچاس روپے کلو ہے جو بہت مزیدار ہے۔ اللہ تعالٰے نے جس کو ہمت و توفیق دی ہے وہ مہنگی والی کھائے۔ مَیں تو ان کے لیے کہتا ہوں جو کم ہمت ہیں یا صحت کمزور ہے کیوں کہ اکثر لوگوں کی صحت آج کل اس قابل نہیں ہے کہ آدھی رات کو اُٹھ سکیں لٰہذا وہ وتر سے پہلے دو نفل پڑھ کر تہجد کی نعمت حاصل کر لیں تاکہ قیامت کے دن ناقص نہ اُٹھیں کیوں کہ محدثین فرماتے ہیں کہ جو قیام لیل نہیں کرے گا ہمیشہ ناقص

رہے گا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے ۔ لَیْسَ مِنَ الْکَامِلِیْنَ مَنْ لَّا یَقُوْمُ اللَّیْلَ (مرقاۃ صفحہ ۱۴۸ جلد ۲) میری تمنا ہے کہ ہمارا ایک دوست بھی ناقص نہ رہے۔ سونے سے پہلے چند رکعات پڑھ کر کاملین میں اٹھ لے جائیں۔ علامہ شامی روایت نقل فرماتے ہیں وَمَا کَانَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ فَھُوَ مِنَ اللَّیْلِ (صفحہ ۵۰۶ جلد ۱) لہٰذا علامہ شامی ابن عابدین کا فقہی فیصلہ ہے کہ فَاِنَّ سُنَّۃَ التَّھَجُّدِ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ یہ علامہ شامی کی عبارت نقل کر رہا ہوں جس سے ساری دُنیا کے مفتی فتویٰ دیتے ہیں کہ اس شخص کی سنت تہجد ادا ہو جائے گی جو بعد نماز عشاء وتر سے پہلے چند نفلیں پڑھ لے گا۔ وتر کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے لیکن سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر وتر کو آخر میں پڑھتے تھے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ سُنّت کے مطابق نفل وتر سے پہلے پڑھ لیں لیکن اگر کبھی بعد میں بھی پڑھ لیں تو جائز ہے افضل یہی ہے کہ وتر سے پہلے پڑھے اور بعد میں پڑھ لے تو جائز وہ بھی ہے۔

کسی پر انعامات الٰہیہ دیکھ کر دُعا مانگنا

بھائی اب ہم آ گئے اپنے اس پرانے مطلب پر یعنی کچھ بندوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا ان کی داستان شروع کر رہا ہوں تاکہ اُن کے صدقہ میں دُعا کر لوں جیسے حضرت زکریا علیہ السلام نے جب دیکھا کہ مائی مریم علیہا السلام پر جنت کے کھانے اور پھل آ رہے ہیں تو:
ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ (پ ۳ آل عمران) تو آپ نے بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا کر لی کہ اے اللہ جیسے آپ نے مریم پر فضل فرمایا مجھ پر بھی فضل فرمایئے

بڑھاپے میں مجھے اولاد دے دیجئے، اللہ تعالےٰ ناممکن کو ممکن کردیتا ہے۔ تو مَیں بھی آپ کو ان بزرگوں کے حالات سُنا کر اللہ تعالےٰ سے یہ عرض کروں گا کہ جس طرح آپ نے ان پر فضل کیا ہے ہم سب پر بھی فضل کر دیجئے، ہم سب کو جذب نصیب فرمادیجئے۔ قرآن پاک کی روشنی میں، قرآن پاک کے اسلوب پر میری دُعا ہوگی کیوں کہ اُن کی بڑی شان ہے، کوئی چیز ان کے لیے ناممکن نہیں ہے۔ بندہ سمجھتا ہے کہ میں ولی اللہ نہیں ہوسکتا، بعضوں کے حالات اتنے خطرناک ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے گناہ نہیں چھوٹ سکتے۔ مَیں واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس دن خُدائے تعالےٰ نے اپنی مشیت اور فضل کا ارادہ فرمالیا اُسی دن آپ دیکھیں گے کہ ارے یہ چوہا کہاں سے شیر بن گیا، یہ لومڑی کیسے شیر بن گئی۔ اللہ تعالےٰ کی شان بہت بڑی ہے۔ وہ ذرہ کو آفتاب کرتا ہے اور سُورج کو گرہن لگا کر غائب کر دیتا ہے۔ ذرہ کو آفتاب کی طرح روشن کرنے پر قادر ہے اور آفتاب کو گرہن میں مبتلا کرکے اس کو روشنی سے محروم کرسکتا ہے۔

حضرت وحشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جذب کا واقعہ

پہلے حضرت وحشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جذب کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کتنے بڑے قاتل ہیں۔ جنگ اُحد میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے چچا سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قتل کیا اور بہت بے دردی سے قتل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن اتنا دُکھ ہوا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کے بدلہ میں ستر کافروں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا اور خُدا کی قسم کھائی۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل

کی، وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ بدلہ لیں تو اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہیں جتنی آپ کو تکلیف پہنچائی گئی۔ آپ بھی کسی ایک کافر کے ساتھ ایسا کریں۔ ایک یا چند کے بدلہ میں ستر کافروں کو نہیں مار سکتے لیکن وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (پ۱۴ النحل) اگر آپ صبر کریں تو یہ بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کو میرے لیے خیر فرمایا۔ اے صحابہ سن لو میں صبر اختیار کرتا ہوں اب کسی ایک سے بھی بدلہ نہیں لوں گا اور میں قسم توڑتا ہوں اور آپ نے قسم کا کفارہ ادا فرمایا (معارف القرآن صفحہ ۴۲۲ جلد ۵ مصنفہ مفتی اعظم پاکستان) اور کچھ عرصہ بعد حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اب اسلام پیش کیا جا رہا ہے۔ اس واقعہ کو تفسیر خازن کے مصنف علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے جلد ۴ صفحہ ۵۹ پر، تفسیر معالم التنزیل کے مصنف محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی نے جلد ۴ صفحہ ۸۳ پر اور محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۱۴۹ پر بیان فرمایا ہے

رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچازاد بھائی ہیں روایت کرتے ہیں بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى وَحْشِيٍّ يَدْعُوْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ سرورِ عالم صلی علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دینے کے لیے پیغام بھیجا کہ اے وحشی ایمان لے آؤ فارسل الیه تو انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جواب بھیجا۔ ذرا دیکھئے پیغامات کے تبادلے ہو رہے ہیں۔ کیا پیغام بھیجا کہ آپ جانتے ہیں ان من قتل او اشرك اوزنی جو شرک کرے گا، قتل کرے گا، زنا کرے گا

آپ جانتے ہیں کہ اس کے بارے میں آپ کے خدا نے یہ نازل کیا ہے؛ یَلْقَ اَثَامًا یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ۝ وہ اللہ کے یہاں مجرم ہے۔ اس کو سزا بھگتنا پڑے گی اور اس کو ڈبل عذاب دیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ کافر بھی قرآن شریف کو پڑھا کرتے تھے۔ حضرت وحشی حالتِ کفر میں قرآن پاک کا حوالہ دے رہے ہیں۔ کَیْفَ تَدْعُوْنِیْ اِلٰی دِیْنِکَ آپ مجھے اسلام کی طرف کیسے دعوت دے رہے ہیں۔ وَاَنَا قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ کُلَّهٗ میں نے تو ان میں سے کوئی کام بھی نہیں چھوڑا۔ قتل بھی ایسی شخصیت کو کیا جو اسلام میں سب سے محترم شخصیت تھی۔ میں اس کا قاتل ہوں اور گناہ کے سب کام کیے۔

اللہ تعالیٰ نے وحشی کے اسلام کے لیے دوسری آیت نازل فرمائی۔ دیکھیے یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ ایسے مبغوض، ایسے مجرم، رسولِ خدا کے چچا کے قاتل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برس رہی ہے۔ کیا ٹھکانہ ہے اس کے حلم کا! دو آیت نازل ہو رہی ہے ان کے اسلام کے لیے اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا۝ اے رسولِ خدا وحشی کو آپ پیغام دے دیں کہ اگر وہ توبہ کرلیں اور ایمان لائیں اور صالح عمل کرتے رہیں تو میں ان کے ایمان اور اسلام کو قبول کرتا ہوں۔ دنیا میں ہے کوئی ایسا حلم والا جو اپنے محبوب عزیز کے قاتل کو اس طرح بخشے گا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو جب ان کے پاس بھیجا تو اس پر ان کا پیغام سنیے۔ کہتے ہیں هٰذَا شَرْطٌ شَدِیْدٌ یہ تو بڑی سخت شرط ہے کیوں کہ میں توبہ کرسکتا ہوں، ایمان لاسکتا ہوں۔ لیکن وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا۔ ساری زندگی نیک عمل کرتا ہوں اس میں ذرا مجھے اپنے بارے میں

اعتماد نہیں ہے لَعَلِّیْ لَا اَقْدِرُ عَلَیْهِ میں شاید اس پر قادر نہ ہو سکوں۔ اب تیسری آیت نازل ہو رہی ہے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے اسلام کے لیے، بدترین مجرم کے لیے آیت پر آیت نازل فرما رہے ہیں اور یہ ناز نخرے دکھا رہے ہیں۔ ہے کوئی ایسا دل گردہ والا جو اپنے مجرم کے ناز نخرے برداشت کرے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمتِ غیر محدود کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ ایمان لانے کے لیے شرطیں لگا رہے ہیں، پیغامات کے تبادلے ہو رہے ہیں، اُن کے لیے قرآن کی آیات لے کر جبرئیل علیہ السلام کی آمد و رفت ہو رہی ہے۔ اللہ اکبر کیا ٹھکانہ ہے ان کی رحمت کا۔ تیسری آیت کیا نازل فرمائی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں معاف کرے گا لیکن اس کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں سب معاف کر دے گا جس کے لیے چاہے گا۔ یعنی وحشی اگر ایمان لائیں اور شرک سے توبہ کریں تو عمل صالح کی بھی قید اٹھ رہی ہے۔ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں اللہ تعالیٰ بخش دے گا جس کے لیے چاہے گا۔

اب ان کا جواب سُنیے۔ پھر پیغام کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں اَرَانِیْ بَعْدُ فِیْ شُبْهَةٍ میں ابھی شبہ میں ہوں کیوں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی آزادی نہیں دی بلکہ مغفرت کو اپنی مشیت سے مقید کر دیا کہ جس کو میں چاہوں گا اس کو بخش دوں گا۔ مجھے کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میرے لیے ہوگی یا نہیں، وہ میرے لیے مغفرت چاہیں گے یا نہیں فَلَا اَدْرِیْ یَغْفِرُلِیْ اَمْ لَا ؟ پس میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے بخشیں گے یا نہیں۔

بتائیے پیغامات کے تبادلے سُن رہے ہیں آپ لوگ۔ کیا یہ حق تعالےٰ کا جذب نہیں ہے؟ یہ انہیں کا جذب ہے۔ حضرت وحشی کو بھی ابھی خبر نہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں جذب فرما رہے ہیں۔

کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اب چوتھی آیت نازل ہو رہی ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۵۳) یہ آیت اتنی قیمتی ہے کہ جب یہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ (مشکوٰۃ) یہ آیت مجھے اتنی محبوب ہے کہ اگر اس کے بدلہ میں مجھے پوری کائنات مل جائے تو وہ عزیز نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے گنہگار بندوں کو بتا دیجئے کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کرلیں، ظلم کرلیے، بے شمار گناہ کرلیے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تم میری رحمت سے ناامید نہ ہو اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ اب مشیت کی بھی قید نہیں ہے۔ اس قید کو بھی میں ہٹا رہا ہوں تاکہ میرے گناہ گار بندے مایوس نہ ہوں۔ اِنَّ تاکید ہے، اَلذُّنُوْبَ پر الف لام استغراق کا ہے یعنی کوئی گناہ ایسا نہ ہوگا جس کو اللہ نہ بخش دے اور جَمِیْعًا میں تاکید ہے۔ تین تاکیدوں سے اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمام گناہوں کو بخش دیں گے۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

یہ جملہ تعلیلیہ ہے، معرض علت میں ہے یعنی وجہ بھی بتا دی کہ ہم کیوں بخش دیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا، بڑا ہی رحمت والا ہے اور اپنے نام پاک غفور کو رحیم پر مقدم فرمایا کہ معلوم بھی ہے ہم بندوں کو کیوں بخش دیتے ہیں؟ بوجہ رحمت کے۔ اپنی شان رحمت کی وجہ سے ہم تمہاری مغفرت فرماتے ہیں۔ تمہارے گناہ محدود ہیں۔ میری مغفرت محدود نہیں ہے۔ تمہارے گناہ محدود ہیں۔ میری رحمت محدود نہیں ہے۔ میری غیر محدود رحمت کے سامنے تمہارے گناہ ایسے ہیں جیسے ایک چڑیا سمندر سے ایک قطرہ اُٹھالے۔ جو نسبت اس قطرہ کو سمندر سے ہے اتنی بھی تمہارے گناہوں کو میری غیر محدود رحمت و مغفرت سے نہیں۔ بقول حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہ کراچی کے ایک کروڑ انسانوں کا پیشاب پاخانہ کراچی کے سمندر میں جاتا ہے لیکن ایک لہر آتی ہے اور سب اٹھا کر لے جاتی ہے اور سب پاک کر دیتی ہے۔ یہ سمندر تو محدود ہے۔ اللہ کی رحمت و مغفرت کے غیر محدود سمندر کا کیا عالم ہوگا۔ ایک موج آئے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے سب گناہوں کو بہالے جائے گی۔

اِس آیت کے نزول کے بعد کیا ہُوا۔ اب تبادلۂ پیغامات کا نقشہ بدل گیا حضرت وحشی کا کام بن گیا۔ کہا نعم ھذا یہ بہت اچھی آیت ہے فَجَآءَ وَاَسْلَمَ پھر آئے اور اسلام قبول کرلیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذَا لَهٗ خَاصَّةً اَمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً کیا یہ آیت وحشی کے لیے خاص ہے یا سارے مسلمانوں کے لیے ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا بَلْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً قیامت تک کے تمام مسلمانوں کے لیے اللہ کا یہ فضل عام ہے۔

نادم گنہگار کی رُسوائیوں کی تلافی

ابا جب بچہ کی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے تو باپ کی ناراضی سے اس کی جو ذلت اور رُسوائی ہوتی ہے' ہر طرف چرچا ہوتا ہے کہ بڑا نالائق بیٹا ہے تو پھر باپ یہی کہتا ہے کہ میرا بیٹا لائق ہے' اس نے معافی مانگ لی اور اس کو کوئی عہدہ دے دیتا ہے' یا کلفٹن کا کوئی بنگلہ دے دیتا ہے' یا کوئی زبردست مرسڈیز کار دے دیتا ہے یا کوئی فیکٹری اس کے نام لکھ دیتا ہے جس سے لوگ سمجھ جائیں کہ باپ نے اس کو پیار کر لیا۔ اب اللہ تعالیٰ بھی حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک فیکٹری لکھ رہے ہیں۔ وہ کیا؟ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا مسیلمہ کذاب جس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہاد کرنا پڑا اس کو حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتل کرا دیا۔ اس وقت بہت سے بڑے بڑے صحابہ جرنیل تھے لیکن یہ نعمت حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے لکھی' یہ شرف اللہ تعالیٰ نے حضرت وحشیؓ کو دینا تھا کہ میرا یہ بندہ قاتلِ حمزہؓ ہے اسی کے ہاتھوں سے اب ایک ذلیل ترین شخصیت کو قتل کرا دیا جائے تاکہ اس کی عزت قیامت تک امت کے اندر قائم ہو جائے' ہم اپنے اس رسوا اور ذلیل بندہ کی قسمت کو بدلنا چاہتے ہیں ہم اس کی تاریخ بدلنا چاہتے ہیں' ہم اس کی تاریخ کو سنہرے حروف سے لکھوانا چاہتے ہیں لہٰذا مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں سے قتل کرا دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اعلان کیا کہ قَتَلْتُ فِی جَاھِلِیَّتِیْ خَیْرَ النَّاسِ وَفِیْ اِسْلَامِیْ شَرَّ النَّاسِ (روح المعانی صفحہ ۱۶۱ جلد ۶) میں نے اپنے زمانۂ کفر میں زمانہ

جاہلیت میں دُنیا کے ایک بہترین انسان کو قتل کیا تھا اور اپنے زمانہ۔ اسلام میں میں نے بدترین انسان کو قتل کیا جو نبوت کا دشمن تھا اور جھوٹا نبی بنا ہوا تھا جس کو اللہ اپنا بناتا ہے اس کی بگڑی کو بنانا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

آہ! ذلت کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح سے عزت سے تبدیل کر دیا۔ اس لیے دُعا کر لیا کیجئے کہ اے خدا ہماری رسوائیوں اور ذلتوں کے اندھیروں پر اپنے آفتاب عزت کی کچھ شعاعیں ڈال دیجئے تاکہ ہماری ذلتیں عزتوں سے تبدیل ہو جائیں۔

پیر چنگی کے جذب کا قصہ

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک چنگ یعنی سارنگی بجانے والے کا قصہ لکھا ہے کہ یہ سارنگی بجایا کرتے تھے، بہترین آواز تھی، ہر وقت گانا گا رہے ہیں، سارنگی بجا رہے ہیں، آواز ایسی کہ بچے اور جوان مرد اور عورت ہر وقت گھیرے رہتے ہیں۔ کوئی حلوہ لا رہا ہے، کوئی بریانی لا رہا ہے، کوئی کباب لا رہا ہے، پیسے برس رہے ہیں۔ لیکن جب بڈھے ہو گئے اور آواز خراب ہو گئی تو ساری دُنیا ہٹ گئی، سب لوگ بھاگ گئے کہ اب یہ چھوٹا ربانہ، کوے کی سی آواز کون سنتا ہے۔ اب کوئی پوچھتا نہیں یہاں تک کہ فاقہ کی نوبت آگئی، بھوکوں مرنے لگے تب مدینہ پاک کے قبرستان میں جا کر ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں لیٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کو اپنا بھجن سنانا شروع کیا۔ سارنگی بھی بج رہی ہے اور بھجن بھی سُنا رہے ہیں اور کیا سُنا رہے ہیں کہ اے اللہ جب میری

آواز اچھی تھی تو آپ کے بندے مجھے حلوہ دیتے تھے، مرد و زن، بوڑھے، بچے سب گھیر لیتے تھے اب میری آواز خراب ہوگئی تو آپ کی مخلوق نے مجھ سے بے وفائی کی۔ میں ساری دُنیا سے مایوس ہوکر اب آپ کے دروازہ پر آپڑا ہوں اس قبرستان میں اب میں آپ کو اپنی آواز سناؤں گا۔ اگر بچہ پر فالج گر جائے، لنگڑا لولا ہو یا اندھا ہو لیکن ماں باپ اس کو رد نہیں کرتے ہم نے کبھی نہیں سُنا کہ کسی ماں باپ نے لنگڑے لولے بچہ کو پھینک دیا ہو۔ آپ نے مجھے پیدا کیا ہے میری آواز کے خریدار آپ ہی ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا آج آپ ہی کو سناؤں گا آپ کی مرضی، چاہے تو جِلا دیجئے یا قبر میں سُلا دیجئے، میں تو پہلے ہی سے لیٹا ہوا ہوں اگر آپ چاہیں تو بھوک سے روح نکال لیں۔ میں تو قبرستان ہی میں ہوں میرے لیے تو کسی کو قبر بنانے کی بھی ضرورت نہیں۔

بروایت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دکھایا کہ اے عمر! میرا ایک بندہ قبرستان میں لیٹا ہوا ہے۔ گنہ گار زندگی ہے، سارنگی لیے ہوئے ہے اور مجھے رو رو کے یاد کر رہا ہے۔ اس کو جا کر میرا اسلام کہیے اور بیت المال سے اس کا ماہانہ مقرر کر دیجئے اور اس سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری خراب آواز کو قبول کر لیا ہے اور آئندہ سے تم کو بھیک مانگنے کی، گانے بجانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر قبر کو جھانکا جس قبر میں یہ لیٹے ہوئے تھے اس میں جھانکا تو یہ کانپنے لگے کیوں کہ حضرت عمرؓ کا رُعب بہت تھا۔ میرے شیخؒ نے سُنایا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جا رہے تھے اور پیچھے صحابہ چل رہے تھے کہ اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا تو سارے صحابہ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ ایسی ہیبت تھی۔ لہٰذا پیر چنگی کانپنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم ڈرو مت۔ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا سلام اور پیغام لایا ہوں۔ تمہیں خدائے تعالیٰ نے سلام کہلایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں تمہارے لیے وظیفہ مقرر کردوں۔ ہر مہینہ تم کو سرکاری خزانہ سے وظیفہ ملتا رہے گا۔ اب تم کوئی فکر مت کرو۔ پیر چنگی نے فوراً پتھر اُٹھایا اور سب سے پہلے سارنگی توڑی اور حضرت عمر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور کہا کہ اے عمر گواہ رہنا میں آج کی تاریخ سے کوئی نافرمانی نہیں کروں گا جو اللہ مجھ جیسے ناپاک، روسیاہ، بدکار اور گانا بجانے والے پر اتنی رحمت کر رہا ہے کہ آپ جیسے خلیفۃ المسلمین کو، ایسی مقدس شخصیت کو جس کے اسلام پر فرشتوں نے خوشیاں منائی تھیں مجھ جیسے نالائق کے پاس بھیج رہا ہے اور سلام کہلوا رہا ہے اور بیت المال سے میرے لیے وظیفہ بھی مقرر کرا دیا میں ایسے اللہ کو کیسے ناراض کروں؟

اس موقع پر میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ مثنوی کا ایک شعر مست ہو کر پڑھا کرتے تھے اور جس انداز سے پڑھتے تھے میں اسی انداز سے آپ کے سامنے پڑھوں گا۔ شیخ کے پڑھنے کا انداز بھی شانِ جذب رکھتا تھا اور شعر بھی شانِ جذب کا ہے جب چنگ بجانے والا ایک فاسق توبہ کر کے ولی اللہ ہو گیا اس وقت حضرت رومی نے یہ شعر پیش کیا ہے۔

پیر چنگی کے بود خاصِ خدا

سُنیے جب حضرت پڑھتے تھے تو اس طرح سے ہاتھ پھیلا لیتے تھے۔

؎ پیر چنگی کے بود خاص خُدا

یہ چنگ بجانے والا کب خُدا کا خاص بندہ ہو سکتا تھا۔

؎ حبذا اے جذب پنہاں حبذا

اے خدا تیرے جذب کی صفت کی کروڑہا کروڑ ہا تعریف کہ آپ نے پوشیدہ طور پر اس کی روح کو جذب کیا۔ جب ہی تو اس نے قبرستان میں آپ کو یاد کیا ورنہ آپ کو کہاں یاد کر سکتا تھا۔ یہ شعر میرے شیخ بڑے مست ہو کر پڑھتے تھے۔ کیسے پڑھتے تھے پھر سُنئے۔

؎ پیر چنگی کے بود خاص خُدا

حبذا اے جذب پنہاں حبذا

سارنگی بجانے والا کب خُدا کا خاص ولی ہو سکتا تھا لیکن اے خُدا بیشمار تعریفیں ہوں تیری صفتِ جذب کی، عجیب شان ہے تیری صفتِ جذب کی کہ جس نے پوشیدہ طور پر اس کو آپ تک پہنچایا۔ جس کو تو چاہے تو سو برس کے کافر کو جذب کر کے فخرِ اولیاء بنا سکتا ہے۔

؎ جوش میں آئے جو دریا رحم کا

گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

اگر خدا ارادہ کرے اور اپنی رحمت کا دریا بہا دے تو سو برس کا کافر خالی ولی ہی نہیں فخر اولیاء ہو سکتا ہے۔

اب میرے دل میں پھر پچھلے جمعہ کی طرح بریک لگ رہی ہے۔ مولانا رومیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چوں فتاد از روزنِ دل آفتاب

میری مثنوی کے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار ہوچکے مگر میرے دل کی کھڑکی کے سامنے جس آفتاب سے مجھے علم آرہا تھا اللہ کے فیض کا وہ آفتاب غروب ہوگیا۔

ختم شد واللہ اعلم بالصواب

تو میری مثنوی ختم ہورہی ہے۔ بس میری تقریر بھی اب ختم ہورہی ہے جذب کا بیان ابھی باقی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ جمعہ کو جذب کے بہت اہم واقعات پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میری زندگی میں اور آپ کی زندگی میں برکت دے، صحت و عافیت کے ساتھ اور اس نیت سے میں یہ حالات پیش کر رہا ہوں کہ میرے اللہ کو ہم نالائقوں پر رحم آجائے کہ یہ ہمارے جذب کی داستان سُنا رہا ہے، میرے جذب کے کمالات بیان کر رہا ہے، میری شانِ جذب کے گیت گا رہا ہے تو کیوں نہ میں اس کو اور اپنے ان بندوں کو صفتِ جذب سے نوازش کردوں۔

دُعا

اب دُعا کیجئے، اللہ جن بندوں کے تذکرے ہُوئے اپنی رحمت سے آپ نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچایا۔ ہم گنہگاروں کو بھی جذب فرمالے۔ ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو بھی جذب فرمالے۔ اختر کو اور اس کے گھر والوں کو، آپکو اور آپکے گھر والوں کو یا اللہ اپنی صفت جذب سے ہم سب کو جذب فرمالے تاکہ ہمیں پھر کوئی

کھینچ نہ سکے۔ اے خدا ہمارے قلب وجاں کو اپنی ذات پاک کے ساتھ اس طرح چپکا لیجئے جیسے ماں چھوٹے بچے کو چپکا لیتی ہے اور اس پر دوپٹہ بھی ڈال دیتی ہے اور ٹھوڑی اسکے سر پر رکھ دیتی ہے اور محبت سے اس کو دبا لیتی ہے۔ اے خدا ہمارے قلب وجاں کو اپنی ذاتِ پاک کے ساتھ اس طرح چپکا لیجئے کہ ہماری روح آپ سے ایسی چپک جائے کہ حُسن کی دُنیا، مال ودولت کی دُنیا، تکبر وعزت کی دُنیا، پُوری دُنیا ہمیں آپ سے ایک اعشاریہ نہ کھینچ سکے، ایک بال کے برابر کوئی ہمیں آپ سے الگ نہ کر سکے۔ بس اپنی رحمت سے ہماری اس دُعا کو قبول فرما لیجئے یا اللہ ہمارے قلب وجان کو اپنی ذاتِ پاک کے ساتھ چپکا لیجئے، جذب فرما لیجئے آپ کے جذب کے بعد پھر کسی کی طاقت نہیں جو ہمیں آپ سے کھینچ سکے۔ ماں سے بچے چھینے جا سکتے ہیں کیوں کہ ماں کمزور پڑ سکتی ہے۔ اگر کوئی تگڑا غنڈہ آجائے تو ماں سے اس کا بچہ چھین سکتا ہے چاہے کتنا ہی جذب کیے ہو۔ کتنا ہی دبائے ہوئے ہو لیکن کوئی زیادہ طاقت والا غنڈہ ماں کو دو طمانچہ مار کر بچہ چھین سکتا ہے لیکن اے خُدا آپ جس کو اپنی رحمت کی گود میں چھپا لیں، اپنا تحفظ عطا فرما دیں، اپنی حفاظت مقدر فرما دیں تو اس کو کوئی شیطان، کوئی نفس، کوئی گمراہ کن ایجنسی کسی قسم کے نمکیں اور حسین، نہ حسین عورتیں نہ حسین لڑکے اس کو اے خُدا آپ سے ایک اعشاریہ الگ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اختر آپ سے اپنے دردِ دل کے ساتھ اور قلب وجاں کے ساتھ اور نہایت ہی عاجزانہ الحاح اور گڑگڑا کر یہ دُعا کرتا ہے کہ اے خُدا جانِ اختر کو بھی جذب فرما لے جانِ مظہر کو بھی، جانِ منظر کو بھی، میرا خاندان مختصر سا ہے اے خدا ہم سب کو جذب فرما لے

مع ہمارے بال بچوں کے اور جو میرے دوست احباب یہاں ہیں اور جو آپ حضرات یہاں تشریف لائے ہیں اور جو عورتیں یہاں آئی ہیں ان سب کو بھی اور ان کے گھر والوں کو بھی اپنی رحمت سے جذب فرمالے اور اس طرح اپنا بنالے کہ ہم یہ کہہ سکیں۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

ہمیں ایسا جذب فرمائیے کہ ہم اس شعر کو پڑھ کر مست رہیں اور اے اللہ ہم سب کو صحت و عافیت بھی عطا کر دے۔ ہم میں سے جو بیمار ہیں اختر ہو یا کوئی اور جس کو جو بیماری ہو اے اللہ اس کو شفائے عاجلہ کاملہ مستمرہ عطا فرما۔ جس کو جس گناہ کی عادت ہو، جو روحانی بیماری ہو اس کو اس روحانی بیماری سے شفا عطا فرما اور گناہوں سے حفاظت مقدر فرما دے۔ جس کو جو جائز حاجت ہو، پورا فرما دے، بیٹی کا رشتہ نہ مل رہا ہو، اس کو رشتہ عطا فرما دے۔ جو شوہر ظالم ہو اس کو توفیق دے دے کہ وہ اپنی بیوی کو نہ ستائے جو بیویاں ظالم ہوں ان کو توفیق دے دے کہ اپنے شوہروں کو نہ ستائیں۔ یا رب العالمین غفلت سے ہم جو اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں، اپنی عزت و آبرو کا گناہوں کے خبیث مقامات کے عوض سودا کر رہے ہیں، اے خدا ہم سب کو جملہ نافرمانیوں سے حفاظت نصیب فرما، ایمان پر خاتمہ مقدر فرما۔ سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ زندگی نصیب فرما اور سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دُنیا سے اٹھا اور ایمان پر خاتمہ کے بعد میدان محشر میں بے حساب مغفرت فرما کر جنت میں اس طرح اکٹھا فرما دے جیسے کہ یا اللہ ہم سب آپ کے نام پر جمع ہیں۔

اس اجتماع میں زبان کا سوال نہیں، کتنے سندھ کے ہیں کتنے پنجاب کے ہیں یا اللہ نہ یہاں کوئی وطنیت ہے نہ لسانیت ہے، صرف آپ کی محبت کے نام پر یہ اجتماع ہے۔ اپنے نام کے صدقے، اپنی عزت کے صدقے، اپنی عظمت کے صدقے اس اجتماع کو قبول فرما۔ اس اجتماع کو بعینہٖ جنت میں اکٹھا کر دے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَلِیْکٌ مُّقْتَدِرٌ مَا تَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ یَّکُوْنُ اَسْعِدْنَا فِی الدَّارَیْنِ وَکُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا وَاَعِذْنَا مِنْ ھَمِّ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ہمیں نقشِ قدم اشرف علی ملحوظ رکھنا ہے
وہ جو فرما گئے ہیں بس اُسے محفوظ رکھنا ہے

حضرت شاہ عبدالغنی
پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ

یہ نگاہِ حضرتِ تھانوی کا اثر ہے اسعدِ بےنوا
نظر آرہی ہیں حقیقتیں تجھے اس جہانِ مجاز میں

مولانا اسعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
مظاہر علوم سہارنپور

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلیاتِ جذب

حصہ سوم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۹۸۱۱۲ ۴۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ——————— تجلیاتِ جذب حصہ سوم

واعظ ——— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع، مُرتب ——————— سیّد عشرت جمیل میر

کتابت ——————— محمد علی ناہد

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۳۶۸۱۱۲ ۳۹۹۲۱۷۶

فہرست

عرضِ مرتب ــــــــ ۱
تجلیاتِ جذب ــــــــ ۳
اللہ تعالیٰ کے نام عزیز کے معنی ــــــــ ۳
کریم کی تعریف ــــــــ ۴
حصولِ رحمت کا ذریعہ گریہ وزاری ہے ــــــــ ۵
پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانہ کا واقعہ ــــــــ ۶
لبیک یا عبدی ــــــــ ۹
جذب سے متعلق ایک لطیفہ ــــــــ ۱۰
اثرِ جذب کو قلب و جاں محسوس کرتے ہیں ــــــــ ۱۰
اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ ــــــــ ۱۱
ماکسبوا کی تفسیر ــــــــ ۱۲
ورفعنا لک ذکرک کی تفسیر ــــــــ ۱۴
شہادت باطنی ــــــــ ۱۴
حضرت فضیل ابن عیاض کا واقعہ جذب ــــــــ ۱۶
مثنوی میں نصوح کے جذب کا واقعہ ــــــــ ۱۸
ذلت دائمی گناہ کا دنیوی عذاب ــــــــ ۲۳

ترکِ معاصی دلیلِ رحمت اور معصیت ذریعۂ شقاوت ______ ۲۴
سگریٹ مجموعۂ سگ ریٹ ہے ______ ۲۶
نصوح ولی اللہ ہو گیا ______ ۲۷
حضرت بشر حافی کا واقعۂ جذب ______ ۲۸
اللہ تعالیٰ کی قدر دانی و بندہ نوازی ______ ۲۹
حسینوں کی بے وفائی ______ ۲۹
امام احمد بن حنبل کی نظر میں اہل اللہ کی عظمت ______ ۲۹
ولایت کے تمام دروازے کھلے ہوتے ہیں ______ ۳۰
ایک شرابی رئیس زادہ کے جذب کا واقعہ ______ ۳۱
تو اللہ کو بھولا ہوا تھا لیکن اللہ نے تجھے نظر انداز نہیں کیا ______ ۳۳

عارفانہ کلام

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جاں بازی عشق

جان دے دی میں نے ان کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مرتب

پیش نظر وعظ تجلیاتِ جذب عارف باللہ مرشدنا ومولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا وہ عظیم الشان وعظ ہے جو حضرت والا دامت فیوضہم نے مسجد اشرف گلشن اقبال کی محراب سے بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح سالکین طریق کے ہفتہ واری اجتماع میں مسلسل چار جمعہ بیان فرمایا جس کے پہلے دو حصے حصہ اوّل مورخہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۹۳ء اور حصہ دوم مورخہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۹۳ء کافی عرصہ پہلے شایع ہو چکے ہیں۔ آخری دو حصے (سوم وچہارم) حصہ سوم مورخہ ۲ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۹۳ء اور حصہ چہارم مورخہ ۹ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۹۳ء شایع ہونے سے رہ گئے تھے جو الحمد للہ تعالیٰ اب شایع کیے جارہے ہیں۔

حضرت والا نے اس وعظ میں قرآن پاک کی آیت اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ سے حق تعالیٰ کی صفت جذب کی تفسیر وتشریح فرماتے ہوئے ان بندوں کے حالات بیان فرمائے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا، ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ سے بالکل غافل اور دُور تھے کہ اچانک ان پر صفت جذب کا ظہور ہوا اور وہ ولی اللہ ہو گئے جو اس وعظ کو پڑھے گا خواہ کتنا ہی غافل اور گنہگار مایوس وپسماندہ ومردہ دل ہو ان شاء اللہ تعالیٰ رگ رگ میں حق تعالیٰ کی رحمت سے امیدوں کی ایک حیات تازہ محسوس کرے گا ایک ایک لفظ میں جذب حق کی ایک برقی رو دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

آخر میں حضرت والا دامت برکاتہم نے حدیث پاک اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ سے ثابت فرمایا کہ تجلیات جذب کا زمانہ یہی دنیا کے شب و روز ہیں جس کو یہ تجلی مل گئی فَلَا تَشْقَوْنَ بَعْدَھَا اَبَدًا اس کے بعد وہ شقی و بدبخت نہیں رہ سکتا اور بخاری شریف کی حدیث ھُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ سے ثابت فرمایا کہ ان تجلیات کا مکان اہل اللہ کی مجالس ہیں جہاں یہ تجلیاتِ مقربات نازل ہوتی ہیں اور یہ علمِ عظیم اہل علم کے لیے قابلِ وجد ہے اور اس بارے میں مختلف ممالک کے اہل علم حضرات کا تاثر یہ ہے کہ حضرت والا نے تصوف کو اس طرح مدلل بالقرآن والحدیث فرمایا ہے کہ تصوف کے عین قرآن و حدیث ہونے میں گنجائشِ انکار باقی نہیں رہی۔

فالحمد للہ تعالیٰ علی ذالک واطال اللہ بقاء مرشدی دادام اللہ برکاتہ الی یوم القیامۃ

وعظ کے چاروں حصوں کو برادرِ عزیز مکرمی جناب سہیل احمد صاحب انجینئر، مجازِ بیعت حضرت مرشدی دامت برکاتہم نے ٹیپ سے نقل فرمایا اور احقر راقم الحروف نے اس کو مرتب کیا، عناوین و حوالہ جاتِ کتب درج کیے اور اس کا نام تجلیاتِ جذب تجویز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائیں اور حضرت مرشدی دامت برکاتہم اور جملہ معاونین کے لیے صدقۂ جاریہ اور ذریعۂ نجات بناویں۔ آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

مرتب: احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ

خادم: حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

تجلیات جذب

حصہ سوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَہْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ (پ۲۵ شوریٰ)

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ یہ تیسرا جمعہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی ایک صفت کا بیان ہو رہا ہے جس کا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو محنت کرتے ہیں ان کو بھی اللہ اپنا بنا لیتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں جس کو چاہتا ہوں اور میری مشیّت اور میرا فیصلہ اور میرا ارادہ جس بندے کے متعلق یہ ہو جاتے کہ میں اس کو اپنا ولی بنالوں ساری دُنیا کی طاقت میرے راستہ میں اس کے رواں دواں ہونے میں اور اس کے ارتقا میں حائل نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ”عزیز“ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام عزیز کے معنی

عزیز اللہ کا ایک نام ہے۔ عزیز کا ترجمہ مفسرین اور محدثین نے کیا ہے۔ اَلْقَادِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ جو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہو۔ وَلَا یُعْجِزُہٗ شَیْءٌ فِیْ اِسْتِعْمَالِ قُدْرَتِہٖ نکرہ تحت النفی ہے یعنی کوئی طاقت اللہ کے ارادہ میں اور استعمالِ قدرت میں حائل نہ ہو سکے، نہ کوئی روڑا اٹکا سکے۔ بس اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہماری ہدایت کا اور ہمیں اپنا ولی بنانے کا ارادہ فرمالیں ان شاء اللہ کام بن گیا۔

کیونکہ حق تعالیٰ کے ارادہ میں اور مراد میں کوئی تخلف ناممکن اور محال ہے۔ جس چیز کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اس کے ارادہ پر مراد کا ترتب لازم ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی بات کا ارادہ فرمائیں اور ان کی مراد میں تخلف واقع ہو جائے لہٰذا اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنی اس صفت سے آگاہ فرمایا۔ یہ دلیل ہے کہ وہ ہم کو دینا چاہتے ہیں۔ اگر ابا چاہتا ہے کہ یہ خزانہ بچوں کو نہ دوں تو بچوں کو بتاتا بھی نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ پاک نے اپنے خزانے بتائے ہیں وہ ہمیں دینے کے لیے ہیں اور اگر سارے عالم کے ایک ایک فرد کو اللہ تعالیٰ اپنا ولی بنالے تو اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ کریم ہے۔

کریم کی تعریف

کریم کی دو صفت پیش کرتا ہوں ایک یہ کہ جو نالائقوں پر مہربانی کردے لہٰذا اس مجمع میں کوئی اپنی نااہلیت اور نالائقیت کی وجہ سے مایوس نہ ہو کیونکہ ہمارا اور آپ کا پالا کریم مالک سے ہے اور کریم کی تعریف محدثین نے یہ کی ہے اَلْکَرِیْمُ ھُوَالَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ کریم وہ ہے جو بلا حق بلا قابلیت بلا اہلیت عطا کردے اور دوسری یہ کہ وَلَا یَخَافُ نَفَادَھَا عِنْدَہٗ جو اپنے خزانے کے ختم ہونے کا اندیشہ نہ کرے لہٰذا سارے عالم کو اگر اللہ تعالیٰ ولی بنالیں تو اللہ کے خزانہ کرم میں ایک ذرہ کمی نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت میں ایک ذرہ اضافہ بھی نہ ہوگا۔ اگر ساری دنیا شیطان ہوجاتے اور کفر میں مبتلا ہوجاتے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو ایک ذرہ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہمارے سجدوں سے ہمیں عزت ملتی ہے۔ ہمارے سُبحان اللہ سے ہم پاک ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ تو پاک ہیں ہی لیکن جو اُن کی پاکی بیان کرتا ہے، سُبحان اللہ، سُبحان اللہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی پاکی اور تسبیح

بیان کرنے کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ اس کو پاک کر دیتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎ من نہ گردم پاک از تسبیح شاں

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے دنیا والو! میں تمہارے سُبحان اللہ کہنے سے پاک نہیں ہوتا، میں تو پاک ہی ہوں لیکن جب تم سُبحان اللہ کہتے ہو اور میری پاکی بیان کرتے ہو تو اس کے صدقے میں ہم تم کو پاک کر دیتے ہیں ؎

پاک ہم ایشاں شوند و درفشاں

جو سبحان اللہ کہتے ہیں وہ پاک ہوتے ہیں، ہم تو پاک ہیں ہی تمہارے پاک کہنے سے ہم پاک ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کا کیا کہنا ہے!

حصولِ رحمت کا ذریعہ گریہ وزاری ہے

اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ اس خزانہ کو ہم سب مانگتے رہیں کہ اے خدا ہم نے اپنے دست و بازو کو بہت آزما لیا، ہم نے اپنے ارادوں کی طاقت کو آزما لیا، بارہا توبہ کی بارہا توبہ شکنی کی۔ ہمارے عزم کی رُسوائیاں آپ کی عظمت اور برتری کی دلیل ہیں ؎

تیری ہزار رفعتیں تیری ہزار برتری
میری ہر اک شکست میں میرے ہر اک قصور میں

کیونکہ جب بندہ دیکھتا ہے کہ پکا ارادہ کرتا ہوں پھر بھی توبہ ٹوٹ جاتی ہے لہٰذا سوائے آہ وزاری کے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس لیے مولانا رومی نے نصیحت فرمائی کہ

زور را بگذار و زاری را بگیر

اے لوگو! طاقت سے اللہ تک نہیں پہنچو گے۔ زاری اختیار کرو۔

رحم سوئے زاری آید اے فقیر

اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے جب بندہ روتا ہے، جب بچہ روتا ہے ماں کی چھاتی سے دودھ اترتا ہے ؎

چونہ گرید طفل کے جوشد لبن

جب تک بچہ نہیں روتا ماں کی چھاتی سے دودھ نہیں اترتا۔ ماں کی چھاتی میں خون بھرا ہوتا ہے۔ جب پیدا ہو کر بچہ نے رونا شروع کیا تو وہی خون فوراً دودھ سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش سے ایک سیکنڈ پہلے ساری چھاتی خون سے بھری ہوئی ہے اور جیسے ہی بچہ پیدا ہوا اور رویا اس کے رونے میں کیا کرامت اللہ نے رکھی ہے کہ اسی وقت ماں کا سارا خون جو چھاتیوں میں ہے دودھ سے تبدیل اور متبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کی یہی شان ہے۔ ایک نافرمان ہے، صفتِ غضب کے تحت ہے لیکن ذرا سا رویا کہ مالک مجھ کو معاف کر دیجئے۔ مجھ سے خطا ہوئی اسی وقت حق تعالےٰ کی صفتِ غضب صفتِ رحمت سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ ابھی تو سزا کا مستحق تھا اب عطا کا مستحق ہو گیا۔ مستحق سزا پر عطائیں اور رحمتیں نازل ہو رہی ہیں ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

جب اللہ کی رحمت کے دریا میں جوش آتا ہے تو سو برس کا کافر فخرِ اولیاء بن جاتا ہے۔

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانہ کا واقعہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ ہے دو بجے رات کو حکم ہوا کہ بغداد سے موصل جاؤ وہاں

سے موصل پہنچے ایک ابدال کا انتقال ہو رہا تھا، سارے ابدال جمع تھے۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اپنے زمانہ کے غوث تھے۔ علماء اور محدثین نے لکھا ہے کہ غوث کو روزانہ اللہ تعالیٰ سے ایک وقت خاص قرب کا عطا ہوتا ہے کہ پوری دُنیا میں ایسا قرب کسی کو نہیں عطا ہوتا۔ جب شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا وہ وقت آیا کہ جس وقت روئے زمین پر اتنا مقرب کوئی نہیں تھا، اس وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یہ جو ابدال انتقال کر گیا اب دوسرا ابدال کہاں سے لاؤں، اب کس کو آپ اس کرسی پر بٹھانا چاہتے ہیں..... اور ابدال کون ہیں؟ اس پر ایک واقعہ یاد آگیا۔ ایک گاؤں کے آدمی نے کہا کہ میں ابدال ہو گیا ہوں حالانکہ جو اصلی ابدال ہوتا ہے وہ اپنے کو جتاتا نہیں ہے۔ یہ تعلّی تھا اس لیے جب حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی گئی کہ ایک گاؤں میں ایک شخص کہتا ہے کہ میں ابدال ہو گیا ہوں تو فرمایا کہ یہ ظاہر کرنے والا اور اکڑنے والا ابدال ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں پہلے گوشت تھا اب دال ہو گیا ہے یعنی تکبر کی نحوست سے اب دال ہو گیا یعنی اس کا درجہ گر گیا۔

تو پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ آپ جائیے ایک بستی ہے اور وہاں ایک عیسائی ایک گرجا گھر میں اپنے عیسائی مذہب پر ذوالنار پہنے ہوئے مشغولِ عبادت ہے آپ جائیے اور اس سے کہئے ذوالنار توڑ ذوالنور بن۔ ذوالنار توڑ دے اور کلمہ پڑھ اور اس کو ابدال کی کرسی پر بٹھا دیجئے۔ اس بڑے ولی اللہ کے درجہ پر اس کو بٹھا دو جو ابھی حالت کفر میں ہے ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبرِ صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

اللہ کی رحمت کے دریا میں جب جوش آتا ہے تو سو برس کے کافر کو فخرِ اولیاء بنا رہے ہیں۔ بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو گرجا گھر میں جا کر پکڑا اور فرمایا جلدی توبہ کر عیسائی مذہب سے۔ اب اسلام کے سوائے کوئی مذہب قبول نہیں۔ اللہ کے نزدیک اسلام ہی مقبول دین ہے۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (پ ۳ آلِ عمران) اسلام کے سوا اگر کوئی عیسائیت، یہودیت، ہندویت یا کوئی بھی مذہب اختیار کرے گا، اللہ کے یہاں اس کی قبولیت کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ وہ دین مردود ہے جو اسلام کے علاوہ ہو۔ جلد عیسائیت سے توبہ کر اور ذوالنار توڑ دے۔ اس نے فوراً توڑ دیا۔ یہ اس نے اتنی جلدی ہدایت کیوں قبول کر لی؟ اللہ میاں نے پہلے ہی اس کا کام بنا دیا تھا اور اس کے دل کو ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت عطا فرما دی تھی۔ پھر اس نے کہا کہ اب کیا پڑھوں؟ فرمایا پڑھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا فرض ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو پیغمبر ماننا بھی ضروری ہے، ہمارے ذمہ ہر نبی کو نبی ماننا فرض ہے، کسی نبی کی توہین حرام اور کفر ہے لیکن تعمیلِ احکامِ نبوت اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چلے گی۔ قیامت تک اب ان کی شریعت ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری نبی نہیں مانے گا وہ کافر اور مردود ہو جائے گا۔ لہٰذا اس نے کلمہ پڑھا اور کہا کہ اب کیا کروں؟ فرمایا اب کرنا کیا ہے چل ایک ابدال کا انتقال ہو گیا ہے اس کی کرسی پہ جا کے بیٹھ جا ؎

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

لبیک یا عبدی

شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک ہندو ایک بُت کے سامنے کہتا تھا صنم صنم صنم۔ ایک دن غلطی سے نکل گیا صمد۔ بس فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ لے میرے بندے میں حاضر ہوں۔ اس نے ڈنڈا اُٹھایا اور اپنے بتوں کے سر پر دے مارا اور کہا ظالمو! نوّے سال سے تمہارا نام لے رہا ہوں اور تم نے کوئی جواب نہیں دیا، آج غلطی سے مسلمانوں کے خدا کا نام یا صمد نکل گیا تو اللہ تعالیٰ نے لبیک فرمایا، وہاں سے جواب آگیا۔ یہ کیا بات ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت ہے یہی جذب ہے یہ سب جذب کے قصے اس لیے سُنا رہا ہوں تاکہ حق تعالیٰ کی رحمت ہم لوگوں پر بصورتِ جذب نازل ہو جاتے اور ہمارے دل و جان جذب ہو جائیں کیونکہ ہم نے اپنے دست و بازو کو آزما لیا ہے، کتنی توبہ کرکے توڑ چکے ہیں؟ ہرن کا شکار کرنے نکلے تھے لیکن افسوس کہ جنگلی سوٴر کے منہ میں یعنی نفس کی بری خواہشات کے منہ میں جکڑے ہوئے ہیں اور ذلت و خواری کے ساتھ پسے جا رہے ہیں، نکلنا چاہتے ہیں نکل نہیں پاتے اس لیے دوستو آخر میں یہی معاملہ کرو جو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی کہ ؎

غالبی بر جاذباں اے مشتری

اے میرے خریدنے والے آپ ساری دُنیا کے حسینوں کے جذب پر مال و دولت کے جذب پر الیکشن وزارتِ عظمیٰ کے جذب پر آپ سب پر غالب ہیں آپ جس کو اپنا بنانا چاہیں گے پھر اس کو کوئی اپنی طرف نہیں کھینچ سکتا ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہیں کا ہوا جا رہا ہوں

جذب کے متعلق ایک لطیفہ

بس اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو اپنا یہ جذب نصیب فرمائیں لیکن بعض لوگ جذب کے معنی نہیں سمجھتے۔ ایک دیہاتی تھا وہ روزانہ یہی کہتا تھا یا اللہ مجھ کو جذب کر لے، ایک مسخرے مذاق آدمی نے سُنا تو یہ کیا کہ جس درخت کے نیچے وہ دُعا مانگتا تھا کہ یا اللہ مجھے کھینچ لے اسی پیڑ پر رسی لے کر بیٹھ گیا۔ بے چارہ بھولا بھالا آدمی جب اس نے کہا کہ اے خدا مجھے جذب کر لے تو اس نے رسی لٹکا دی اور عجیب وغریب آواز میں کہا کہ اے شخص تیری دُعائیں نے قبول کر لی۔ اس رسی میں اپنی گردن باندھ لے آج میں تجھ کو جذب کرتا ہوں اس نے جلدی سے خوشی میں باندھ لیا کہ اب تو راستہ طے ہو جائے گا لیکن جب اس نے رسی کو کھینچا تو گردن دبنے لگی آنکھیں باہر اُبلنے لگیں تو اس نے کہا اے اللہ میں تیرے جذب سے باز آیا مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ کے کھینچنے میں اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ آنکھیں بھی نکلی آرہی ہیں گردن دبی جارہی ہے میں تو مر ہی جاؤں گا۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ مجھ کو سالک ہی رہنے دیجئے، مجھ کو جذب نہ کیجئے۔ کھینچنے والے کو ہنسی آگئی اور اس نے رسی چھوڑ دی۔ وہ گردن سے رسی کھول کر بھاگا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ اتنا ڈر گیا کہ اس کے بعد اس درخت کی طرف دیکھتا بھی نہیں تھا کہ کہیں پھر اللہ تعالیٰ جذب نہ کر لیں۔

اثرِ جذب کو قلب و جاں محسوس کرتے ہیں

لیکن یہ نادانی ہے اللہ تعالیٰ کو رسی کی ضرورت نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو جذب کرتا ہے تو اس کے قلب وجاں اس جذب کو محسوس کرتے ہیں ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

جب اللہ تعالیٰ جذب فرماتا ہے تو قلب و جاں محسوس کرتے ہیں کہ کوئی ہم کو یاد کر رہا ہے، کوئی ہمیں مسجد کی طرف بلا رہا ہے، کوئی ہمیں اللہ والوں کے پاس جانے کی توفیق دے رہا ہے، گناہوں سے نفرت اور کراہت کے مضامین دل میں آرہے ہیں کہ چند دن میں یہ سارے حسین، لڑکا ہے تو بڈھا ہو جائے گا لڑکی ہے تو بڈھی ہو جائے گی۔ اس کا مراقبہ اس کو ایسا قوی دے دیتے ہیں کہ ان چیزوں سے دل لگانا وہ اپنی حماقت اور اپنی نادانی اور اپنے وقت کو ضایع کرنا سمجھتا ہے۔ وہ خوب سمجھ جاتا ہے کہ یہ آنکھیں اور یہ گال ہمیں گندے مقامات کی طرف لے جاتے ہیں۔ ابلیس شیطان مردود دھوکہ باز بزنس مین ہے گال اور آنکھیں دکھا کر اچھا سودا دکھا کر خبیث اور گندے مقامات پر آبرو ریش مبارک کی پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ان چیزوں کی بُرائی کو یقین کے ساتھ ڈال دیتا ہے۔ ہر وقت اس کو جذب میں رکھتے ہیں، وہ کہاں جا سکتا ہے جس کو خدا کھینچے ہوئے ہو۔

اب جذب کے واقعات سُناتا ہوں۔ میں نے سوچا تھا کہ آج اس مضمون کو ختم کر دوں گا لیکن میری کوئی ضمانت نہیں ہے کیونکہ زبان تابع ہے رحمٰن کے، عبد کی زبان تابعِ رحمٰن ہے۔ دیکھتا ہوں کہ کہاں تک گاڑی چلتی ہے جتنے اسٹیشن آسکیں گے آسکیں گے ورنہ پھر انشاء اللہ آئندہ۔

حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

کو اس لیے میں ترجیح دے رہا ہوں کہ یہ بادشاہ تارکِ سلطنت تھے اور ان کا تذکرہ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں کیا ہے تو جن کے تذکرے تفسیروں میں آرہے ہوں بقول شاعر کہ ؎

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

ان کو ترجیح کیسے نہ دوں۔ جو اللہ پر مرتا ہے تو جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اس کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ آپ بتائیے دنیا کے کتنے بادشاہ قبروں میں سوئے ہوئے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ایک سلطان ابراہیم ابن ادھم ہیں جن کو علامہ آلوسی اپنی تفسیر پارہ ۴ کی ایک آیت کی تفسیر میں پیش کر رہے ہیں۔

ماکسبوا کی تفسیر

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کی نحوست سے شیطان اس کے دل پر اپنا اڈہ جما لیتا ہے کیونکہ گناہ سے اندھیرا پیدا ہوتا ہے چمگادڑ اندھیرے میں رہتا ہے شیطان کس چمگادڑ سے کم ہے وہ بھی اندھیرے دل میں فوراً اپنا مرکز وہیڈ کوارٹر بنا لیتا ہے۔ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ ہر وقت شیطان اس کو پھسلاتا رہتا ہے۔ ایک گناہ سینکڑوں گناہ کا ذریعہ بنتا ہے

بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا شیطان کو کوئی قدرت اللہ نے اپنے خاص بندوں پر نہیں دی لیکن۔ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اپنے بُرے کرتوت کی وجہ سے شیطان کے قبضہ میں آجاتا ہے کیونکہ جب کوئی بچہ نافرمانی کر کے اپنے ابا سے دُور ہوتا ہے تو غنڈے بدمعاش اس کو قابو میں لے آتے ہیں ورنہ اگر کوئی شخص مضبوطی کے ساتھ اللہ سے وابستہ ہو تو شیطان کی کوئی طاقت نہیں کہ اس کو اپنے قابو میں لاسکے

ایک معمولی بچہ اگر اپنے ابا کی گود میں ہو تو ہے کسی کی مجال جو باپ سے چھین لے۔ باپ جان دے دے گا مگر بچے کو نہیں چھوڑے گا۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے تو کیسے کوئی ظالم غنڈہ اسے چھین سکتا ہے۔ لہٰذا علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جب دل میں اندھیرے چھا گئے اور شیطان نے اسے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا تو پھر اسے بھگانے کا کیا طریقہ ہے؟ فرماتے ہیں کہ اندھیرے کو نور سے بدل دیجئے شیطان روشنی میں نہیں رہتا لہٰذا جلدی سے توبہ کر لو۔ اللہ سے معافی مانگ لو کیونکہ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا مَجَالَ لَهٗ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے دل پر وہ اسی وقت طاقت سے قبضہ جماتا ہے جب کہ وہ گناہوں سے اندھیرا پیدا کرلیں اور جب ندامت اور شرمندگی ہو جائے، توبہ کرلے تو اس کے انوار سے پھر دل میں اجالا ہو جاتا ہے اور اجالا دیکھ کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔ چمگادڑ کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ سورج سے آنکھ ملا سکے ظلمت پرست ہے، شیطان بھی ظلمت پرست ہے بھاگ جاتا ہے وہاں سے اِذَا اسْتَنَارَتِ الْقُلُوْبُ بِاَنْوَارِ التَّوْبَةِ وَالنَّدَامَةِ نورِ تقویٰ سے اور نورِ توبہ سے جب روشنی دل میں آئی جب قلوب مستنیر ہو گئے تو شیطان کی طاقت ختم ہو گئی اور وہ وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد پھر علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی جلد ۴ میں حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم کا واقعہ بیان کیا ہے۔ میں اش اش کر گیا کہ واہ رے خدا کے عاشق ایک سلطنت کیا چھوڑی کہ سلطنت دائمی مل گئی کہ ان کا تذکرہ تفسیروں میں آرہا ہے۔

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

ورفعنالک ذکرک کی تفسیر

جب یہ آیت نازل ہوئی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اللہ نے آپ کا نام بلند کر دیا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اس کی تفسیر کیا ہے، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے فرمایا کہ فَإِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میرا نام لیا جائے گا تو میرے ساتھ آپکا نام بھی لیا جائے گا۔ اگر کوئی ساری زندگی لا الٰہ الا اللہ پڑھے گا اور (آپ کا نام) محمد رسول اللہ نہیں پڑھے گا تو کافر رہے گا۔ اُسے جہنم میں ڈال دوں گا۔ مجھے آپ اتنے زیادہ محبوب ہیں کہ آپ کے بغیر کوئی لاکھ میری پوجا کرے عبادت کرے ساری زندگی لا الٰہ الا اللہ پڑھتا رہے لیکن اگر محمد رسول اللہ نہیں کہے گا تو اس کو دوزخ میں ڈال دوں گا یہ ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ نے بھی بیان القرآن میں بحوالہ تفسیر الدر المنثور یہی لکھا ہے اَیْ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میرا نام زمین پر لیا جائے گا تو آپ کا نام بھی لیا جائے گا میں نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام لازم کر دیا ہے۔ اذانوں میں بھی جہاں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ہو گا وہیں اشھد ان محمدًا رسول اللہ بھی ہو گا۔

شہادتِ باطنی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو بھی یہ درجہ ملتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کے نبی پاک کی سنت اور شریعت پر انسان جان دیتا ہے ہر وقت دیکھتا ہے کہ سنت کا کیا تقاضا ہے؟ ہر وقت دیکھتا ہے کہ حق تعالےٰ کی شریعت کا کیا حکم ہے؟ اللہ و رسول کی مرضی کے سامنے اپنے نفس کو کچل کر رکھ دیتا ہے تو اس کا نام بھی اللہ و رسول سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ

ترے حکم کی تیغ سے مَیں ہوں بسمل
شہادت نہیں میری ممنونِ خنجر

کافروں کی تلوار سے تو بہت سے لوگ قتل نہیں ہوتے لیکن اللہ کے حکم کی تلوار سے ہر وقت قتل ہوتے ہیں، یہ بھی قیامت کے دن شہداء کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ بقرہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو لوگ اپنے نفس کی بُری بُری خواہشوں کو کچل رہے ہیں اور گندی خواہشات پر عمل نہیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کو شہیدوں کا درجہ ملے گا۔ ان کی شہادت باطن میں ہے، انہوں نے بُری خواہش کا خون کیا ہے، یہ خونِ دل کے اندر بہا ہے اور اندر کے خونِ شہادت کو خدا ہی دیکھتا ہے، دُنیا نہیں دیکھتی۔ میدانِ محشر میں ان کا درجہ دیکھنا انشاء اللہ ۔

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

قبر پر لاکھوں من مٹی ڈال دو مگر اللہ والوں کے زخمِ دل جو انہوں نے خدا کو راضی کرنے کے لیے کھائے ہیں قیامت کے دن مثلِ آفتاب چمکیں گے۔

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست

اے دُنیا والو! اے معترضین ! اے بدگمانی کرنے والو! تمہیں تو ایک کانٹا بھی خدا کے راستہ میں نہیں چبھا، تمہیں کیا پتہ ہے جو اللہ والوں کا حال ہے؟

حالِ شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

ان شیروں کا حال تمہیں کیا معلوم جو ہر وقت اپنے سر پر شمشیرِ بلا کھا رہے ہیں، ہر وقت اللہ کے حکم کی تلوار اپنی خواہشات پر چلا رہے ہیں تم کو تو ایک کانٹا بھی کبھی نہیں چبھا، ایک

کانٹا بھی کہیں چبھ گیا تو تم بھاگ نکلے دائرۂ خانقاہ سے اور دائرۂ عشق و محبت سے ؎

اے ترا خارے بپا نہ شکستہ کے دانی کہ چیست

حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

جنھوں نے کانٹا بھی نہیں چبھنے دیا اللہ کے راستے میں وہ ان کا مقام کیا جانیں جو بلاؤں کی تلواریں کھا رہے ہیں۔ افسوس ہے اس مٹی کے تودے پر افسوس ہے اس مٹی کے جسم پر جو وزن میں ڈھائی من ہو لیکن جب خدا کا حکم آجاتا ہے تو ننگ روباہ بن جاتا ہے۔ اپنی باہ کی خاطر ننگ روباہ بن جاتا ہے۔ جو باہ کا تابع ہوتا ہے وہی روباہ بھی ہوتا ہے روباہ معنی لومڑی۔ ایسے شخص کے حال پر جتنا بھی رویا جائے کم ہے اور ایسا شخص جتنا بھی اپنے حال پر روئے کم ہے خون کے آنسو بھی اس کی تلافی نہیں کر سکتے۔ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو خریدا ہے گو بعد میں توبہ سے معافی ہو جائے گی لیکن جب گرہ لگ جاتی ہے اس کے اثرات بہت دن کے بعد جاتے ہیں۔ ہاں توبہ و ندامت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی کرامت اس کو نصیب ہو جائے تو ان شاء اللہ وہ گرہ بھی ختم ہو جائے گی بہت بڑے مالک ہیں وہ بلکہ بعضے مقدسوں سے بھی نادم گنہگاروں کو بڑھا دیتے ہیں۔

حضرت فضیل ابن عیاض کا واقعۂ جذب

اب درمیان میں دوسرا واقعہ یاد آگیا۔ حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ گنہگار تھے، ڈاکہ مارتے تھے۔ ایک گھر میں ڈاکہ مارنے کے لیے اپنے ڈاکوؤں کے گروہ کے ساتھ چار دیواری پر کھڑے تھے کودنے کے لیے اس گھر میں ایک ولی اللہ تلاوت کر رہا تھا، تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا کیا ایمان والوں کے لیے ابھی یہ وقت نہیں آیا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے ڈر جائیں نرم پڑ جائیں، پس چوٹ لگ گئی، وقت آ گیا۔

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

چوٹ لگ گئی، فوراً اُتر آئے کہا کہ اے اللہ میرا دل نرم ہو گیا آپ کی یاد کے لیے وقت آ گیا، بس تمام ڈاکوؤں سے کہا کہ میرے اللہ نے مجھے جذب کر لیا ہے اب میں کسی کا نہیں ہو سکتا ہوں۔

چسکا لگا ہے جام کا شغل ہے صبح و شام کا
اب میں تمہارے کام کا ہم نفسو رہا نہیں

اے ڈاکو! اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا۔ جہاں جہاں ڈاکہ مارا تھا وہاں پیسے واپس کیے اور جہاں نہیں کر سکے پیر پکڑ کر روئے کہ ہم کو معاف کر دو قیامت کے دن نہ پکڑنا۔ آج اتنے بڑے ولی اللہ ہوئے کہ مناجات مقبول میں ہمارے چاروں سلسلوں کے اولیاء اللہ کا جو شجرہ ہے اس میں ان کا نام آتا ہے آج ان کے وسیلہ سے دُعائیں مانگی جاتی ہیں ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جان جاں پھر جان جاناں کر دیا

کہاں سے کہاں پہنچا دیا، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا کرم۔ اب دوسرا واقعہ سُنئے۔

مثنوی میں نصوح کے جذب کا واقعہ

ایک شخص تھا، نصوح نام تھا اس کا۔ میں سلطان ابراہیم ابن ادھم کے واقعہ کا آغاز کرکے اب اس میں دوسرے قصے داخل کر رہا ہوں۔ یہ ہے ہمارے پیر و مرشد مولانا رومی کا طرزِ بیان۔ دیکھئے یہ ہمارے بچپن کے پیر و مرشد ہیں میں بالغ بھی نہیں ہوا تھا جب ہی سے مثنوی مولانا روم دیکھ رہا ہوں وہ اثر اور فیضان ان کا آرہا ہے تو میں کیسے ترتیب سے بیان کرسکتا ہوں؟ مثنوی میں ایک قصہ میں دوسرا، دوسرے میں تیسرا اور پہلا قصہ آخر میں پچاس ورق کے بعد بیان کیا ہے۔ لہٰذا اب حضرت نصوح کا واقعہ سُنئے جو ایک گنہگار زندگی گذار رہے تھے۔ بڑے خوبصورت تھے، گورے چٹے تھے اور آواز بالکل عورتوں کی سی تھی۔ آواز بعضوں کی نرم ہوتی ہے۔ ہوتے مرد ہیں اور بہت وزنی بھی لیکن آواز بالکل ایسی جیسے کوئی ٹیڈی بول رہی ہو۔ ایک صاحب میرے یہاں ہیں انھوں نے جب ٹیلیفون اُٹھایا اور کہا ہیلو تو اس نے کہا کہ بیٹی اپنے ابو کو بلاؤ حالانکہ وہ خان ہے اور بہت تگڑا خان ہے۔ اس نے کہا کہ میں بیٹی نہیں ہوں میں تو بیٹا ہوں۔ آواز ذرا نرم سی ہے۔ تو اس کی آواز عورتوں کی سی تھی اور گال پر بال بالکل نہیں آتے تھے۔ گال تھے فارغ البال، پیدا ہی نہیں ہوتے تھے۔ بس اس نے شہزادیوں کو اور بادشاہ کی بیویوں کو نہلانے دھلانے اور مالش کرنے کی نوکری کرلی۔ برقع اوڑھا کرتا تھا۔ اس میں ذرا بھی مردانہ ضعف اور کمزوری نہیں تھی۔ لہٰذا تمام عورتیں جتنی بیگمات کو نہلاتی دھلاتی تھیں سب سے نمبر ون پاس ہوگیا یہ۔ کیونکہ یہ مرد تھا لہٰذا یہ زیادہ طاقت اور زیادہ قوت اور ساتھ ساتھ اندر کی شہوت کے سبب ایسی مالش کرتا تھا کہ بیگمات نے سب اپنی نوکرانیوں سے کہہ دیا تھا کہ بیبیو تم مالش مت کرو۔ یہ جو بڑی بی بی آئی ہے بس ہم اسی سے

مالش کروائیں گے۔ جنگل وہیں قریب تھا بیگمات کی مالش کرنے کے بعد اس جنگل میں جا کر رویا کرتا تھا کہ اے خدا ایک دن موت آئے گی پھر آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ ادھر توبہ بھی کرتا اور ادھر مالش کا کام پھر کر کے اپنے نفس کو خوب مزہ لینے کا موقع دیتا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اس کا نفس اتنا کافر یعنی اس قدر بدمعاش اور خبیث ہو چکا تھا کہ ادھر توبہ کر کے آتا اور ادھر پھر وہی کام شروع کر دیتا، ہزاروں بار اس نے توبہ توڑ دی لیکن ایک دن اللہ تعالیٰ کے جذب کا وقت آگیا۔ دیکھئے جب جذب کا وقت آتا ہے تو اس کے راستے خود بخود کھلنے لگتے ہیں ؎

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اب جذب کا وقت آگیا، اسی جنگل سے ایک عارف باللہ گذر رہے تھے اسی وقت نصوح کو تقاضا ہوا کہ جنگل چل کر آہ و فغاں کریں اور روئیں اللہ سے۔ دیکھا کہ ایک عارف جا رہے ہیں ؎

رفت پیش عارفے آں زشت کار

وہ بدکار مرد جو عورت بنا ہوا تھا۔

رفت پیش عارفے آں زشت کار

وہ گنہگار ایک عارف باللہ کے پاس پہنچا اور کیا کہا اس نے ؎

در دُعائے خویش مارا یاد دار

اپنی دُعاؤں میں ہم کو بھی یاد رکھیے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں اسی وقت اس اللہ والے نے دُعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے اور ساتوں آسمانوں کو اس کی دعا پار کر گئی۔ جذب کا وقت

آگیا اور اسی وقت اللہ تعالےٰ کا فیصلہ ہو گیا کہ اسے ولی اللہ بنانا ہے۔ اللہ نے اس کو جذب کر لیا اور غیب سے اس کے لیے ایک راستہ نکالا اور ایک انتظام کیا۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

اب جو واپس گیا تو بادشاہ کی جتنی بیبیاں تھیں ان میں سے ایک نوجوان بیوی کا ہار گم ہو گیا اب ہار تلاش کرنے کے لیے اعلان کیا گیا کہ سب نوکرانیوں کے لباس اتار کر تلاشی لی جائے گی سب کو ترتیب وار ننگا کیا جا رہا ہے اور ہار کی تلاشی لی جا رہی ہے اب ان نصوح صاحب کا کیا حال ہوا جب آٹھ دس لڑکیاں رہ گئیں اور اس کی باری آنے والی تھی تو اس کے دل میں اتنا خوف طاری ہوا کہ بس اللہ تعالےٰ سے دُعا شروع کر دی اور رونا شروع کر دیا کہ اے خدا آج اگر میری تلاشی لے لی گئی تو میں مرد ثابت ہو جاؤں گا اور مجھے گردن تک زمین میں گاڑھ کر بادشاہ کتوں سے نچوا دے گا اور مجھے ہلاک کروا دے گا، اتنی سخت سزا دے گا جو میری برداشت سے باہر ہے لہٰذا اس کا مضمون سُنیے جو یہ خدا سے دُعا میں کہہ رہا ہے۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن

اے خدا اس بندہ کو رسوا نہ کیجئے آج ننگی تلاشی ہو رہی ہے آج اگر میں پکڑا جاؤں گا تو بادشاہ مجھے موت سے کم سزا نہیں دے گا۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سرِ من پیدا مکن

اگرچہ میں نالائق و بدکار ہوں لیکن آج میرا راز آپ چھپا دیجئے، پردۂ ستاریت میں مجھ کو پناہ دے دیجئے اگر آپ نے دامنِ ستاریت مجھ پر وا نہیں کیا تو آج میری وہ سزا ہو گی

کہ تاریخ اس کو یاد رکھے گی۔ دوسرے شعر میں اس نے کہا کہ اب میں وعدہ کرتا ہوں اے خدا کہ جان دے دوں گا لیکن آپ کو ناراض نہیں کروں گا ؎

گر مرا ایں بار ستاری کنی

اگر آج آپ نے میری پردہ پوشی کرلی، ستاری کی اور میرا عیب چھپا دیا ؎

توبہ کردم من ز ہر نا کردنی

جتنے گناہ ہیں آج سے میں توبہ کرتا ہوں کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا اور اگلا شعر اس کا مضمون یہ ہے ؎

توبہ کردم حقیقت یا خدا
نشکنم تا جاں شود از تن جدا

اگر آپ نے آج مجھ کو معاف کردیا اور بچا دیا تو میں جان دے دوں گا اے اللہ مگر گناہ نہیں کروں گا۔ ہے کوئی آج ہمارے اس مجمع میں جو آج اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہمت کرلے کہ اے خدا ہم جان آپ پر فدا کردیں گے مگر آپ کو ناراض نہیں کریں گے، نفس کی بات نہیں مانیں گے ؎

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب مرا ناراض ہوتا ہے

اور لذت ملعونہ خبیثہ پر یہ کہیں گے ؎

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

ہے کوئی نصوح کی راہ پر چلنے والا جو آج اس مسجد میں یہ عہد کرے کہ ہم جان دے دیں

گے مگر اے خدا تیرے غضب اور قہر اور ناراضگی والے اعمال نہیں کریں گے نفس دشمن کی بات نہیں مانیں گے۔ کون ہے اس میں جو میرے ساتھ کہے، ہم بھی کہیں آپ بھی کہو کہ اے اللہ آج سے ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم آپ کو ناراض نہیں کریں گے اگرچہ جان چلی جائے۔ گناہ نہ کرنے سے اگر جان بھی چلی جاتے ہم جان دے دیں گے مگر گناہ نہیں کریں گے، آپ کو ناراض نہیں کریں گے اور جان دے کر یہ شعر پڑھیں گے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پھر اس نے کہا ؎

اے عظیم از ما گناہان عظیم

اے اللہ تیری عظمت بہت بڑی ہے اگر حریم کعبہ میں بھی ہم سے گناہ ہو جاتا تو بھی آپ معاف کرنے پر قادر ہیں اور اس جنگل میں مجھ سے جو گناہ ہوئے تو یہ کوئی چیز نہیں، لہٰذا اپنی عظمت کے صدقے میں آپ میرے گناہوں کو معاف کر دیجئے ؎

اے عظیم از ما گناہان عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

حریم کعبہ میں بھی آپ گناہ کبیرہ معاف کر سکتے ہیں۔ میرے گناہ آپ کی عظمتوں کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو رحم آگیا اور اس کو بے ہوش کر دیا۔ اس خوف سے بے ہوش ہو کر گر گیا اور بے ہوشی میں اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت و دوزخ کا معائنہ کرا دیا۔ اتنے میں ایک عورت کے پاس سے اس کا ہار مل گیا اور اعلان ہو گیا کہ ہار مل گیا، ہار مل گیا۔ یہ بے ہوش پڑا ہوا ہے اب ساری بیگمات اس کو پنکھا جھل رہی

ہیں اپنی پیاری خادمہ کو یعنی حضرت خادم کو پنکھا جھل رہی ہیں اور اس کو جب ہوش آیا تو سب نے ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگی کہ ہم لوگوں کی نالائقی معاف کر دو کہ تم کو اتنی تکلیف ہوئی کہ تم بے ہوش ہو گئیں۔ وہ تو عورت ہی سمجھ رہی تھیں لیکن اس نے کہا اے بیبیو میں تمہارے کام کی اب نہیں ہوں میرے ہاتھ پیر سے طاقت خدمت کی اب ختم ہو گئی۔ اس بے ہوشی سے مجھے ایک ضعف آ گیا جس سے ہم تمہاری خدمت کے اب قابل نہیں رہے۔ مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت دوزخ دکھا کر میرے ایمان کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ اب میں نافرمانی کے قابل نہیں رہا اب اگر میں نافرمانی کرنا بھی چاہوں تو مجھ پر اتنی عظمت اور اتنا خوف طاری ہے کہ اب ہمت نہیں کہ میں اللہ کے غضب کو اپنی حرام لذتوں سے خرید سکوں۔ میرا ایک مصرعہ ہے جو اس وقت یاد آیا ؎

لذت عارضی ملی عزت دائمی گئی

ذلت دائمی گناہ کا دنیوی عذاب

گناہ کی لذت عارضی ہوتی ہے لیکن گناہ کی ذلت دائمی ہوتی ہے زندگی بھر لاکھ وہ تہجد پڑھتا رہے حج وعمرہ کرتا رہے لیکن اس ظالم خبیث الطبع اور خبیث العمل کی رسوائیوں کی تلافی نہیں ہو سکتی جب وہ اس کو دیکھے گا جس کے ساتھ اس نے گناہ کیا ہے تو اس کی نگاہوں میں ویسے ہی نظر آئے گا کہ کہاں سے خنزیر اور سؤر خصلت پھر نظر آ گیا۔ معمولی عذاب ہے یہ! حکیم الامت فرماتے ہیں کہ فاعل اور مفعول دونوں ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کی نظر میں ذلیل ہو جاتے ہیں اور فرمایا عشق مجازی، غیر اللہ سے عشق عذابِ الٰہی ہے جس نے دوزخ کو نہ دیکھا ہو وہ غیر اللہ

سے دل لگا کر دوزخ دنیا میں دیکھ لے۔ غیر اللہ سے دل لگانا عذابِ الٰہی ہے اور حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رنگ و روپ اور صورتوں کا عشق جو ہے آخری انجام اس کا نفرت و عداوت ہے جب حُسن بگڑ گیا پھر ایک دوسرے کی خیریت بھی نہیں پوچھتے۔ پہلے تو ایک تل کے بدلہ میں سمرقند و بخارا دے رہے تھے۔ جب حُسن ختم ہو گیا تو معشوق نے کہا کہ آپ تو میرے ایک تل پر سمرقند اور بخارا دے رہے تھے اب ہمیں کیا دیتے ہیں آپ؟ اس نے کہا کہ سمرقند و بخارا تو بڑی چیز ہے اب ایک آلو بخارا بھی نہیں دوں گا کیونکہ تم کو دیکھ کر تو بخار آ رہا ہے، آلو بخارا کہاں سے دوں گا؟

ترکِ معاصی دلیلِ رحمت اور معصیت ذریعہ شقاوت

چند دن کی فانی لذتوں کے لیے اپنے اللہ کو غضب ناک نہ کرو دوستو! اللہ تعالیٰ ہم لوگوں پر رحم کرے بہت بڑی رحمت ہے جو گناہ سے بچ جاتے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استقامت کے لیے دو دعائیں سکھائیں آپ لوگ یاد کر لیجیے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اے اللہ ہم پر وہ رحمت نازل کر دے جس سے گناہ چھوڑنے کی توفیق عطا ہو جاتی ہے۔ اے اللہ وہ رحمت دے دے ہم کو جس سے ہم گناہ چھوڑ دیں آپ کو ناراض کرنے کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ وَلَا تُشْقِنِيْ بِمَعْصِيَتِكَ اور اپنی نافرمانی سے مجھ کو بدنصیب اور بدبخت نہ بنائیے۔ یہ دعا بتا رہی ہے کہ گنہگار انسان سخت خطرے میں ہے اور کسی وقت وہ بدنصیب اور سوئے خاتمہ میں مبتلا اور خدا کے قہر میں گرفتار ہو سکتا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ کیوں استعمال فرماتے؟ اہلِ علم سے پوچھتا ہوں، آپ لوگ پڑھے لکھے ہیں مضمون کیا بتا رہا ہے؟ کہ

اے خدا مجھ کو اپنی نافرمانی سے بدبخت نہ بنا دیجیے۔ معلوم ہوا کہ گناہ میں خاصیت موجود ہے بدبختی اور بدنصیبی کی اگر توبہ نہ کی تو کتنے لوگ بصورت یا یزید زنگ یزید ہو کر مر گئے، وہیں دھر لیے گئے، فرشتوں نے عذاب میں انہیں دبا لیا۔ یہ دو دعائیں یاد کر لیجیے۔

(۱) اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اے خدا ہم پر وہ رحمت نازل کر دے جس سے معصیت کو گناہ کو چھوڑنے کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے روباہیت شیریت سے بدل جائے ہمت میں ہم لومڑی ہیں اگرچہ صورت میں شیر ہیں۔ دنیاوی معاملات میں تو ایسا غصہ آئے گا کہ ان سے بڑھ کر کوئی طاقت والا نہیں لیکن نفس کی اتباع اور غلامی میں اس شخص سے بڑھ کر کوئی بزدل نہیں ہے ایسے لوگوں سے اگر اللہ تعالےٰ ستاریت کا پردہ ہٹا دے تو پتہ چل جائے گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی کمینہ کوئی بزدل نہیں ہے۔ لہٰذا پھر کہیے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اے خدا اس مجمع کی دُعا قبول فرمالے! خواتین بھی اس کو پڑھیں اے اللہ مجھ پر وہ رحمت نازل کر دے جس سے آپ گناہ چھوڑنے کی ہمت عطا کرتے ہیں۔ لومڑیوں کو شیر بنا دیتے ہیں روباہ طریق کو شیر طریق بنا دیتے ہیں اور دوسری دعا کیا ہے وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ۔ اور اپنی نافرمانی اور گناہوں سے ہم کو بدنصیب نہ بنا معلوم ہوا کہ گناہ میں شقاوت اور بدبختی کی خاصیت ہے ورنہ اگر معصیت میں یہ خاصیت نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عنوان سے کیوں پناہ مانگی؟ دوستو ہمت سے کام لو، ڈھیلے مت بنو، ڈھیلا ہوا کہ ڈھیلا ہوا۔ اللہ نے ہمت دی ہے ہمت چور نہ بنو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس نے ہمت کو استعمال کیا اللہ تعالےٰ کی مدد بھی آجاتی ہے۔ بعضے لوگوں کو چالیس چالیس برس تک ایک گناہ کی عادت تھی، ہمت سے کام لیا، نجات پا گئے۔ بارہ سال تک پان

تمباکو کھایا ابھی میر صاحب نے توبہ کر لی پوچھ لیجئے۔ یاد تو آتی ہے مگر ایسی یاد نہیں آتی جو ان کو تمباکو تک پہنچا دے۔ یاد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ یاد جو محبوب تک پہنچا دے تمباکو محبوب تھا ان کو یاد آتی ہے مگر اتنا بے چین نہیں ہوتے۔ آج الحمد للہ ان کا منہ ہر وقت خدا کے نام کے لیے خالی ہے۔ ورنہ تمباکو پان منہ میں لیے بیت اللہ میں بیٹھے ہیں۔ اذان ہوگئی اب منہ اس قابل نہیں کہ اللہ کا نام لے سکیں۔ اب بیت اللہ سے ان کو پان تمباکو خارج کر رہا ہے۔ پان خدا کے گھر سے نکال رہا ہے، جا کے کلی کر رہے ہیں وہاں، حدود حرم سے نکل کر۔ ایسی چیزوں کو کیا کہنا چاہیے۔

سگریٹ مجموعہ سگ و ریٹ ہے

اور سگریٹ تو جانتے ہی ہیں آپ۔ سگریٹ میں تو دو لفظ ہیں۔ سگ اور ریٹ۔ سگ معنی کتا فارسی میں اور ریٹ معنی چوہا انگریزی میں سگریٹ دو لفظوں سے بنا ہے۔ سگ پلس (Plus) ریٹ، سگ معنی کتا اور ریٹ معنی چوہا۔ سگریٹ کی بدبو تو اس قدر آتی ہے کہ کہیں رات کو ایک طالب علم نے سگریٹ پیا ہردوئی میں، حضرت صبح جا کر معائنہ کر رہے تھے، بیت الخلا کا دروازہ کھولا، فرمایا کس نے رات کو سگریٹ پیا ہے اس میں۔ جو لوگ سگریٹ پیتے ہیں اگر پاس میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو جو نہیں پیتے ہیں ان کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ لاکھ مسواک کریں پھیپھڑا جو بدبو کا خزانہ بنا ہوا ہے جب اندر سے سانس آتی ہے سگریٹ کی بو لاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ میں جب رکھا اور نو مہینہ ماں کا حیض بند کر دیا اور حیض سے اعضاء بناتے تو منہ کو محفوظ رکھا۔ اس منہ سے ماں کا حیض جانے نہیں دیا۔ ایک دوسری رگ لگائی جس کو نال کہتے ہیں جس کو دائی کاٹتی ہے۔ اس نال سے حیض کا خون جسم میں جا

رہا ہے اعضاء بن رہے ہیں لیکن اپنے بندے کے منہ کو محفوظ رکھا، ورنہ اس خونِ حیض کو اپنے بندے کے منہ سے بھی جاری کر سکتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے میرا بندہ کبھی میرا نام لے گا تو اس کے منہ کو پاک رکھنا چاہیے۔ خدا نے تو ماں کے پیٹ میں ہم کو پاک رکھا لیکن زندہ ہو کر ہم اپنا منہ بدبودار کر رہے ہیں۔ سگریٹ، نسوار اور پان تمباکو کھا کر اور کچی پیاز کھا کر بھی مسجد میں آنا جائز نہیں ہے۔ پیاز کو پکا لو گھی میں تل لو، لال ہو جائے بدبو ختم ہو جاتی ہے۔ کچی پیاز کھانا ہے تو مسجد جانے سے دو تین گھنٹہ پہلے کھاؤ، سرکہ ڈالو اس سے بو مر جاتی ہے پھر بھی الائچی وغیرہ چبا لیا کرو۔

نصوح ولی اللہ ہوگیا

تو وہ جو تھا مالش کرنے والا نصوح پھر آپ جانتے ہیں کہ کیا ہوا؟ یہ شخص بہت بڑا ولی اللہ ہوا۔ بچپن میں ہم لوگوں نے ایک کتاب پڑھی تھی توبۃ النصوح۔ اس کا نام پہلے ہی سے نصوح تھا۔ کیونکہ اللہ کو اسے خالص توبہ نصیب فرمانی تھی۔ نصوح کے معنی خالص کے بھی آتے ہیں بس جذب کی برکت سے ولی اللہ ہوگیا۔ وہ ہار ایسے نہیں گم ہوا تھا بلکہ گم کیا گیا تھا۔

میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں
محبت دے کے تڑپایا گیا ہوں
سمجھتا لاکھ اسرارِ محبت
نہیں سمجھا میں سمجھایا گیا ہوں

اس ہار کو گم کرایا تھا اس کو بے ہوش کرنا تھا جنت و دوزخ دکھانا تھا مگر وسیلہ کیا بنا۔

گفت پیش عارفے آں زشت کار

ایک عارف باللہ کی دعا لگی۔ اس نے عارف باللہ سے کیا کہا تھا۔

در دعائے خویش مارا یاد دار

اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھئے۔ جانتا تھا کہ کام بنے گا بزرگوں کی دعاؤں سے۔ اللہ نے اس کو ہمت بھی دے دی۔

حضرت بشر حافی کا واقعۂ جذب

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ محدث عظیم، فقہ حنبلی کے امام کے زمانے میں ایک شخص تھے جن کا نام بشر حافی ہے شراب پیا کرتے تھے۔ شراب کی حالت میں ایک دن راستہ میں ایک کاغذ ملا جس پر بسم اللہ شریف لکھی تھی۔ حالتِ نشہ میں ہیں، بے ہوش ہیں، بے حد پئے ہوئے ہیں مگر اس کاغذ کو اٹھا کر جلدی سے صاف کیا، عطر لگایا، چوما، بوسہ لیا اور جا کر گھر میں بہت اونچے طاق پر ادب سے رکھ دیا۔ اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے بشر تم حالت بے ہوشی میں تھے، شراب پیئے ہوئے تھے، لیکن تم نے میرا نام ادب سے زمین سے اٹھا لیا اور عطر لگایا اور اس کا بوسہ لیا اس وقت بھی تم مجھ سے بے ہوش نہ تھے دنیا سے بے ہوش تھے۔ شراب کی بے ہوشی تو تھی لیکن اس بے ہوشی میں تم نے ہم کو یاد رکھا اس کے صدقہ میں ہم تم کو آج سے اپنا ولی بناتے ہیں اور تمہاری روح کو جذب کرتے ہیں اور اس کے بعد جب انہوں نے ولایت کا مقام پا لیا تو ایک دن یہ آیت تلاوت کی اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۔ کیا زمین کو ہم نے فرش نہیں بنایا۔ حضرت بشر نے جوتا اتار دیا کہ اے خدا میں تیرے فرش پر جوتا پہن کر نہیں چلوں گا۔ لیکن یہ مسئلہ نہیں ہے خوب سمجھ لیجئے، بس ان پر ایک حال غالب ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدردانی و بندہ نوازی

اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ قدر کی کہ زمین کو حکم دے دیا کہ اے زمین بشر کی گذرگاہ سے نجاست کو نگل جایا کرتا کہ میرے بشر کے پاؤں میں نجاست نہ لگے۔ چنانچہ وہ جہاں کہیں سے گذرتے اگر نجاست پڑی ہوئی ہوتی تو حضرت بشر کے قدم رکھنے سے پہلے زمین پھٹ جاتی اور اس نجاست کو نگل لیتی۔ یہ ہے انعام! جو اللہ تعالیٰ پر مرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ کرامت عطا فرمائی۔

حسینوں کی بے وفائی

اور ذرا حسینوں پر مر کر دیکھو، ذرا ایسے لوگ گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کتنے حسینوں کے ناز اٹھائے ذلت کے سوا کیا ملا اور اگر کہیں پیسہ زیادہ مل گیا تو عاشق صاحب کو چھوڑ کر ادھر بھاگ گئے۔ عاشق یعنی فاسق کو چھوڑ کر، ایسے لوگ عاشق نہیں ہوتے فاسق ہوتے ہیں، نافرمان ہوتے ہیں مطلبی یار ہوتے ہیں۔

حضرت بشر حافی کو اللہ نے جذب کیا حالتِ شراب میں، حالتِ نشہ میں ان کا یہ عمل قبول ہوا۔ اللہ تعالیٰ تاثر سے پاک ہیں، مغلوب نہیں ہوتے۔ عین گناہ کی حالت میں ان پر رحمت نازل کر دی اور اسی وقت ولی اللہ بنا دیا اور اتنا بڑا ولی اللہ بنایا کہ جدھر سے گذرتے تھے وہاں کی زمین نجاست نگل جاتی تھی اور ان کے پَیر گندے نہیں ہوتے تھے۔

امام احمد بن حنبل کی نظر میں اہل اللہ کی عظمت

امام احمد بن حنبل

کی خدمت میں جانے لگے ایک عالم محدث سمجھ کر۔ امام احمد بن حنبل حدیث پڑھاتے تھے۔ مسند امام احمد ان کی مشہور کتاب ہے حدیث کی۔ حضرت بشر حافی کو دیکھ کر امام صاحب کھڑے ہوجاتے تھے، حالانکہ حضرت بشر حافی عالم نہیں تھے مگر اللہ کو جانتے تھے ایک بار امام احمد بن حنبل جب کھڑے ہونے لگے تو ان کے طلبا نے کہا کہ حضرت آپ محدث ہیں اور یہ صاحب عالم بھی نہیں پھر آپ ان کے لیے کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ میں تو کتاب کا عالم ہوں اور یہ اللہ کا عالم ہے اللہ کو جانتا ہے۔ تمہیں کیا پتہ کہ اس کا کیا مقام ہے۔ دوستو سب کے لیے راستہ کھلا ہے، مسٹر بھی ولی اللہ ہوسکتا ہے۔

ولایت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم صرف نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے بڑے سے بڑے اولیاء کا دروازہ کھلا ہوا ہے پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا تھا۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشان است

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بادل اب بھی برس رہا ہے اللہ کی رحمت کے خزانے اب بھی کھلے ہوئے ہیں۔ وہ رحمت کا بادل اب بھی موتی برسا رہا ہے۔

خم و خمخانہ با مہر و نشان است

اللہ کے خم خانے یعنی شراب معرفت و محبت کے مے خانے اب بھی اللہ تعالیٰ کے پاس بے شمار ہیں۔ عمل کرکے دیکھو جو شخص کہتا ہے کہ اب پہلے زمانے کی طرح ولی اللہ نہیں ہوسکتے وہ جاہل ہے نادان ہے، قرآن پاک کی اس آیت سے ناواقف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو ولی اللہ بنو لیکن ولی اللہ

کہاں بنو گے؟ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ میرے اولیاء کی صحبت سے بنو گے، ان کے ساتھ رہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا تو بتاؤ کہ قرآن پاک چند صدیوں کے لیے ہے یا قیامت تک کے لیے ہے؟ تو ولی اللہ بننے کا دروازہ قیامت تک کے لیے اس آیت میں ہے یا چند زمانے کے لیے ہے؟ قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ بننے کا دروازہ کھولا ہوا ہے اور اسی درجہ کے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ اللہ کے یہاں کوئی کمی نہیں بلکہ پہلے اولیاء اللہ سے بھی بڑے اولیاء اللہ پیدا کر سکتا ہے۔

تو آپ نے حضرت بشر حافی کے جذب کا واقعہ سن لیا اور حضرت نصوح کا قصہ بھی سن لیا، اب اس کے بعد وقت ختم ہونے کے قریب ہے بس ایک واقعہ اور پیش کر کے آج کا مضمون ختم باقی ان شاء اللہ آئندہ۔ بیان جذب ان شاء اللہ ابھی چلے گا۔ میرا خیال تھا کہ میں اسے آج پورا کر لوں گا، ریل کو تیز چلایا مگر اسٹیشن بڑھتے چلے گئے، اسٹیشن نئے پیدا ہوتے جارہے ہیں اب کیا کروں۔

ایک شرابی رئیس زادہ کے جذب کا واقعہ

ایک شرابی رئیس زادہ، شہزادہ جیسا

خوب صورت جوان دریائے نیل کے کنارے اتنی شراب پی لی کہ قے ہو گئی، وہیں زمین پر لیٹ گیا۔ دریائے نیل کے دوسرے کنارے پر حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کپڑے دھو رہے تھے دیکھا کہ ایک کچھوا آیا اور دریا کے کنارے لگ گیا۔ ذوالنون مصری نے دیکھا کہ یہ کچھوا دریائے نیل کے ساحل پر کیوں آیا ہے، دیکھا کہ ایک بچھو جنگل سے تیزی سے آرہا ہے، اتنا بڑا کالا بچھو اور وہ کچھوے کی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور پھر وہ کچھوا واپس

چلنے لگا اُس پار۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کپڑا دھونا چھوڑ دیا سوچا کہ عالمِ غیب سے کوئی عظیم الشان واقعہ رونما ہونے والا ہے۔ آپ بھی کشتی پر بیٹھ کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ کچھوے صاحب جا رہے ہیں اور بچھو صاحب اس کی پیٹھ پر بیٹھے ہوتے ہیں اور بچھو کتنی دور سے آیا عین وقت پر اس کے لیے سواری بھیجی گئی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہے ؎

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اب جناب دریائے نیل کے اس ساحل پر کچھوا لگ گیا، بچھو صاحب بھی پہنچ گئے۔ دیکھا کہ ایک کالا سانپ اس رئیس زادہ کو ڈسنے کے لیے آ رہا ہے جو شراب پی کر بے ہوش لیٹا ہوا تھا تقریباً ایک گز کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ اتنے میں بچھو نے کود کر اس کے پھن میں اپنا ڈنک مارا جس سے سانپ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سانپ مرا پڑا ہوا ہے۔ بچھو اپنے کچھوے پر تھوڑا سا آرام کر رہا ہے کیونکہ بڑی محنت سے اس نے ڈنک مارا، بہت دور سے آیا تھا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جوان کو دیکھا اور اس کا نشہ ختم ہو چکا تھا۔ آنکھ کھولی تو دیکھا کہ حضرت ذوالنون مصری کھڑے ہیں، کہا کہ حضرت آپ اتنے بڑے ولی اللہ ہیں مصر کے اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں، آپ یہاں کہاں آ گئے مجھ جیسے بدکار اور شرابی کے پاس۔ فرمایا صاحبزادے سنو! تم شراب پی کر مست اور بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے لیکن تمہاری جان بچانے کے لیے

اللہ تعالیٰ نے غیب سے کتنے اسباب پیدا کیے ذرا اس کی رحمت کو سُن۔ کیا کیا بات ہے؟

تو اللہ کو بھولا ہوا تھا لیکن اللہ نے تجھے نظر انداز نہیں کیا

حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا کہ یہ سانپ جو مرا ہوا ہے تجھے ڈسنے کے لیے ایک گز کے فاصلے تک آچکا تھا، یہ بچھو دریائے نیل کے اس پار سے آیا ہے اور بچھوے کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا وہ اپنی پیٹھ لگا کر اس کے لیے کشتی بنا اتنی دور سے یہ بچھو آیا تیرے دشمن کے مقابلے کے لیے اور تیرے سانپ کو مار دیا اور تیری جان اللہ نے بچالی۔ تو تو اللہ سے بے ہوش ہے مگر اللہ تعالیٰ تجھ سے بے پرواہ بے خبر نہیں ہے۔ تم اللہ کو بھولے ہوتے ہو حق تعالیٰ تمہیں یاد فرما رہے ہیں۔ اتنا سارا انتظام دیکھ کر وہ زمیں زادہ رونے لگا اور کہا حضرت بس ہاتھ بڑھائیے میں توبہ کرتا ہوں اب کبھی شراب نہیں پیوں گا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت بڑا ولی اللہ بنادیا۔

جذب کے یہ سب واقعات کتابوں میں لکھے ہوتے ہیں۔ یہ میں اردو ڈائجسٹ سے نہیں بیان کر رہا ہوں بڑی بڑی کتابوں سے پیش کر رہا ہوں۔ پہلے میں نے قصہ پیش کیا تھا حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کا اور مسلسل آیات کے نزول کا اور ان کے ناز و نخرے کا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا۔ اس قصے کو سُن کر آہ نکل جاتی ہے۔ وہ قصہ کہاں کہاں پر ہے اس کا حوالہ سُن لیجئے۔

۱ر ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے شرح مشکوٰۃ جس کا نام مرقاۃ ہے اور جو گیارہ جلدوں میں ہے اس کی پانچویں جلد کے صفحہ ۱۴۹ پر تحریر فرمایا ہے۔

۲ر دوسرا حوالہ تفسیر معالم التنزیل جلد ۴ صفحہ ۸۳ پر ہے۔

۳، تیسرا حوالہ علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر خازن کی جلد ۴ صفحہ ۵۹ پر ہے۔

مَیں نے ارادہ کرلیا ہے کہ بیانِ جذب کو سب ملا کر ایک وعظ میں ان شاء اللہ چھپوا دوں گا تاکہ اس کو قیامت تک جو بھی پڑھے اے خدا آپ اس کو جذب فرمائیں اپنے ان مجذوبوں کے صدقے میں، جن کو آپ نے جذب فرمایا اپنی اس رحمت جذب کے صدقے میں اس کتاب اور وعظ کو چھپوا دیجئے۔ اے اللہ اور اس کے چھاپنے میں جو تعاون بھی کرے اللہ اس کو بھی جذب فرمالے اور اللہ تعالیٰ اس کو بہترین طباعت سے آراستہ فرمائیں، جذب کی شان کے مطابق اس کی بھی شان ہو۔ اب باقی قصے جذب کے ان شاء اللہ آئندہ جمعہ کو۔ اگلے جمعہ کا آغاز بتا دیتا ہوں کہ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ابھی باقی ہے اسی سے ان شاء اللہ تعالیٰ ابتدا کروں گا۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ بیانِ جذب کب تک چلے گا؟

اب دُعا کیجئے ھُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا کے تحت یا اللہ ہم سب آپ سے رحمتِ جذب کی فریاد کرتے ہیں اور اس رحمت کی درخواست کرتے ہیں جس سے گناہ چھوڑنے کی توفیق عطا ہوتی ہے اور اس رحمت کی درخواست کرتے ہیں جس سے بدبختی اور شقاوت سے نجات ملتی ہے۔ اے خدا ہم سب کو سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ حیات نصیب فرما اور ہم سب کو بھی سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان سے دُنیا سے اٹھا۔ مرتے دم تک بلڈ کینسر نہ ہو گردے بے کار نہ ہوں فالج نہ گرے لقوہ نہ گرے تعویٰی نہ ٹوٹے یعنی آپ کی نافرمانی میں منہ کالا نہ ہو۔ اپنی رحمت سے ہم سب کو روسیاہی سے بچالے۔ آپ کی ناراضگی سے بڑھ کر کوئی مصیبت دُنیا میں نہیں ہے اے خدا ساری دنیا کی مصیبت اگر جمع کر کے کسی ترازو کے پلڑے میں رکھ دی جائے اور

کسی بندے سے آپ ناراض ہوں تو سب سے بڑی اور سخت مصیبت میں وہ ہے جس سے آپ ناراض ہوں۔ اس لیے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ اے خدا ہم آپ سے آپ کی خوشنودی کی درخواست کرتے ہیں اور جنت مانگتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو جنت سے پہلے بیان کیا ہے وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ اور تیری ناراضگی سے پناہ چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔ ناراضگی کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ سے زیادہ اہمیت دی اس لیے اس کو پہلے بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری عقل و ایمان کو درست فرمادے اور ہمیں جسمانی روحانی صحت عطا فرمائے۔ جو مقروض ہو اس کا قرضہ دُور فرما جو بے روزگار ہو اس کو روزگار عطا فرما۔ جس کی بیٹی کو رشتہ نہ مل رہا ہو اس کی بیٹی کو اچھا رشتہ عطا فرمادے جس کو داماد ظالم ملا ہوا ہے اس کو ظلم سے توبہ نصیب فرما کر مہربان کردے، رحمت سے شفقت سے معاملہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ بیوی ستا رہی ہو تو اس ظالمہ کا دل بھی نرم کردے اسے اپنے شوہر کی خدمت اور عزت کی توفیق عطا فرما اور جن کو اللہ والوں سے محبت نہ ہو تو ان کی جانوں میں اپنی رحمت سے اپنے مقبولین کی محبت عطا فرما اور ہم سب کو اپنے مقبول و محبوب بندوں کی محبت نصیب فرمادے اور اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے ہم سب کو اپنی رحمت سے وہاں تک پہنچادے اور جو نہیں مانگ سکے اے اللہ بغیر مانگے سب کچھ عطا فرمادے۔ یا اللہ جس کو جو پریشانی ہے سب اپنی اپنی پریشانیوں کو دل میں سوچ لیجئے یارب العالمین جس کو جو پریشانی ہو غم ہو سب کے غم اور پریشانیوں کو سکون اور خوشیوں سے تبدیل فرمادیجئے اور ہم سب کی تمام جائز حاجتوں کو پوری فرمادیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

حسرتیں دل کی ہیں دل میں میہماں

حسرتوں کے زخم سے ہے خوں رواں
عشق کا ہوتا ہے یوں ہی امتحاں

میرے خونِ آرزو کا یہ سماں
رو رہا ہے دیکھ کر کے آسماں

ہیں زمیں پر ایسی بھی کچھ ہستیاں
رشک جن پر کرتے ہیں کروبیاں

جس جگہ گرتا ہے خونِ آرزو
لے نہ لے بوسہ کہیں خود آسماں

بستیاں حسرت زدوں کی دیکھ لو
ان کی ویرانی میں ہے جنت نہاں

حسرتوں کے زخم سے ہے خوں رواں
اب نہ لو یارو ہمارا امتحاں

عشرتیں اختر ہیں دل سے دُور دُور
حسرتیں دل کی ہیں دل میں میہماں

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلیاتِ جذب

حصہ چہارم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۳۶۸۱۱۲ ۳۹۹۲۱۷۶

نام وعظ ———————— تجلیاتِ جذب حصہ چہارم

واعظ ——— عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع و مرتب ———————— سید عشرت جمیل میر

کتابت ———————————— محمد علی زاہد

تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ——— حافظ محمد یونس (ایم ایس سی ایم ایڈ)

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۴۶۸۱۱۳ ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست

اس آیت شریفہ کی شانِ نزول ــــ ۱

جذب کی دو نعمتیں ــــــــ ۲

جذب کی ایک خاص علامت ــــ ۳

وصول الی اللہ کا دوسرا راستہ سلوک ہے ــــــــ ۴

شرح حدیثِ قدسی ــــــــ ۵

حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم کا واقعہ جذب ــــــــ ۶

ترک سلطنت پر ایک اشکال اور اس کا جواب ــــــــ ۷

جسمِ شاہی آج گدڑی پوش ہے ــــ ۸

مہربانی بہ قدرِ قربانی ــــ ۱۰

گناہ سے بچنا دلیل محبت ہے ــ ۱۱

کرامت حضرت ابراہیم ابن ادھمؒ ۱۲

کیا عوام بھی سلطان بلخ کا مقام حاصل کر سکتے ہیں؟ ــــ ۱۵

حضرت سلطان ابن ادھمؒ کی دوسری کرامت ــــــــ ۱۷

صحبت اہل اللہ کی تاثیر کا راز ــــ ۱۸

زکوٰۃ کے فقہی مسئلہ سے صحبتِ اہل اللہ پر عجیب استدلال ــــ ۱۹

تفسیر روح المعانی میں سلطان ابراہیم ابن ادھمؒ کا تذکرہ ــــــــ ۲۰

حق تعالےٰ کی صفتِ غفاریت پر اعتماد کا مطلب ــــــــ ۲۱

سلبِ توفیق توبہ کا ایک عبرتناک واقعہ ۲۲

بادشاہ امراء القیس کے جذب کا واقعہ ۲۳

محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دے گی ۲۵

حضرت جنید بغدادی کا واقعہ جذب ــ ۲۶

مشہور شاعر حفیظ جونپوری کا واقعہ جذب ــ ۲۸

رئیس المتغزلین جگر مرادآبادی کے جذب کا واقعہ ــــــــ ۳۰

ناراضگی حق کے ساتھ جینے سے رضائے حق کے ساتھ مرنا بہتر ہے ــــــــ ۳۲

تجلیاتِ جذب کے زمان و مکان ــــ ۳۳

خاص بندوں کی پہچان ۳۶

تجلیاتِ جذب

حصہ چہارم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ○
(پ ۲۵، سورہ شوریٰ)

گذشتہ تین جمعہ سے یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ اللہ سُبحانہ وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جس بندے کو چاہتے ہیں اپنی طرف اس کو جذب فرمالیتے ہیں۔ اجتباء جَبْیٌ سے ہے جَبْیٌ کے معنی جذب کے ہیں اور جو اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ سُبحانہ وتعالےٰ کی طرف ہدایت کی تلاش میں قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو بھی اپنا راستہ دکھادیتے ہیں اور اپنا بنا لیتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کسی کو پہلے جذب عطا ہوتا ہے بعد میں اس کا سلوک طے ہوتا ہے وہ مجذوب سالک ہے اور کوئی پہلے سے سلوک طے کرتا ہے بعد میں اللہ تعالےٰ اس کو جذب فرماتے ہیں وہ سالک مجذوب ہے۔

اس آیت شریفہ کی شانِ نزول

علامہ آلوسی السیّد محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

نے اس آیت کے بارے میں لکھا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت غم تھا کہ کفارِ مکہ ایمان کیوں نہیں لا رہے ہیں۔ اکثر ان میں ایسے تھے جو ایمان لانے سے منکر تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس کو السید محمود بغدادی آلوسی نے لکھا ہے کہ اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غم دُور کرنے کے لیے اور آپ کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ غم نہ کریں۔ اگر یہ کافر ایمان نہیں لاتے تو آپ غم نہ کریں دو وجہ سے کہ ہدایت کے دو ہی راستے ہیں یا تو میں ان کو اپنی طرف جذب کروں یا یہ خود محنت کریں، حق کو تلاش کریں اور یہ دونوں سے محروم ہیں، نہ تو میں نے ان کافروں کو اپنی طرف جذب کیا نہ یہ آپ کی طرف متوجہ ہیں اور آپ کی باتوں کو غور سے سُنتے بھی نہیں۔ اس لیے ہمارے بننے کے دونوں راستوں سے یہ محروم ہیں۔ یہ جو ہمارے نہیں بن رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ دو ہی راستے ہیں جن سے بندے ہمارے بنتے ہیں ؎

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

اس کے دو ہی راستے تھے کہ یا تو میں ان کو جذب کرتا یا یہ میری تلاش و جستجو کرتے اور یہ دونوں ہی سے محروم ہیں۔

جذب کی دو نعمتیں

علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر خازن میں فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ جذب فرماتا ہے اس کو دو نعمتیں عطا کرتا ہے:

ا، توفیق، نیکی کے اسباب اللہ اس کے پاس کر دیتا ہے تَوْجِیْهُ الْاَسْبَابِ نَحْوَ الْمَطْلُوْبِ الْخَیْرِ خیر کے اسباب اس کے سامنے آجاتے ہیں۔
۲، وَتَسْدِیْدُ طَرِیْقِ الشَّرِّ وَتَسْهِیْلُ طَرِیْقِ الْخَیْرِ خیر کے راستے آسان اور گناہوں کے راستے اس کے لیے مشکل کر دیئے جاتے ہیں بلکہ بند کر دیئے جاتے ہیں تو توفیق اور تسدید یہ دو نعمتیں اللہ تعالیٰ صاحبِ جذب کو عطا فرماتے ہیں کہ نیک کام کرنے کو اس کا دل چاہنے لگتا ہے اور شر کے رستوں کو گناہوں کے رستوں کو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بند کر دیتا ہے۔ حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر ایک دوسری آیت بھی کرتی ہے۔ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ (پ ۲۳ سورہ ص) یعنی ہم نے ان کو آخرت کے کاموں کے لیے خالص کر لیا، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور صدیقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو آخرت کے کاموں کے لیے خالص فرمالیا۔

جذب کی ایک خاص علامت

نبیوں کے صدقے میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں امت کے افراد کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لیے خالص فرماتا ہے اور جس کو دین کے لیے خالص کرتا ہے پھر دُنیا کے کسی کام میں اس کا جی نہیں لگتا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح فرماتے ہیں ؎

تا بدانی ہر کہ را یزداں بخواند

یقین کر لو کہ جس کو خدا اپنا بنانا چاہتا ہے ؎

از ہمہ کار جہاں بے کار ماند

اس کو ساری دُنیا کے کاموں سے بے کار کر دیتا ہے، کہیں اس کا دل نہیں لگتا۔ بس اس کی تمنا یہ ہوتی ہے ؎

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشیں ہوتی

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال بچوں کو بھول جاتا ہے اور روزی نہیں کماتا! نہیں، ایسے لوگ اللہ کا بھی حق ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا بھی مگر کاروبار میں بھی وہ یار کے ساتھ مشغول رہتے ہیں، دُنیا کے کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا قلب مشغول رہتا ہے ؎

دُنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخُدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جُدا رہے

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ مولانا اشرف علی صاحب سنو! جب میں اپنے دوستوں سے باتیں کرتا ہوں تو یہ نہ سمجھو کہ میرا دل بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے، میرا دل اس وقت بھی خدا کے ساتھ رہتا ہے۔ لہٰذا آپ فیض کا مراقبہ کرتے رہیں کہ میرے قلب سے آپ کے قلب میں نور داخل ہو رہا ہے۔

وصول الی اللہ کا دوسرا راستہ سلوک ہے

اور اللہ والا بننے کا دوسرا راستہ

ہے وَیَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ جو اللہ کو تلاش کرتا ہے اس کو ضرور خدا ملتا ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اُٹھائی ہے کہ خدا کی قسم جس نے اللہ کو دل

سے تلاش کیا اس کو یقیناً اللہ ملا ہے۔ انہیں کو خدا نہیں ملا جنہوں نے دل سے اللہ کو نہیں چاہا ؎

ہنوز آں ابر رحمت درفشان است
خم و خمخانہ با مہر و نشان است

اللہ کی رحمت کے بادل اب بھی برس رہے ہیں، جس نے اللہ کو چاہا اللہ اس کو ضرور ملا ہے ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد

یعنی تمہیں اللہ کی محبت کا درد اگر ہوتا تو آج بھی مشایخ موجود ہیں جو تمہیں اللہ تک پہنچا دیتے کوئی ایسا بندہ نہیں گذرا جس نے اللہ کو چاہا ہو اور اللہ نے اس پر نظر عنایت نہ کی ہو۔

شرحِ حدیث قدسی من تقرب منی شبرا الخ

حضرت امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے ذیل میں ایک حدیث قدسی نقل کی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً (مسلم کتاب الذکر، و تفسیر کبیر) جو بندہ اللہ کی طرف ایک بالشت چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ بڑھتے ہیں اور جو اللہ کی طرف چل کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر اس کو اٹھا لیتے ہیں۔ اس حدیث کی شرح حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جیسے چھوٹا بچہ ابھی چل نہیں سکتا لیکن ابا کہتا ہے کہ میں تمہاری چال دیکھنا چاہتا ہوں۔ چلو!

اب بے چارہ چلتا ہے اور لڑکھڑانے لگتا ہے، جب گرنے لگتا ہے تو گرنے سے پہلے بابا دوڑ کر کے اس کو اٹھا لیتا ہے۔ بالکل یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ٹوٹی پھوٹی کوشش بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت سے نواز دیتے ہیں مگر حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ہائے ہم تو اپنی جگہ سے کھسکتے ہی نہیں کچھ تھوڑی سی تو ہمت کرو، محنت کرو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے خود دوڑ کر بندوں کو اٹھا لیتے ہیں، اپنی خاص مدد شامل کر دیتے ہیں۔ ہر ذرۂ کائنات سے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنا بنانا چاہتے ہیں۔ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

اللہ جس کو جذب کرتا ہے تو اس کی سوئی ہوئی زندگی جاگ اٹھتی ہے اور اپنے ہر ہر بال سے وہ آواز سنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد فرما رہے ہیں۔

جذب کے آج تک کچھ واقعات ہو چکے آج چار جمعے ہو جائیں گے اور آج میں چاہتا ہوں کہ میرا مضمون پورا ہو جائے کیونکہ اس کو چھاپنا بھی ہے۔ دوستوں کی خواہش ہے کہ یہ بیان جذب جلد چھپ جائے۔

لہٰذا اب میں شروع کرتا ہوں۔ برکت کے لیے ان بندوں کے واقعات پیش کرتا ہوں جن کو اللہ نے جذب فرمایا۔ بہت سے واقعات ہیں مگر چند پیش کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ ان بندوں کی برکت سے ہم کو بھی جذب فرما لے۔

حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم کا واقعۂ جذب

لہٰذا سب سے پہلے

حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ کا واقعہ پیش کرتا ہوں کہ ایک دن شاہی محل میں آرام فرمارہے تھے ۔ اللہ تعالےٰ نے کچھ فرشتوں کو یا صالحین جنوں کو یا رجال غیب کو بھیجا، چھوٹا سا ایک فد تھا۔ سلطان ان کی آہٹ سے جاگ اٹھے اور فرمایا کہ تم لوگ شاہی محل کے اُوپر کیسے آگئے جب کہ پہرہ لگا ہُوا ہے اور یہاں تک پہنچنا ناممکن ہے ۔ تم لوگ کیسے پہنچ گئے اور قصہ کیا ہے ۔ جب اللہ تعالےٰ کسی کو اپنا بنانا چاہتا ہے تو غیب سے اسباب پیدا کرتا ہے ؎

بہت ابھاگن مرگئیں جگت جگت بورائے

پیو جیکا چاہیں تو سوتت لیے جگائے

یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے تو سوئے ہوئے کو جگا لیتا ہے ۔ بتائیے کہ سو رہے ہیں مگر اللہ تعالےٰ کا جذب آگیا ۔ وہ رجال غیب تھے، عالم غیب سے اللہ نے بھیجا تھا خواہ وہ جن رہے ہوں یا فرشتے رہے ہوں پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کیسے آگئے اور کس لیے آئے ؟ انہوں نے کہا کہ ہم اپنا اونٹ تلاش کر رہے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ واہ شاہی بالاخانے پر اونٹ کیسے آجائے گا پہرہ لگا ہوا ہے پھر سیڑھیاں ہیں۔ اونٹ یہاں تلاش کرنا نادانی ہے تو اُن فرشتوں نے جواب دیا کہ اگر شاہی محل میں اونٹ تلاش کرنا نادانی ہے اور وہ بھی بالاخانے پر، تو اس سلطنت کے شور و غل میں اللہ تعالےٰ کو تلاش کرنا بھی نادانی ہے ۔ یہاں آپ کو خدا نہیں مل سکتا ۔

ترکِ سلطنت پر ایک اشکال اور اس کا جواب

اب آپ لوگ کہیں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی تو ساڑھے نو برس سلطنت کی

تھی۔ان کو کیسے خدا مل گیا اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں خدائے تعالیٰ سے اتنا قوی تعلق نصیب تھا کہ ان کے لیے سلطنت اور فقیری میں کوئی فرق نہیں تھا۔سلطنت کی حالت میں انھوں نے ۱۴ پیوند لگائے ہوئے ملک شام کو فتح کیا ہے۔ ۱۴ پیوند لگے ہوئے تھے غلام اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور خود نیچے چل رہے تھے عدل وانصاف کا یہ عالم تھا۔راستہ میں اونٹ پر باری باری بیٹھتے تھے۔جب شام پہنچے تو غلام کی باری تھی۔لہٰذا اس کو اُوپر بیٹھایا اور خود اونٹ کی لگام پکڑے ہُوئے پیدل چل رہے تھے۔چونکہ توریت اور انجیل میں یہ لکھا ہُوا تھا کہ مسلمانوں کا خلیفہ جب آئے گا تو اس کے لباس میں ۱۴ پیوند لگے ہوں گے اور نیچے چل رہا ہوگا اور غلام اوپر بیٹھا ہوگا یہ دیکھ کر عیسائیوں نے بیت المقدس کا دروازہ کھول دیا کہ آئیے ہم آپ سے جنگ نہیں کریں گے کیونکہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہُوا ہے۔ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رُتبہ ہے کہ تمام آسمانی کتابوں میں ان کے حالات بیان فرماتے ہیں۔

جسم شاہی آج گدڑی پوش ہے

سلطان ابراہیم بن ادھم نے فوراً دوسرے دن ایک فقیر سے گدڑی مانگی، آدھی رات کو اُٹھے، شاہی لباس اتارا، گدڑی پہنی اور سلطنت بلخ کی حدود سے نکل گئے۔جس وقت وہ شاہی لباس اُتار رہے تھے اور گدڑی پہن رہے تھے اس وقت زمین وآسمان میں کیا غلغلہ مچا ہوگا کہ آہ یہ بادشاہ اللہ کے عشق ومحبت میں آج شاہی لباس اتار رہا ہے، سلطنت کو استعفیٰ دے رہا

ہے، تخت و تاج شاہی کو اللہ پر فدا کر رہا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

شاہی و شہزادگی در باختہ

سلطان ابراہیم بن ادھم نے شاہی اور شہزادگی کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فدا کر دیا ؎

از پئے تو در غریبی ساختہ

اے اللہ آپ کی محبت میں سلطان ابراہیم آج غریب الوطن ہو رہا ہے اور پردیس جا رہا ہے یعنی دریائے دجلہ اور نیشا پور جنگل میں فقیری لینے جا رہا ہے۔

اس نقشہ کو میں نے اپنے ان اشعار میں پیش کیا ہے جو میری کتاب معارف مثنوی میں شایع ہو چکے ہیں۔ مثنوی مولانا روم کی جو شرح اختر نے لکھی ہے اس پر بڑے بڑے علماء کی تقاریظ ہیں۔ اس کے اندر میں نے بیس پچیس شعر لکھے ہیں جس میں سے دو تین سُنا رہا ہوں۔ جب وہ گدڑی پہن رہے تھے اور شاہی لباس اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتار رہے تھے، اس وقت کا میں نے یہ نقشہ کھینچا ہے اور مَیں نے کیا کھینچا ہے، اللہ تعالیٰ نے اشعار کہلا دیئے ؎

جسم شاہی آج گدڑی پوش ہے
جاہ شاہی فقر میں روپوش ہے

الغرض شاہ بلخ کی جانِ پاک
ہو گئی جب عشق حق سے دردناک

فقر کی لذت سے واقف ہو گئی
جانِ سلطاں جانِ عارف ہو گئی

جانِ سلطان جانِ عارف باللہ ہو گئی۔ دس سال غار نیشا پور میں عبادت کی۔

مہربانی بہ قدر قربانی

جس جنگل میں تشریف لے گئے اس میں ایک فقیر بھی رہتا تھا، وہ بھی مجذوب تھا۔ اس نے دُعا کی تھی کہ اللہ میاں میں گھاس چھیلتا ہوں اور بیچتا ہوں روزانہ دس بارہ آنے کما لیتا ہوں لیکن میرا اتنا وقت ضایع ہوتا ہے کیا آپ دو روٹی اور چٹنی ہم کو نہیں دے سکتے کہ میں یہ گھاس چھیلنا چھوڑ دوں اور آپ کی یاد میں اتنا وقت لگا دوں۔ کام میں میرا دل نہیں لگتا، آپ کے بغیر کہیں چین نہیں ہے۔ آسمان سے آواز آئی کہ اپنی کھرپی اور اپنی کھانچی جس میں یہ گھاس رکھتا ہے ایک درخت کے کنارے ڈال دے، اب روزانہ تجھ کو چٹنی روٹی ملے گی۔ دس سال تک چٹنی روٹی کھاتا رہا۔ سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جب اس جنگل میں عبادت کے لیے تشریف لے گئے تو اللہ تعالےٰ نے ان کو جنت سے بریانی بھیجی۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جو حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور جن کو بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی انہوں نے فرمایا کہ سارا جنگل خوشبو سے مہک گیا جب غیب سے بریانی آئی تو اس مجذوب نے نادانی اور سادگی طبع سے اللہ تعالےٰ سے ایک بات کہی جو اعتراض نہیں تھا سادگی طبع تھی اس نے کہا کہ اللہ میاں میں دس سال سے اس جنگل میں آپ کی عبادت کر رہا ہوں اور آپ نے دس سال تک مجھ کو چٹنی روٹی دی اور یہ ایک کل کا دیوانہ آیا ہے ۔

یہ کل عاشق ہُوا میں ہُوں ترا دیوانہ برسوں سے

تو اس کل کے دیوانہ کو آپ نے بریانی بھیجی ہے جس کی خوشبو سارے جنگل میں

پھیل گئی۔ آسمان سے آواز آئی اے نادان تو نے میری راہ میں ایک کھرپی جس سے گھاس چھیلی جاتی ہے اور ایک کھانچہ جس میں گھاس رکھی جاتی ہے قربان کیا ہے یعنی کل بارہ آنے تو نے میری راہ میں قربان کیے ہیں اور میں نے دس سال تک تجھے چٹنی روٹی کھلائی ہے۔ اپنی قیمت دیکھ جو تو نے مجھے دی ہے اور دس سال تک جو تو نے چٹنی روٹی کھائی ہے اس کی قیمت بھی لگا لے۔ میرا یہی ایک احسان تجھ پر بھاری رہے گا بس اے مجذوب اس چٹنی روٹی کو غنیمت سمجھ ورنہ یہ بھی بند کر دوں گا۔ تیری جتنی قربانی تھی اس سے زیادہ میں نے تجھ پر مہربانی کی ہے لیکن یہ آدمی جو کل آیا ہے یہ سلطان بلخ ہے۔ سلطنت بلخ کا بادشاہ ہے اس نے میری محبت میں بادشاہت چھوڑی ہے تخت و تاج چھوڑا ہے، وزیروں کی سلامی چھوڑی ہے، مخمل کے گدے چھوڑے ہیں وہ آج جنگل کے ریت اور کنکریوں پر سو رہا ہے تو جیسی جس کی قربانی ویسی میری مہربانی۔ اس کی قربانی بھی تو دیکھ، سلطنت فدا کی ہے مجھ پر۔ اسی لیے ہمارے شیخ فرماتے تھے اس کے جڑے تو کس نہ بسائے۔ جو اپنے کو جلا کر خاک کرتا ہے یعنی دل کی بُری بُری خواہشات کو جلا کر خاک کرتا ہے، گناہ کے تقاضوں پر عمل نہیں کرتا اور گناہ نہ کرنے کا غم اٹھاتا ہے اللہ تعالےٰ بھی اس پر اپنی رحمت کی بارش کر دیتے ہیں۔

گناہ سے بچنا دلیل محبت ہے

بری بری خواہشات کو جلانا یہی تو ایمان ہے، یہیں پتہ چلتا ہے کہ کون کتنا وفادار ہے، شاعری سے عشق کا پتہ نہیں چلتا، زبانی جمع خرچ سے وفاداری کا پتہ نہیں چلتا۔ پتہ چلتا ہے جب بری خواہش پیدا ہو اور اس کو جلا کر خاک کر دے اور اللہ کی ناخوشی کے راستوں سے اپنے اندر حرام خوشی کو نہ درآمد کرے۔

نفس ظالم اگر خوشیوں کا کوئی ذرہ بھی درآمد کرلے تو دو رکعت توبہ پڑھ کر رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو کہ اے خدا میرے نفس نے جو حرام خوشیاں درآمد کیں، بدنظری سے، گانا سُن کر سینما سے، وی سی آر سے جس طرح سے بھی آپ کو ناراض کیا ہم توبہ کرتے ہیں اور معافی چاہتے ہیں جو بندہ اپنی خوشی کو مقدم کرتا ہے اور اتنے بڑے مالک کی خوشی کو پیٹھ کے پیچھے ڈالتا ہے وہ خود فیصلہ کرلے کہ میں اللہ کا وفادار ہوں یا نفس دشمن کا وفادار ہوں۔ اگر خدائے تعالیٰ کا حلم و کرم نہ ہوتا تو آج ہمارے وجود بھی نہ ہوتے۔ ایسی سزا ملتی مگر حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ حلیم و کریم ہیں معاف فرما دیتے ہیں۔

کرامت حضرت ابراہیم ابن ادھمؒ

ایک دن دریا کے کنارے سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ گدڑی سی رہے تھے۔ سلطنت بلخ کا ایک وزیر ادھر آ نکلا۔ اس نے دل میں کہا کہ یہ ملا کتنا بے وقوف ہے، سلطنت چھوڑ کر جنگل میں گدڑی سی رہا ہے۔ واقعی یہ ملا بڑے بے وقوف ہوتے ہیں یہ وسوسہ ان پر منکشف ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر منکشف کردیا۔ کشف اختیاری چیز نہیں ہے جب اللہ چاہتا ہے کشف ہوتا ہے جب نہیں چاہتا کچھ نہیں ہوتا۔ فوراً انہوں نے بلایا کہ اے وزیر یہاں آؤ۔ آ گیا۔ سلطان بلخ نے فوراً اپنی سوئی دریا میں پھینکی اور فرمایا کہ اے مچھلیو! میری سوئی لاؤ۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

صد ہزاراں ماہی اللّٰہیے

سوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیے

ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئیاں لے کر آ گئیں۔ اب دیکھو سلطان بلخ کی سلطنت

ملکِ دل بہ یا چنیں ملکِ حقیر

دل کی سلطنت افضل ہے یا یہ دنیاوی سلطنت ۔ ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئی لے کر آگئیں سلطان نے ان کو ڈانٹ کر کہا کہ اے مچھلیو میری لوہے والی سوئی لاؤ سونے کی سوئی استعمال کرنا اس امت کے لیے جائز نہیں ہے ۔ سونے کے خلال، سونے کا پاندان، سونے کی ڈبیا، کوئی چیز جائز نہیں ۔ سونے کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے ۔ چاندی بھی مَردوں کے لیے حرام ہے سوائے ساڑھے چار ماشہ سے کم کی انگوٹھی کے ۔ چاندی کی انگوٹھی اگر ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو تو جائز ہے ۔

ایک مچھلی نے غوطہ لگایا اور لوہے کی سوئی لے کر حاضر ہوگئی بس وزیر رونے لگا کہ میں نے تو آپ کو بے وقوف ملا سمجھا تھا لیکن میری محرومی کہ میں آپ جیسے ولی اللہ کو نہیں پہچان سکا اور مچھلیاں جانور ہو کر آپ کو پہچان گئیں، جانوروں نے آپ کو پہچان لیا اور میں انسان ہو کر آپ کو نہیں پہچان سکا ۔ ہائے میں کتنا محروم کتنا کمینہ و نالائق ہوں کہ آپ جیسے ولی اللہ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا، بے وقوف سمجھ رہا تھا مگر معلوم ہوا کہ آپ تو پہلے خشکی کے بادشاہ تھے اب خشکی اور تری دونوں کے بادشاہ ہیں آپ شاہِ بحر بھی ہیں اور شاہِ بر بھی ہیں ۔ پھر اس نے کہا کہ یہ نسبت مع اللہ کی دولت مجھ کو بھی دے دیجئے فرمایا اچھا چھ مہینے رہ جاؤ ۔ چھ مہینے وزیر ان کی خدمت میں رہ گیا اور ولی اللہ بن کر واپس ہوا ؎

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند

جن کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ نے مٹی کو سونا بنانے کی صلاحیت دی ہے ؎

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ مجھ پر بھی ایک نگاہ ڈال دیں جس سے میری مٹی بھی سونا بن جائے یعنی تعلق مع اللہ سے قیمتی ہو جائے۔ یہ شعر حافظ شیرازی نے سلطان نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ ان کا قصہ بھی بہت عبرت آموز ہے۔ ایک شخص کے سات لڑکے تھے جس میں حافظ شیرازی بھی تھے لیکن حافظ شیرازی جنگل میں اللہ کی یاد میں رویا کرتے تھے، خدا کی تلاش میں بے چین تھے سلطان نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اے سلطان نجم الدین جاؤ ایک بندہ میری یاد میں جنگل میں رو رہا ہے۔ تم اس کی رہنمائی کرو کبھی مرید کے اخلاص کے صدقہ میں پیر کو اس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا جذب اور حق تعالیٰ کی رحمت ہے۔ فوراً ان کے باپ کے گھر پہنچے اور پوچھا کہ آپ کے کتنے لڑکے ہیں کہا کہ چھ ہیں۔ فرمایا کہ بلاؤ لیکن ان کو دیکھ کر فرمایا کہ بھائی تمہارے کوئی اور لڑکا بھی ہے۔ کہا کہ ایک لڑکا ہے اور وہ پاگل ہو گیا ہے وہ جنگل میں روتا پھرتا ہے کسی کام کا نہیں رہا ہے وہ ہمارے کام کا نہیں ہے۔ دُنیا کے کاموں سے نفرت کرتا ہے، پتہ نہیں کس کی یاد میں روتا رہتا ہے۔ سلطان نجم الدین نے فرمایا کہ مجھے اسی لڑکے کی تلاش ہے۔ مجھ کو خدا نے اسی کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ جنگل میں گئے اور حافظ شیرازی دیکھتے ہی ان کو پہچان گئے۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

حافظ شیرازی نے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری آہ قبول کی اور ایک بندہ میری ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ اس وقت یہ شعر پڑھا۔

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند

جن کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ مٹی کو سونا کر سکتے ہیں

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

کیا یہ ممکن ہے کہ مجھ پر بھی ایک نگاہ کر دیں۔ سلطان نجم الدین نے فرمایا ؎

نظر کردم نظر کردم نظر کردم

میں نے کر دی نظر مجھے تو بھیجا ہی گیا تھا اس کام کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو کتنا بڑا ولی اللہ بنایا۔

کیا عوام بھی سلطان بلخ کا مقام حاصل کر سکتے ہیں ؟

بہت سے لوگ خواہشات کی سلطنت اپنے دل میں رکھتے ہیں یعنی ان کو حُسن پرستی کی اتنی شدید بیماری ہے کہ اگر سلطنت بلخ ان کے پاس ہو تو اس کو دے کر حسینوں کو حاصل کر لیں لیکن خوفِ خدا سے آسمان والے سے سودا کرتے ہیں کہ اے خُدا یہ حسین زمین کے چاند سُورج ہیں لیکن میں آپ کی رضا کے لیے ان کو چھوڑتا ہوں اگر میرے پاس سلطنت بلخ ہوتی تو سلطنت بلخ دے کر ان کو حاصل کر لیتا لیکن آپ کے خوف سے میں ان کو چھوڑتا ہوں، سلطنت بلخ کی قیمت کا یہ حسین یا حسینہ میرے پاس ہے لیکن آپ کے خوف سے میں اس سے کنارہ کش ہوں، نہ اس کو دیکھتا ہوں، نہ اس سے بات کرتا ہوں، کسی قسم کی حرام لذت نفس میں درآمد نہیں کرتا تو گویا سلطنت بلخ کا متبادل اللہ پر فدا کر دیا گیا۔ لہٰذا جنھوں نے اللہ کے خوف سے حسینوں سے نظر بچائی ہے اگرچہ مسکین و غریب ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو سلطان ابراہیم ابن

ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھڑا کرے گا ان شاء اللہ تعالےٰ کیونکہ انہوں نے ان خواہشات کو اللہ پر فدا کر دیا جن کی قیمت ان کے دل میں سلطنت بلخ کی متبادل تھی ؎

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے

اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حسن کے بے شمار چاند سورج توڑے ہیں یعنی ان سے صرفِ نظر کیا ہے ؎

تب کہیں جا کے دکھایا رُخِ زیبا تو نے

گناہوں کو چھوڑنے کا غم اٹھایا ہے تب کہیں جا کر اللہ ملا ہے اور فرماتے ہیں ؎

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گلِ تر کے واسطے ہم نے چمن لُٹا دیا

اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمنِ دُنیا کے سارے حسینوں کو نظرانداز کیا ہے، ان حسینوں کو جو قبروں میں خاک ہو جائیں گے۔ پیرکو میں نے اپنا تازہ شعر سنایا تھا آج پھر سُن لیجیے بالکل تازہ ہی ہفتہ کا میرا شعر ہے۔ اگر آپ تازہ جلیبی اور گرم امرتی پسند کرتے ہیں تو میرا شعر بھی گرم گرم اور تازہ ہے ؎

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مت چھوڑو۔ یہ حسین مرنے والے ہیں، فنا ہونے والے ہیں، خود مردہ ہیں تم کو مردہ کر دیں گے۔ سڑی ہوئی لاشیں ہونے والی ہیں۔ چند دن کی لذت عارضی ملی عزت دائمی گئی۔ تھوڑی سی لذت کے لیے اپنی عزت دونوں جہان میں برباد مت کرو۔ یہ تو ذلت دُنیا کی ہے آخرت میں

کیا ذلت ہوگی۔ اس کو سوچئے۔ یہ میرا تازہ شعر عبرتناک ہے ؎

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ

اب سُنئے

حضرت سلطان ابن ادھمؒ کی دوسری کرامت

سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے نام پر جو قربانی پیش کی اس کا ایک واقعہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں عربی زبان میں لکھا ہے۔ میں آپ کو اس کا ترجمہ سُناتا ہوں۔ ایک دن جا رہے تھے، راستہ میں ایک رئیس کا لڑکا شراب پی کر قے کر رہا تھا اتنی قے کی کہ مکھیاں جمع ہوگئیں، قے کرتے کرتے بے ہوش ہوگیا تھا۔ اسے دیکھ کر پہلے تو آپ کو بہت تکلیف ہُوئی کہ آہ جس زبان سے یہ اللہ کا نام لیتا ہے اسی زبان سے یہ ظالم شراب پیتا ہے۔ ایک بالٹی پانی لائے۔ قے کو دھویا اور اس کا منہ دھویا اور کہا اے اللہ یہ اگرچہ نالائق ہے آپ کی نافرمانی میں مبتلا ہے مگر آپ میرے دوست ہیں اور یہ دوست کا بندہ ہے۔ آپ کا بندہ سمجھ کر میں اس کی خدمت کر رہا ہوں اگرچہ گنہگار ہے لیکن اس کو نسبت آپ کے ساتھ ہے۔ جب ٹھنڈا پانی لگا تو اُٹھ کے بیٹھ گیا، ہوش آگیا۔ اس نے کہا کہ حضرت آپ اتنے بڑے ولی اللہ تارکِ سلطنتِ بلخ مجھ جیسے شرابی کے پاس کیسے آگئے؟ فرمایا کہ تم شراب کی حالت میں تھے مجھے رحم آگیا کہ میرے اللہ کا یہ بندہ اس حالت میں ہے، مکھیاں بھنک رہی ہیں میں نے تم کو اللہ کا بندہ سمجھ کر تمہاری خدمت کی کیونکہ دوست وہی ہے جو اپنے دوست کے بیٹوں کی نالائقی سے بددعا کے بجائے دُعا کرے کہ

اے اللہ ان کو بھی درست کر دے۔ اس نے کہا کہ اچھا میں تو سمجھتا تھا کہ اللہ والے گنہگاروں کو حقیر سمجھتے ہیں آج معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے بڑھ کر گنہگاروں پر رحم کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ لہٰذا ہاتھ بڑھایئے میں آج توبہ کرتا ہوں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوتا ہوں۔ سلطان ابراہیم بن ادھم نے ان کو بیعت کیا، توبہ کرائی۔ اسی وقت سلطان ابراہیم بن ادھم کو کشف ہوا کہ یہ توبہ کرنے والا اس وقت کے تمام اولیاء اللہ سے بڑھ گیا، ابھی کوئی اشراق، کوئی تہجد، کوئی تلاوت کوئی وظیفہ نہیں پڑھا لیکن اولیاء اللہ کے بہت اونچے مقام پر پہنچ گیا۔

جی اُٹھے مُردے تری آواز سے

صحبت اہل اللہ کی تاثیر کا راز

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ وقت کے اسرافیل ہیں۔ جیسے اسرافیل علیہ السلام جب صور پھونکیں گے تو مُردے زندہ ہو جائیں گے اولیاء اللہ کی صحبت سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں ؎

ہیں کہ اسرافیل وقت اند اولیاء

مردہ را زیں شاں حیات ست ونما

مُردوں کو جیسے اسرافیل علیہ السلام سے حیات ملے گی، مُردے زندہ ہو جائیں گے اسی طرح اولیاء اللہ کی صحبت سے بھی مُردے زندہ ہو جاتے ہیں یعنی غافل اللہ والا بن جاتا ہے۔ اسی رات حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ کیا شان ہے اللہ والوں کی کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ دریافت کیا کہ اے اللہ ایک بندہ شرابی میرے ہاتھ پر بیعت ہوا توبہ کی۔ ابھی اس نے نہ تہجد

پڑھی، نہ تلاوت کی، نہ کوئی ذکر کیا اس کو آپ نے اتنا بڑا ولی اللہ کس وجہ سے بنا دیا کہ ابھی تو کوئی اعمال اس نے نہیں کیے خالی توبہ کی ہے۔ ارشاد ہوا کہ توبہ کرنے سے میرا بندہ اسی وقت محبوب بن جاتا ہے۔ اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ یعنی اَلَّذِیْ تَابَ کَانَ حَبِیْبَ اللّٰہِ جو توبہ کرتا ہے اسی وقت اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے اے ابراہیم ابن ادہم میں نے اس کو اتنا بڑا ولی اللہ کیوں بنایا، سُن لو! جب تم اس کا چہرہ دھو رہے تھے میری خاطر سے کہ میرے اللہ کا بندہ ہے اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْھَہٗ لِاَجْلِیْ تو نے اس کا مُنہ دھویا میری خاطر سے کہ میرا بندہ ہے فَغَسَلْتُ قَلْبَہٗ لِاَجْلِکَ میں نے اس کا دل دھو دیا تیری خاطر سے کہ میرا ایک ولی تارک سلطنتِ بلخ سلطان ابراہیم ابن ادہم جس نے سلطنت مجھ پر فدا کر دی میں نے بھی اس کی کرامت ظاہر کر دی کہ میرا اتنا بڑا ولی اللہ جس نے سلطنت مجھ پر لُٹا دی وہ میری خاطر سے ایک شرابی کا مُنہ دھو رہا ہے تو میں نے اپنے اس ولی کی خاطر سے اس کا دل دھو دیا اور جس کا دل خدا دھو دے اس کے دل میں رذائل کا امالہ نہیں ہوتا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اب اس کے دل میں رذائل کا کوئی مادہ نہیں رہ گیا لہٰذا اس سے بڑھ کر کون ولی اللہ ہو گا جس کا دل خدا دھو دے۔

زکوٰۃ کے فقہی مسئلہ سے صحبتِ اہل اللہ پر عجیب استدلال

اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ جو اللہ والے مجاہدہ کیے ہوئے ہیں ان کی صحبت کی برکت سے بہت جلد انسان ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال دیکھئے۔ آپ کے پاس دس ہزار روپے ہیں اور ربیع الاوّل میں مثلاً آپ زکوٰۃ دیتے ہیں تو صفر میں ایک رقم دس ہزار

کی اور آگئی تو ربیع الاول میں آپ پر بیس ہزار کی زکوٰۃ واجب ہو جائے گی حالانکہ اس دس ہزار پر بھی پورا سال نہیں گذرا لیکن پہلے دس ہزار پر گیارہ مہینے گذر چکے ہیں اس رقم نے گیارہ مہینے مجاہدہ کیا ہے لہٰذا اب جو رقم آئی وہ ایک ہی مہینہ میں بالغ ہو گئی یعنی ربیع الاول میں زکوٰۃ اس پر بھی فرض ہو جائے گی کیوں؟ اس لیے کہ گیارہ مہینہ کی مجاہدہ کی ہوئی رقم کی صحبت اس کو مل گئی۔ اس صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس رقم کو جو سال بھر میں زکوٰۃ کے قابل ہوتی ایک ہی مہینہ میں اس قابل کر دیا کہ وہ زکوٰۃ کے قابل ہو گئی۔ اسی طرح جو اہل اللہ اللہ کے راستہ میں پہلے سے بہت بڑے بڑے مجاہدات کیے ہوتے ہیں ان کی صحبت کے صدقے میں اللہ تعالیٰ جلد اللہ والا بنا دیتا ہے

تو حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے اتنے بڑے واقعہ سے یہ سبق ملا کہ اللہ والوں کی صحبت سے اتنی جلد اللہ کا راستہ طے ہو جاتا ہے ؎

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گذر چلیں
سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حکیم اختر یوں تو اللہ کا راستہ مشکل ہے نفس سے مقابلہ مشکل ہے مگر اللہ والوں کی صحبت سے اور ان کی دعاؤں سے اللہ کا راستہ نہ یہ کہ آسان ہو جاتا ہے بلکہ مزے دار بھی ہو جاتا ہے

تفسیر روح المعانی میں سلطان ابراہیم ابن ادھمؒ کا تذکرہ

ان کا تذکرہ تفسیر روح المعانی میں بھی علامہ آلوسی نے فرمایا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی پارہ ۲۴ میں واقعہ بیان کیا کہ جب یہ حج کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ

سے انہوں نے سوال کیا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعِصْمَۃَ اے خدا مجھے عصمت دے دے معصوم کردے، مجھ سے کبھی گناہ نہ ہو۔ کعبہ سے آواز آئی یا سلطان ابراہیم ابن ادھم اِنَّ النَّاسَ یَسْئَلُوْنَنِیْ الْعِصْمَۃَ سارے انسان مجھ سے عصمت مانگتے ہیں اگر میں سب کو معصوم کردوں کسی سے کبھی کوئی خطا نہ ہو فَعَلٰی مَنْ یَّتَکَرَّمُ وَ عَلٰی مَنْ یَّتَفَضَّلُ تو میری مہربانی میرا کرم کس پر ہوگا ؟

حق تعالےٰ کی صفت غفاریت پر اعتماد کا مطلب

اس کا مطلب

یہ نہیں ہے کہ آپ لوگ گناہ اس نیت سے کریں کہ ہم پر مہربانی ہو۔ نہیں اگر کوئی مرہم کی ڈبیہ آپ کو دے دے کہ جو آگ سے جل جائے اس کے لیے ہمدرد کا یہ مرہم سو فیصد مفید ہے تو کیا آپ اپنے ہاتھ کو آگ میں جلائیں گے کہ اس مرہم کو دیکھوں مفید ہے یا نہیں جس طرح سے اللہ تعالےٰ یقیناً رزاق ہے مگر آپ دُکان کھولتے ہیں، نوکری کرتے ہیں لہٰذا صفت غفار پر اتنا ہی بھروسہ کیجیے جتنا رزاق پر کرتے ہیں۔ کیا صفت رزاق پر بھروسہ کرکے آپ نے دُکان بند کی ہے یا نوکری چھوڑی ہے۔ جتنا بھروسہ صفت رزاق پر ہے اتنا ہی صفت غفار پر کیجیے۔ یہ نہیں کہ صفت غفاریت کے بھروسہ پر گناہوں پر جری ہوجاؤ اور گناہوں سے بچنے کی محنت چھوڑ دو۔ اللہ رزاق ہے روزی تو اللہ ہی دیتا ہے مگر محنت کرتے ہو یا نہیں۔ اسی طرح اللہ غفار ہے مگر گناہوں سے بچنے میں جان کی بازی لگا دو جَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ اتنی محنت کرو کہ مجاہدہ کا حق ادا کردو پھر بھی اگر کبھی غلطی ہوجائے اس وقت کے لیے، ایمرجنسی کے لیے ہے استغفار و توبہ۔ یہ نہیں کہ توبہ کے سہارے پر گناہ

کرنے لگو۔ کیونکہ توبہ کی توفیق آسمان سے نازل ہوتی ہے اگر آسمان والا روک دے کہ یہ منحوس، بدمعاش، خبیث ہمیشہ توبہ کے سہارے گناہ کرتا ہے تو توبہ کی توفیق اگر آسمان سے نہ آئی تو کیا ہوگا۔ پھر اسی گناہ کی حالت میں بُری موت آئے گی۔ پس توبہ کی توفیق آسمان سے ہے فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی تاکہ وہ توبہ کرلیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَیْ وَفَّقَهُمْ لِلتَّوْبَةِ اللہ تعالیٰ نے توفیق توبہ ان کو آسمان سے دی تاکہ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلیں۔ معلوم ہوا کہ توفیق توبہ آسمان سے عطا ہوتی ہے۔ لہٰذا توبہ پر سہارا کر کے گناہ کرنے والا انٹرنیشنل بے وقوف اور گدھا ہے۔

سلبِ توفیقِ توبہ کا ایک عبرتناک واقعہ

ناظم آباد نمبر ۴ میں ایک خانساماں کا قصہ سُنا چکا ہوں وہ ہر وقت لڑکیوں کو چھیڑتا رہتا تھا جب مرنے لگا تو اس کے دوست نے کہا کہ بھیا اب تم توبہ کرلو۔ اس نے کہا کہ سب الفاظ میری زبان سے نکل رہے ہیں لیکن یہ لفظ جو تم کہہ رہے ہو یہ میرے مُنہ سے نہیں نکل رہا ہے۔ یہ ابھی زمانے کا قصہ ہے پُرانا نہیں ہے لفظ توبہ اس کے منہ سے نہیں نکلا۔ بسکٹ، ڈبل روٹی، چائے لاؤ، ہسپتال لے چلو ڈاکٹر کو بلاؤ ساری دُنیا کی لُغت نکل رہی ہے مگر اس کا دوست جب کہتا تھا کہ ایک دفعہ کہہ دو یا اللہ توبہ تو کہتا تھا یہ جو تم کہہ رہے ہو یہ میرے مُنہ سے نہیں نکل رہا ہے۔ یہ ابھی زمانہ کا قصہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ بیس پچیس سال پہلے کا قصہ ہوگا۔ اس لیے دوستو! اللہ سے ڈرتے رہو ایسا نہ ہو کہ توفیق توبہ سلب ہو جائے۔

بادشاہ امراء القیس کے جذب کا واقعہ

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک بادشاہ کو بھی اسی طرح جذب کیا اس کا نام تھا امراء القیس رات ہی رات بادشاہت چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلا گیا وہاں اینٹیں بنانے لگا جسے یہاں بلاک کہتے ہیں اور چہرے پر نقاب ڈال دیا۔ مزدوروں کے ساتھ اینٹیں بناتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے۔ ایک دن کما لیا چھ دن اللہ اللہ کرتے۔ ایک دن تیز ہوا چلی۔ نقاب ہٹ گیا مزدوروں نے اس کا چہرہ دیکھ لیا۔ بادشاہ کا چہرہ کہاں چھپ سکتا ہے سب نے کہا کہ بھائی یہ تو مزدور نہیں ہے۔ یہ تو کوئی بہت بڑا شخص ہے۔ چہرہ پر اقبال شاہی ہے۔ یہ خبر اس ملک کے بادشاہ کو پہنچ گئی وہ بادشاہ گھبرایا ہوا آیا اور اس نے کہا ان مزدوروں کو یہاں سے ہٹادو اور وہ جو نقاب ڈالے ہوئے مزدور ہے اس کو میرے پاس بلاؤ۔ اور اس سے کہا کہ نقاب ہٹائیے اب بادشاہ کا حکم تو ماننا ہی تھا ایک ملک کا بادشاہ دوسرے ملک میں تو غلام ہوتا ہے۔ نقاب ہٹایا تو بادشاہ نے کہا کہ دیکھئے آپ مزدور نہیں ہیں۔ جس طرح ولی ولی کو پہچانتا ہے بادشاہ بادشاہ کو پہچانتا ہے آپ کے چہرہ سے آثار سلطنت ظاہر ہیں آپ سچ سچ بتائیے کہ آپ یہاں کیسے آگئے اور کیوں مزدور بنے ہوئے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کی محبت میں اپنی سلطنت چھوڑ کر یہاں سکون سے عبادت کر رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ میرے پاس چلئے میرے شاہی محل میں۔ میں اپنے تخت سلطنت پر آپ کو بٹھالوں گا اور یہ شعر پڑھا ؎

پیش ما باشی کہ بخت ما بود

اے عظیم شخص تم میرے سامنے رہو تو میری خوش نصیبی ہو گی ؎

جان ما از وصل تو صد جاں شود

میری جان تمہاری ملاقات سے سو جان رہے گی ہر وقت میں تم کو دیکھ کر خوش رہوں گا اور اس بادشاہ نے یہ بھی کہا کہ ؎

ہم من و ہم ملک من مملوک تو

میں بھی آپ کا غلام ہوں اور میری سلطنت بھی آپ کی غلام ہے ؎

اے بہ ہمت ملک ہا متروک تو

آپ کی عالی ہمتی کہ آپ تارک سلطنت ہیں آپ تو سلطنت کو چھوڑ چکے آپ کی ہمت عالی کے مقابلہ میں ہزاروں سلطنتیں چھوٹ سکتی ہیں۔

میرے دوستو! سن لو ایسی ہمت کرو کہ ہزاروں گندی خواہشات ہوں بس سب کو ترک کر دو۔ سلطنت کے بجائے آپ خواہشات ترک کر دیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اس شاہ تارک سلطنت نے اس ملک کے بادشاہ کے کان میں ایک بات کہدی۔ اس کے جرے تو کس نہ بساتے۔ جو اپنے کو اللہ کے عشق و محبت میں جلاتا ہے، مجاہدہ کرتا ہے غم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو دردِ دل اور قلب بریاں اور اس کی گفتگو میں اثر ڈال دیتے ہیں۔ درد بھرے دل سے اس نے اس بادشاہ کے کان میں ایک بات کہی۔ اس بادشاہ نے کہا کہ اچھا اللہ کے نام میں اتنا مزہ ہے! اس نے بھی سلطنت چھوڑ دی اور کہا کہ چلو ہم دونوں آدمی مل کر کسی تیسرے ملک میں چلیں۔ اینٹیں بنائیں مزدوری کریں اور اللہ کو یاد کریں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ہزاروں سلطنتیں اس خالق سلطنت پر فدا ہو چکیں۔ اپنی اپنی قسمت ہے جس کو چاہے وہ مالک جذب کر لے۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی

جب اللہ تعالیٰ اپنا بنانا چاہتے ہیں تو اس کے طریقے اور اس کے آداب خود بتا دیتے ہیں۔ ایک فقیر کو اللہ نے بادشاہ بنا دیا وہ بھیک مانگنے آیا تھا، اس سلطنت کا بادشاہ مر چکا تھا۔ سلطنت کے وزراء نے پارلیمنٹ میں مشورہ کیا کہ کل صبح بادشاہ کے قلعہ کے سامنے سب سے پہلے جو انسان آئے گا اس کو بادشاہ بنائیں گے۔ خدا کے حکم سے وہ بھک منگا آگیا۔ اس نے کہا کہ اللہ کے نام پر روٹی دے دو۔ وزیروں نے اس کو پکڑ کر بادشاہ بنا دیا کیونکہ رات اسمبلی میں یہ مشورہ ہو چکا تھا۔ جھٹ اس کو نہلایا اور بادشاہی لباس پہنا کر اس بھیک منگے کو تختِ شاہی پر بٹھا دیا۔ جب شاہی اجلاس ہوا تو اس بھک منگے نے سارے شاہی فرامین جاری کیے اور صحیح فیصلے کیے۔ وہ جب فیصلے کر چکا تو دو وزیروں کو بلایا کہ اے وزیرو! میری بغل میں ہاتھ لگاؤ اور پہلے بادشاہ کی طرح مجھے آدابِ شاہی کے ساتھ شاہی محل میں لے چلو۔ وزیروں نے کہا کہ اگر جان بخشی جائے تو کیا ہم ایک سوال کر سکتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا ہاں اجازت ہے۔ کہا کہ آپ تو سات پشت سے بھک منگے تھے۔ یہ بات ہم سب جانتے ہیں۔ آپ کے باپ کا نام یہ تھا، دادا کا نام یہ تھا، آپ نے صبح کہا تھا کہ اللہ کے نام پر دو روٹی۔ پھر یہ آدابِ سلطنت آپ کو کس نے سکھلا دیئے۔ اس فقیر بھک منگے نے جواب دیا کہ جو اللہ ایک فقیر بھک منگے کو سلطنت عطا کر سکتا ہے وہ آدابِ سلطنت

بھی سکھا سکتا ہے جو اللہ ہمیں ولی بنا سکتا ہے وہ آداب ولایت آداب دوستی آداب تقویٰ آداب محبت اور ترکِ معصیت کی ہمت بھی عطا کر سکتا ہے وہ ہمیں آداب بندگی بھی سکھا سکتا ہے ۔ مانگو تو سہی، اُوپر سے فیصلہ تو کراؤ۔ ان شاء اللہ پھر سب گندے خیالات خناس کی طرح نکل جائیں گے جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہو گئے۔ یہ محاورہ ہے ورنہ گدھے کے سینگ نہیں ہوتے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کا وجود نہ رہے۔

حضرت جنید بغدادی کا واقعۂ جذب

اب اس کے بعد حضرت جنید بغدادی کا واقعہ سُنئے۔ یہ پہلے پہلوانی کی روٹی کھاتے تھے، ولی اللہ نہیں تھے۔ ایک دن شاہ بغداد نے اعلان کیا کہ آج جنید بغدادی پہلوانی دکھائے گا، ہے کوئی جو مقابلہ میں آئے۔ ایک سید صاحب بڑے میاں کانپتے ہوئے گردن ہلتی ہوئی کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں لڑوں گا ان سے۔ سب نے قہقہہ لگایا، تالیاں بجائیں لیکن بادشاہ قانون سے مجبور تھا کہ جو آدمی خود کو مقابلہ کے لیے پیش کر دے اس کو کیسے کہدے کہ نہیں تم نہیں لڑ سکتے۔ لہٰذا بادشاہ نے سید صاحب کو اجازت دے دی۔ سید صاحب ساٹھ پینسٹھ برس کے۔ جب دونوں کشتی کے لیے اترے تو حضرت جنید بغدادی بھی حیران، بادشاہ بھی حیران ساری رعایا، ساری سلطنت کی پبلک حیران کہ یا اللہ یہ بڈھا کیسے لڑے گا! جب بڈھا اترا تو اس نے جنید بغدادی سے کہا کہ اپنا کان یہاں لاؤ اور کان میں کہا کہ دیکھو میں تم سے جیت نہیں سکتا ہوں بوڑھا ہوں گردن ہل رہی ہے، کمزور ہوں، دس دن سے کھانا نہیں کھایا لیکن میں سید ہوں

اولاد رسول ہوں، میرے بچوں کو بھی فاقہ ہے اگر تم آج اپنی عزت کو اللہ کے نبی کے عشق و محبت میں قربان کر دو اور ہار جاؤ تو یہ انعام مجھے مل جائے گا اور سال بھر کے لیے میری اور میرے بچوں کی روٹی کا انتظام ہو جائے گا۔ میرا قرضہ ادا ہو جائے گا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے خوش ہو جائیں گے۔ کیا تم اے جنید اپنی عزت کو اولادِ رسول پر فدا نہیں کر سکتے ؟ جنید بغدادی نے دل میں سوچا آج موقعہ اچھا ہے۔

محبت کی بازی وہ بازی ہے دانش
کہ خود ہار جانے کو جی چاہتا ہے

بس بصد شوق جنید بغدادی نے دو چار ہاتھ اِدھر اُدھر چلائے، اپنا کرتب دکھایا تاکہ بادشاہ کو نورا کشتی نہ معلوم ہو یعنی ملی بھگت نہ معلوم ہو۔ جنید بغدادی نے خوب دانت پیسے اور زور لگایا مگر اوپر اوپر سے، اندر سے طاقت استعمال نہیں کر رہے تھے۔ اتنے میں گر گئے اور وہ سید صاحب سینہ پر چڑھ گئے اور سارا انعام لے گئے۔ رات کو خواب میں جنید بغدادی کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جنید تم نے اپنی عزت اور آبرو کو، اپنی بین الاقوامی شہرت کو، پورے بغداد میں اپنے نام اور جاہ کو میری اولاد کی محبت میں فدا کر دیا جو فاقہ سے تھی۔ آج سے تم اولیاء اللہ کے رجسٹر میں ہو گئے۔

پھر اتنے بڑے پہلوان نے اپنے نفس کو اتنا مٹایا کہ ایک بار اعلان ہوا کہ اس مسجد میں جو سب سے کمترین اور بدترین انسان ہو وہ مسجد چھوڑ دے سب سے پہلے جنید بغدادی نکلے اور فرمایا میں سب سے بدترین انسان ہوں گنہگار ہوں۔ ان کے شیخ کو جب اطلاع دی گئی کہ آج جنید بغدادی نے یہ کرتب دکھایا ہے تو فرمایا کہ

آہ! ایسی چیز تو ہے جس نے جنید کو جنید بنایا ہے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اپنے کو کچھ نہیں سمجھتا ؎

کچھ ہونا مرا ذلت و خواری کا سبب ہے
یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

سب سے بڑی فقیری اپنے کو مٹا دینا ہے، نفسانی خواہشات کو مٹانا ہے، باہ کو مٹانا ہے، جاہ کو بھی مٹانا ہے۔ بس دو ہی تو مرض ہیں ایک باہی دوسرا جاہی الحمد للہ جذب کا ایک قصہ یہ بھی بیان ہو گیا، اب دو قصے اور باقی رہ گئے ہیں اس کے بعد ختم کرتا ہوں۔ آج جمعہ کو اس مضمون کو ختم کرنے کا ارادہ ہے دُعا بھی کیجئے

مشہور شاعر حفیظ جونپوری کا واقعۂ جذب

جون پور میں حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ایک شرابی آیا اور اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میں آپ کو جانتا ہوں۔ آپ بی اے ہیں علیگڈھ سے بی اے علیگ اور ایل ایل بی ہیں۔ اس کے باوجود یہ گول ٹوپی اور لمبا کرتہ۔ میں شراب پیتا ہوں کیا میں بھی آپ کی طرح ولی اللہ ہو سکتا ہوں۔ دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے پاس بڑے بڑے علماء آرہے ہیں۔ فرمایا کہ جہاں سے میں بنا ہوں وہیں آپ چلے جائیں مجھ کو بھی کوئی سنوارنے والا ہے۔ وہ تھانہ بھون میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ بس انھوں نے فوراً سفر کیا اور وہاں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن بیعت ہونے سے پہلے ڈاڑھی منڈائی جو تھوڑی تھوڑی نکل آئی تھی۔ حضرت نے پوچھا کہ جب توبہ کرنے آئے ہو تو ڈاڑھی کیوں منڈائی۔ کہا کہ آپ

حکیم الامت ہیں میں مریض الامت ہوں آپ کو پورا مرض دکھا دیا اب ان شاء اللہ اس پر اُسترا نہیں لگے گا۔ بیعت ہو کر واپس آتے ڈاڑھی رکھی شراب چھوڑی۔ یہ شخص اتنا بڑا ولی اللہ ہوا کہ میرے شیخ و مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرنے سے تین دن پہلے ان پر گریہ طاری ہوا۔ اپنے گھر کے صحن میں ایک دیوار سے دوسری دیوار تک تڑپتے جاتے تھے یہاں سے تڑپتے ہوئے وہاں اور وہاں سے یہاں۔ رو رو کر جان دے دی۔ دل پر خدا کا ایسا خوف طاری ہوا کہ شہید ہو گئے۔ اس کو شہادت کہتے ہیں، جس کا پتہ خدا کے خوف سے پھٹ جائے وہ شہید ہوتا ہے۔ اللہ کے جذب سے ولی اللہ ہوتے، اللہ ہی نے توفیق دی اور آخر میں اپنے دیوان میں تین شعر بڑھا گئے۔ شعر کیا ہیں ایک ایک لفظ درد میں ڈوبا ہوا ہے ؎

مری کھل کر سیہ کاری تو دیکھو
اور ان کی شانِ ستاری تو دیکھو
گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

اب تیسرا شعر سنئے جو نچوڑ ہے اور حاصل ہے تمام شعروں کا ؎

ہوا بیعت حفیظ اشرف علی سے
بایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

ان کے یہ تین شعر میرے شیخ سُنایا کرتے تھے، دیوان حفیظ میں یہ اشعار دیکھ لیجئے ان کا دیوان مشہور ہے۔

اب آخری قصہ بیان کر کے بیانِ جذب ختم کرتا ہوں۔

رئیس المتغزلین جگر مُراد آبادی کے جذب کا واقعہ

آپ نے نام سُنا ہوگا

جگر مُراد آبادی کا۔ اتنا پیتے تھے کہ دو آدمی اُٹھا کر سٹیج پر لاتے تھے شعر پڑھنے کے لیے۔ میر صاحب عشرت جمیل نے ان کو دیکھا ہے۔ دو آدمیوں نے اٹھایا اور تخت پر لائے اور پھر وہ شعر پڑھتے تھے مگر ظالم کی آواز ایسی تھی کہ سارا مجمع ان کے بالکل قابو میں ہوتا تھا لیکن چونکہ ولی اللہ ہونے والے تھے تو گناہ کی حالت میں بھی ان کے دل میں ندامت رہتی تھی، علامت جذب کی ایک یہ بھی ہے۔ سُورج تو نکلتا ہے ایک گھنٹے کے بعد مگر آسمان پہلے ہی لال ہو جاتا ہے جس کو خدا جذب کرنے والا ہوتا ہے گناہوں کی حالت میں بھی اس کے قلب میں ندامت رہتی ہے کہ میں کیا کمینہ پن اور بے غیرتی اور بے شرمی کی زندگی گذار رہا ہوں۔ اس کی یہ ندامت ایک دن رنگ لاتی ہے۔ لہٰذا جگر صاحب نے اپنے دیوان میں یہ شعر لکھا ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

یہ دھڑکن جو ہوئی خوفِ خدا کی یہ علامت جذب کا نقطۂ آغاز ہے۔ یہ اللہ کے خوف سے دل کا دھڑکنا جذب کا نقطۂ آغاز ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ سے پوچھا کہ آپ ڈپٹی کلکٹر ہیں مگر گول ٹوپی لمبا کرتہ ٹخنوں سے اونچا جامہ ہاتھ میں تسبیح یہ بزرگی کہاں سے آپ کو ملی ؟ فرمایا تھانہ بھون میں حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ ہے۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا

پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

کہا کیا مجھ جیسا شرابی بھی وہاں جا سکتا ہے کہا بالکل۔ کہا لیکن میں تو شراب وہاں بھی پیوں گا۔ کیا مولانا خانقاہ میں شراب پینے دیں گے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا میں پوچھ کر بتاؤں گا۔ تھانہ بھون گئے حکیم الامت سے عرض کیا کہ جگر صاحب آنا چاہتے ہیں آل انڈیا شاعر ہیں لیکن کہتے ہیں کہ خانقاہ میں بھی آ کر شراب پیوں گا مگر آنا چاہتا ہوں، بزرگوں کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ نے کیا جواب دیا کہا میں نے جواب دیا کہ خانقاہ میں تو مشکل ہے۔ فرمایا خواجہ صاحب آپ نے صحیح جواب نہیں دیا اب جا کر ان سے اشرف علی کا سلام کہو اور یہ کہو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کافر کو اپنا مہمان بنا سکتے ہیں تو جگر تو مسلمان ہے ان کو میں اپنے گھر مہمان بناؤں گا اور ان کو ایک کمرہ دے دوں گا پھر وہ جانیں اور ان کا اللہ جانے۔ مگر خانقاہ قومی ادارہ ہے اس میں کوئی شراب نہیں پی سکتا۔ جگر صاحب نے جب یہ جواب سُنا تو رونے لگے کہ آہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ اللہ والے ایسے ہوتے ہیں پھر جگر صاحب تھانہ بھون پہنچے اور انہوں نے حضرت سے چار دُعائیں کرائیں کہ حضرت میرے لیے دعا فرما دیجئے کہ ا، میں شراب چھوڑ دوں کیونکہ پیتے پیتے زندگی گذر گئی اور اتنا پیتا ہوں کہ بے حساب پیتا ہوں اور ۲، میں پوری شرعی ڈاڑھی رکھ لوں ۳، حج کر لوں ۴، میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ یہ چار دعائیں کرائیں۔ حکیم الامت کے ہاتھ اٹھ گئے ؎

کہ دُعائے شیخ نے چوں ہر دُعا ست

اللہ والوں کی دُعا عام دُعاؤں سے کہیں ممتاز و بالاتر ہوتی ہے۔ دُعا کرا کر واپس آئے۔ شراب چھوڑ دی یہاں تک کہ بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں کے بورڈ نے فیصلہ کیا کہ جگر صاحب اگر شراب نہیں پئیں گے تو مر جائیں گے اور کہا کہ جگر صاحب آپ قومی امانت ہیں آپ کی زندگی ہمارے لیے عزیز تر ہے آپ تھوڑی سی پی لیا کریں ورنہ مر جائیں گے۔ جگر کا جگر خراب ہو جائے گا، ایسا جگر جو عاشق شراب جگر ہے

ناراضگی حق کے ساتھ جینے سے رضائے حق کیساتھ مرنا بہتر ہے

جگر صاحب نے کہا کہ اگر میں کچھ پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ آٹھ دس سال اور جی جائیں گے۔ فرمایا میں حرام شراب پیتا رہوں اور دس سال خدا کے غضب اور قہر کے سائے میں جیتا رہوں اس سے بہتر ہے کہ شراب چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ابھی میری روح پرواز کر جائے شراب چھوڑنے سے یہی تو ہوگا کہ میری روح نکل جائے گی میں لبیک کہتا ہوں اپنے اللہ کو کہ اے اللہ جگر شراب چھوڑ کر اپنی موت کو لبیک کہتا ہے، آپ کی رحمت کے سائے کو لبیک کہتا ہے تو جب سایۂ رحمت ملے گا گناہ کرتا رہوں گا تو اللہ کے غضب اور قہر میں زندگی گذرے گی۔ اگر پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا، ایک دن تو مروں گا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اچھی بات ہے اس سے آگے ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ جب کوئی گناہ چھوڑنے کا غم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے لیے آجاتی ہے۔ جگر صاحب کو اللہ نے پہلے سے بھی اچھی صحت دے دی۔ جو ڈاکٹر کہہ رہے تھے کہ نہ پیو گے تو مر جاؤ گے۔ چھوڑنے سے صحت اور بھی اچھی ہو گئی۔ پھر جگر صاحب بمبئی سے حج

کرنے گئے داڑھی کی بنیاد ڈال دی، حج سے واپس آتے، بحری جہاز سے چار مہینے لگے ۔ چار مہینے میں پوری ایک مٹھی داڑھی آگئی ۔ اب جب واپس آتے تو آئینہ میں اپنے چہرہ کو دیکھا ۔ حج کے زمانہ میں آئینہ دیکھنے کا موقع حاجیوں کو کہاں ملتا ہے جب آئینہ میں چہرہ دیکھا تو خود اپنے اوپر ایک شعر کہا اپنی داڑھی پر ایک شعر کہا اور پھر میرٹھ شہر گئے اور تانگے پر بیٹھے تو تانگہ والا وہی شعر پڑھ رہا تھا جو جگر صاحب نے بمبئی میں کہا تھا وہ شعر یہ ہے ۔

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا
سُنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

تانگے والا پڑھ رہا تھا اور یہ رو رہے تھے کہ آہ یہ شعر بمبئی کا یہاں بھی پہنچا ہوا ہے ۔ سب دُعائیں قبول ہوگئیں اب رہ گیا حُسنِ خاتمہ فَاَرْجُوا الرَّابِعَةَ چوتھی کی امید لے کر گئے ان شاء اللہ امید بھی ہے کہ جب سب دُعائیں قبول ہوگئیں تو آخری سب سے اہم دُعا بھی ان شاء اللہ قبول ہے ۔

تجلیاتِ جذب کے زمان و مکان

اب جذب کے راستے کیا ہیں ؟ یہ بھی بتائے دیتا ہوں ۔ یہ آخری بیان ہے جذب کا ۔ کوئی اگر چاہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی جذب عطا فرما دے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ایک مکان اور ایک زمان دو چیزیں بتائی ہیں ۔ زمان کیا ہے اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ ... الخ (جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۹۵) اے لوگو اے میری اُمت والو ہمارے اس زمانہ کے دن و رات میں اللہ تعالیٰ کے جذب کی تجلیات اور ان کے قرب کی ہوائیں آتی رہتی ہیں

فَتَعَرَّضُوْا لَهٗ پس ان کو تلاش کرو، غافل نہ رہو وہ تجلی اگر تم کو مل گئی فَلَا تَشْقَوْنَ بَعْدَهَا اَبَدًا تو تم کبھی بد بخت و بد نصیب نہیں ہو گے ہمیشہ کے لیے ولی اللہ بن جاؤ گے۔ نفس و شیطان تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ دن و رات میں یہ تجلیات کب آتی ہیں اگر کوئی بتادے کہ جمعہ کے دن ایک عظیم نعمت آنے والی ہے تو آدمی پوچھے گا کہ کہاں؟ کراچی کہ حیدر آباد کہ لاہور؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری شریف میں اس کا مکان بھی بتا دیا کہ وہ تجلی کہاں نازل ہوتی ہے۔ فِیْ اَیَّامِ دَهْرِکُمْ تو اس حدیث میں وارد ہے کہ تمہارے زمانہ کے دنوں میں اللہ کی رحمت کی وہ ہوائیں آتی ہیں۔ نفحات کا ترجمہ عام علماء نے کیا ہے کہ نسیم کرم کے جھونکے' اللہ کی نسیم کرم کے جھونکے جو دُنیا میں آسمان سے آتے ہیں ۲۔ بعض بزرگوں نے ترجمہ کیا جَذَبَات یعنی جذب کرنے والی تجلیات۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نفحات کا ترجمہ جَذَبَات ہے یعنی اللہ جذب کرنے والی تجلی دُنیا میں بھیجتا ہے جس کو لگ جاتی ہے وہ جذب ہو جاتا ہے۔ پس ایک طبقہ نے ترجمہ کیا نسیم کرم۔ ملا علی قاری نے کیا جَذَبَات یعنی کھینچنے والی تجلیات، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے التشرف فی احادیث التصوف میں نفحات کا ترجمہ کیا اَلتَّجَلِّیَاتُ الْمُقَرِّبَاتُ اللہ کے وہ جلوے وہ تجلیات جس سے بندہ کو اللہ تعالیٰ اپنا پیارا اور مقرب کر لیتے ہیں لیکن اَیَّامِ دَهْرِکُمْ سے آپ کو زمانہ معلوم ہوا لیکن یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہ تجلیات کہاں ملتی ہیں۔ مکان بھی تو معلوم ہونا چاہیے۔ کوئی کہہ دے کہ اس زمانہ میں بھی ولی اللہ رہتے ہیں تو زمانہ تو معلوم ہوا لیکن یہ بھی تو پتہ چلے وہ کس شہر میں ہیں، کس ملک میں ہیں۔ بولیے

خالی زمانہ معلوم ہونے سے آپ تلاش کر سکتے ہیں ؟ اس حدیث سے آج کوئی شخص ان تجلیات کا مکان تلاش نہیں کر سکتا تھا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت پر احسان ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے مقبول بندے جہاں رہتے ہوں تم ان کے پاس جاؤ۔ ان کے پاس بیٹھو هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ ۔ (بخاری جلد ۲ باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ) ان کی صحبت کی برکت سے تمہاری شقاوت تمہاری بدبختی و بدنصیبی خوش نصیبی سے بدل جائے گی۔ یہی ہے لَا تَشْقَوْنَ بَعْدَهَا اَبَدًا اس حدیث میں تجلیاتِ جذب کا زمانہ بتایا گیا کہ اس دُنیا کے شب و روز میں جس کو وہ تجلی مل گئی وہ شقی نہیں رہ سکتا اور بخاری کی اس حدیث پاک لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ میں ان تجلیات کا مکان بتایا گیا کہ وہ اللہ والوں کی جگہ ہے جہاں وہ تجلیات جذب کی آتی ہیں، جہاں اللہ والے رہتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ ہر وقت جذب کی تجلیات نازل کرتا ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص پنکھا جھل رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ حضرت اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے اللہ کی رحمت دوسروں کو کیسے ملے گی کیونکہ عمل تو ان کا اچھا ہے ان پر فضل ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن دوسرے تو نالائق بیٹھے ہیں ان کو رحمت کیسے ملے گی ؟ فرمایا کہ تو مجھے پنکھا جھل رہا ہے یا ان سب کو؟ کہا میں تو آپ ہی کو جھل رہا ہوں۔ فرمایا کہ یہ جتنے میرے پاس بیٹھے ہیں ان کو ہوا لگ رہی ہے یا نہیں۔ جب اللہ کی رحمت کسی پر برستی ہے اس کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی وہ رحمت ملتی ہے۔ لہٰذا تجلیات مقربات، تجلیات جذب اگر آپ لوگ چاہتے ہیں تو بروایت بخاری شریف اللہ کے خاص بندوں کے پاس بیٹھنے

ان کی صحبت اختیار کیجئے۔

خاص بندوں کی پہچان

آپ کو کیسے معلوم ہو کہ یہ خاص بندے ہیں۔ جو اُمت کے خاص بندے ہیں وہ ان کو خاص سمجھتے ہوں اور کسی بزرگ کی اس نے صحبت اٹھائی ہو۔ شریعت اور سُنت پر چل رہا ہو۔ علمائے دین بھی اس کی تصدیق کر رہے ہوں۔ خالی عوام کا مجمع نہ ہو ورنہ اس زمانہ میں بعض ایسے نالائق بے وقوف اور محروم ہیں کہ جنھوں نے بزرگوں کو دیکھا تو ہے لیکن ان سے اپنی اصلاح نہیں کرائی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک جاہل پیر کے چکر میں آگیا جو کمرہ میں اپنی تصویر لگاتے ہوتے ہے اور وہ اس کو بزرگ سمجھ کر وہاں جاتا ہے حالانکہ ایک مسجد کا امام بھی ہے۔ ذرا سوچئے عقل پر عذاب ہے یا نہیں کسی گناہ کے بدلے میں اس ظالم کی عقل سے نور چھین لیا گیا ہے ورنہ تصویر رکھنے والا کہیں ولی اللہ ہو سکتا ہے ؎

گر ہَوا پہ اُڑتا ہو وہ رات دن\
ترکِ سُنّت جو کرے شیطان گِن

اگر کوئی ہَوا پہ اُڑ رہا ہو اور سنت کے خلاف ہو تو اس کو ولی اللہ سمجھنے والا بھی زندیق ہے، جو تارکِ سنت کو ولی اللہ سمجھتا ہے وہ زندیق اور فاسق العقید ہے۔

تو آخر میں مَیں نے بتا دیا کہ جذب کیسے ملے گا۔ زمانہ بھی بتا دیا اور مکان بھی بتا دیا۔ ایک حدیث پاک میں زمانہ بتایا گیا کہ پورے زمانے میں قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تجلیات برستی رہیں گی اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے زمانہ کے دن رات میں یہ تجلیات جن سے اللہ اپنے

بندوں کو جذب کرتا ہے نازل ہوتی رہیں گی۔ ان کو تلاش کرتے رہو اگر کوئی تجلی حاصل ہو گئی تو پھر تم کبھی شقی نہیں ہو سکتے۔ مگر ان کا مکان کہاں ہے۔ یہ کہاں ملیں گی تو دوسری حدیث پاک لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ میں بتا دیا گیا کہ اللہ والوں کی صحبت میں ملیں گی جہاں اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور ان کا جلیس و ہم نشین کبھی بدبخت و شقی نہیں رہ سکتا۔ معلوم ہوا کہ شقاوت سے محفوظ رکھنے والی تجلیات جذب کا مکان اہل اللہ کی مجالس ہیں۔

یہ طریق جذب بھی عرض کر دیا گیا اور آج چوتھے جمعہ کو یہ بیان جذب ختم ہوا۔ اب دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی بہترین طباعت کرا دے اور چھپ کر کے سارے عالم میں اللہ اس کو پھیلا دے۔ میرے شیخ کے خلیفہ اور میرے پیر بھائی جناب غلام سرور صاحب نے لکھا ہے کہ آج کے بیان کا کیسٹ میرے لیے ارسال کر دیں، پہلے تین کیسٹ جا چکے ہیں۔

دُعا کیجئے، پہلے تو ایک دُعا یہ کرنا ہے کہ چار جمعوں سے اے رب العلمین جذب کا بیان ہو رہا ہے اور آج ختم ہوا اس بیان جذب کے صدقہ میں اور ان اولیاء اللہ کے صدقہ میں جن کو آپ نے جذب فرمایا جان اختر کو جان مولانا مظہر کو اور میرے داماد مسعود منظر کو میرے گھر کے بچے بچے کو جذب فرما لے۔ اس کے بعد آپ حضرات اور جو خواتین آئی ہوتی ہیں ہم سب کو اللہ جذب کر لے اور ہمارے گھر والوں کو بھی اللہ جذب عطا فرما۔ سارے عالم کو جذب عطا کر دے۔ تیری مہربانی کا دریا غیر محدود ہے اور ہم میں سے جس کو جو روحانی بیماری ہو اس کو شفا عطا فرما دے۔ پہلے میں روحانی بیماری کی صحت کے لیے دُعا کرتا ہوں کیونکہ جسمانی

بیماری روحانی بیماری سے بہت ہی کم تر ہے۔ کیونکہ جسمانی بیماری کا مریض تو خُدا کی رحمت کے سائے میں ہے اور یہ جو روحانی بیماری میں مبتلا ہے وہ خُدا کے غضب اور قہر کے سائے میں ہے۔ خدائے تعالےٰ ہم میں جس کو جس گناہ کا کینسر ہو بدنظری لڑکوں سے عشق بازی لڑکیوں سے ٹیڈیوں سے تاک جھانک کرنا، جھوٹ بولنا ٹیلیوژن کے پروگرام دیکھنا وی سی آر ننگی فلمیں ویڈیو تمام جتنے بھی یا اللہ آپ کے غضب اور قہر کے اعمال ہیں ہم سب کو ہمارے گھر والوں کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ خواتین کو برقعہ پہننے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ جنھوں نے داڑھی نہیں رکھی ہے ان کو داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ جن کی مونچھیں بڑی بڑی ہیں انکو مونچھیں کٹا دینے کی توفیق عطا فرما۔ جن کے پاجامے ٹخنوں سے نیچے لٹکے ہوئے ہیں اے خُدا ان کو ٹخنہ کھول دینے کی توفیق عطا فرما اور یہ احکام سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ یا اللہ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جی خوش کریں اور اپنی حرام خوشیوں سے توبہ کریں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو جذب فرمالے، جسمانی روحانی دونوں بیماریوں کو شفا دے۔ اللہ تعالےٰ مجھ کو بھی شوگر کی بیماری سے نجات عطا فرماتے۔ اے اللہ ہم سب کی جانوں میں وہ دردِ دل جو آپ اپنے اولیاء کے سینوں کو عطا فرماتے ہیں اختر کو میرے سب دوستوں کو عطا فرما۔ میرے بچوں کو بھی اور ہم سب کو نسبت اولیائے صدیقین عطا فرما، اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے اے اللہ ہم سب کو وہاں تک پہنچا دے۔ ہمارے ظاہر و باطن کو اپنی مرضی کے مطابق بنا دے اور اپنی مرضی پر استقامت عطا فرما دے۔ ایک دُعا بہت اہم کیا کیجئے

اے خدا ہم سب کو سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ زندگی عطا فرما اور سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دُنیا سے اٹھا اور دونوں جہان میں ہم سب کو راحت اور عافیت عطا فرما۔ چھوٹی سے چھوٹی بلا اور چھوٹے سے چھوٹے غم سے بھی بچا۔ یا اللہ ہم سب کو عافیت کے ساتھ جینا نصیب فرما، عافیت کے ساتھ اپنی محبت میں جینا اپنے عاشقوں میں مرنا نصیب فرما۔ آپ سب اپنے دل میں اپنی جائز حاجتوں کا تصور کرلیں، اے خدا ہمارے دل میں جتنی جائز حاجتیں ہیں ان سب جائز حاجتوں کو پورا فرما اور جو مقروض ہیں ان کا قرض ادا کردے جن کی بیٹیوں کو رشتہ نہیں مل رہا ہے ان کو رشتہ عطا کردے جن کو رشتے تو ملے مگر شوہر ظالم ہیں ان شوہروں کو رحمدل بنادے، جن کی بیٹیاں ظلم کررہی ہیں ان کو بھی توفیق دے دے کہ اپنے شوہروں کو نہ ستائیں۔ نافرمان اولاد کو فرمانبردار بنادے، اگر ماں باپ کی طرف سے زیادتی ہے یا غصہ زیادہ ہے تو اے اللہ ان کو اپنی اولاد پر مہربان کردے۔ اے خدا آپ دنیا و آخرت کے مالک ہیں، اے مالک دوجہاں اختر آپ سے اپنے لیے سب دوستوں کے لیے سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے عافیت دوجہاں کی بھیک مانگتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

فیضِ شیخِ کامل

مری رسوائیوں پر آسماں رویا زمیں روئی
مری ذلت کا لیکن آپ نے نقشہ بدل ڈالا

بہت مشکل تھا میرے نفسِ امارہ کا چت ہونا
تری تدبیرِ الہامی نے اس کا سر کچل ڈالا

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

دلِ شکستہ اور اشعارِ تجلیات

خونِ حسرت رات دن پینے کا لطف
اس کے جلووں کی فراوانی سے پوچھ
لذتِ زخمِ شکستِ آرزو
اس کی آنکھوں کی نگہبانی سے پوچھ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم